ب کی

ادبیاتِ عجم

حصہ سوم

نصاب فارسی جدید برائے امتحان بی اے

مرتبہ

جناب مولوی عابد حسن صاحب فریدی

ایم اے۔ ایل ٹی۔ ایم آر اے ایس (لندن)

پروفیسر فارسی سینٹ جانس کالج آگرہ

پبلشرز

شری رام مہرا اینڈ کمپنی آگرہ

مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ

طلبیہ

فہرست مضامین ادبیات عجم حصہ سوم

حصۂ نثر

حصۂ نظم

کبھی تمباکو فروش۔ کبھی چور اُچکا بن کر زندگی گزارتا ہے۔ پھر محض اتفاق سے شاہی طبیب کی شاگردی و ملازمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس درجہ سے ترقی کرتا ہے تو شاہی جلّاد کا توسّل اختیار کرتا ہے۔ گردش روزگار اسکو اس رتبہ سے بھی محروم کر دیتی ہے تو پارسا بنکر ایک مُلّا کے حلقۂ عقیدت میں داخل ہو جاتا ہے لیکن مُلّا صاحب کے توہمات اور تعصبات اسکو چین نہیں لینے دیتے فرار ہو کر قسطنطنیہ پونہچتا ہے اور وہاں ایک دولتمند عرب تاجر بنکر کسی مالدار ترکی بیوہ عورت سے شادی کر لیتا ہے۔ لیکن راز فاش ہو جاتا ہے اور یہ دولت بھی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ آخر کسی تدبیر سے شاہ ایران کے وزیر اعظم کے ظلِ حمایت میں آ جاتا ہے اور سفیر ایران کا سکرٹری بنجاتا ہے۔

یہ داستان اسقدر زورِ تحریر۔ صداقت بیان۔ صحت تصویر۔ خوبی اسلوب رکھتی ہے کہ انگریزی زبان کی اس نوع کی تصانیف میں اسکو ممتاز درجہ حاصل ہے۔ عموماً اہل مشرق اور خصوصاً اہل ایران کی سوسائٹی اور خصائص طبعی کا صحیح خاکہ ایسی قدرت و مہارت کے ساتھ بنایا ہے اور اس میں ظرافت و تمسخر کا اسقدر تیز و شوخ رنگ بھرا ہے کہ اہل ایران اسکو دیکھکر نہایت برہم و برافروختہ ہو گئے۔ چنانچہ ایران کے ایک وزیر سلطنت نے ۱۲ مئی ۱۸۲۶ء کو طہران سے مصنف کتاب کے نام خط لکھا۔ جس میں مصنف کو دروغ گو بتایا ہے اور اس جسارت مجرمانہ کی دوستانہ شکایت کی ہے۔

بہر حال مصنف کو اپنی خلوص نیت کا دعویٰ ہے اور اسکا خیال ہے کہ [illegible] رہ کر پیدا ہوگا اور اسکے بعد نتیجۃً اصلاح حال کی طرف سے توجہ ہوگی۔ [illegible]

ہوا بجی ۔

جیمس موریر ۱۸۰۷ء میں انگلستان کے ادارۂ خارجہ میں ملازم ہوا۔ اور تقریباً
ممالک مشرقی کی سیر و سیاحت کی۔ آخر ۱۸۱۵ء میں سفارت کے عہدہ جلیلہ سے
کی۔ سرگزشت حاجی بابا ۱۸۲۴ء میں لکھی۔ اس سے پہلے اور اسکے بعد ایک در
زیادہ سفرنامے اور ناول لکھے ہیں۔ اپنی تمام سیاحتوں کا حال نہایت تفصیل سے

یہ کتاب اگرچہ اہل ایران کے احساس خودداری و عزت نفس پر الحق
پر نہایت گراں گزری لیکن چونکہ حقیقت کا اظہار نہایت لطیف پیرایہ میں کیا گ
بالآخر طبائع اس سے مانوس ہوگئیں اور متعدد اہل زبان نے اسکو فارسی میں ت
کتاب عام طور پر ایرانی پبلک میں شائع و مقبول ہوئی۔ تین ترجموں کا ہم کو
(۱) ترجمہ میرزا حبیب اصفہانی ؛ (۲) ترجمہ شیخ احمد روحی کرمانی ۔ (
میرزا اسد اللہ۔ ہمارا انتخاب تیسرے ترجمہ سے ہے جو ۱۳۲۲ھ میں کیا گ
اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ :۔

"عمداً تحت اللفظی ترجمہ نکردم کہ بمذاق ہا خنک نماید۔ عین مضمون با
مشحون کردم۔ ہر جا کہ اہالی ناس منطقی کردہ بہمان طرز عنوان نمودہ
کہ اوسط یا ادانی سخن گفتہ بہمان طور اصطلاحے نوشتم"

اس لئے یہ ترجمہ ترجمہ نہیں رہا بلکہ زبان کے اعتبار سے اصل تصنیف

تیاتر میرزا ملکم خاں

پرنس میرزا ملکم خاں ناظم الدولہ جلفا سے اصفہان کے ایک آرمینین میرزا یعقوب خاں کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۴ء) میں اصفہان میں پیدا ہوا۔ غیر معمولی دل و دماغ کا انسان تھا۔ مختلف حیثیتوں سے ملک کی خدمت کی۔ ناظر ادارۂ سفارت ایران متعینہ کورٹ آف سینٹ جیمس کی خدمت پر مامور ہوا۔ وہاں سے سبکدوش ہونے کے چند روز بعد سنہ ۱۳۰۷ھ (سنہ ۱۸۹۰ء) میں لندن سے قانون نام کا ایک اخبار جاری کیا۔ اسکا مدیر خصوصی خود میرزا ملکم خاں تھا۔ اس روزنامہ نے دلکش اسلوب اور سلیس تحریر کے سبب سے اسقدر قبول عام حاصل کیا کہ قارئین اسکی اشاعت کے منتظر و مشتاق رہتے تھے۔ اور دقیق نظر اور وقیع رائے کی وجہ سے اسدرجہ موثر ثابت ہوا کہ رائے عامہ میں اہم و عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ ادبیات کے لحاظ سے فارسی زبان کا بہترین پرچہ تھا اور اثر کے اعتبار سے تاریخ بیداری ایران میں امتیازی درجہ رکھتا تھا۔ گویا میرزا ملکم خاں نے اپنی تحریرات کے ذریعہ سے علمی و ملکی۔ ادبی و سیاسی دو در کھولے۔ ادب میں اسکو مجتہد کا مرتبہ حاصل ہے اور سیاست میں مجاہد کا۔ اسکا انداز بیان ناقابل تقلید تھا اور اسکی رائے ناقابل تردید

ادب و سیاست کے اس مجمع البحرین روزنامہ قانون کے علاوہ میرزا ملکم خاں نے ڈرامے بھی لکھے ہیں جو تیاتر میرزا ملکم خاں کے نام سے اول سنہ ۱۹۰۸ء میں تبریز کے روزنامہ اتحاد میں شائع ہوئے پھر سنہ ۱۹۲۱ء میں کاویانی پریس برلن نے انکو یکجا شائع کیا۔ ان میں سے ایک ڈرامہ (حکایت کربلا رفتن شاہ قلی میرزا) اس انتخاب میں

شامل ہے۔ تینوں ڈرامے نہایت مختصر ہیں اور ایران کی حکومت اور سوسائٹی کی اصلاح کی غرض سے لکھے گئے ہیں۔ ان مختصر تحریروں میں بھی میرزا ملکم خاں کا زور قلم۔ اجتہاد ادبی اور اسلوب خصوصی نمایاں ہے۔ ظرافت نے حق گوئی کی تلخی میں عجب شیرینی پیدا کر دی ہے۔

دوستداران بشر ایران کے عہد حاضر و دور جدید کے ایہ ناز فرزند اور لائق منشی و ادیب میرزا محمد منشی کی تالیف ہے۔ میرزا محمد نے اپنے زور قلم اور ادبی و علمی خدمات کے صلہ میں "نشان علمی" اور "نشان شیر و خورشید" ایران کے مخصوص علمی تمغے حاصل کئے ہیں اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلستان و آئیرلینڈ کا ممبر ہے۔ تقریباً دو درجن کتابوں کا مترجم و مولف و مصنف ہے۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: طلوع تمدن۔ ہیئت۔ تاریخ عرب۔ تاریخ آلمان (جرمنی) تاریخ ژاپون (جاپان) تاریخ برازیل۔ انشائے جدید۔ انشائے اعلی۔ شارل و عبد الرحمن۔ فداکاری یا در راہ تاج۔

"دوستداران بشر" جس میں سے ایک مضمون (سر سید احمد خاں) اس انتخاب میں شامل کیا گیا ہے تین جلدوں میں مرتب کی ہے۔ جن میں تمام دنیا کے متمدن ملک و قوم کے حالات جمع کئے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے حالات کیلئے الگ الگ حصے ہیں۔ "سر سید احمد خاں" والا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس قدر عالمانہ و ادیبانہ تحریر ہے۔ جدید اصطلاحات و محاورات کے ساتھ قدیم طرز تحریر کو قائم رکھا ہے۔ اس مضمون کو دوسرے منتخبات سے مقابلہ کرکے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے لئے یہی اسلوب مناسب تھا جو

اختیار کیا گیا - مثلاً میرزا ملکم خاں، صنعتی زادہ وغیرہ کی تحریریں فسانہ ہونے کی وجہ سے نہایت سادگی و سلاست چاہتی تھیں - اور یہ مضمون ایک مقتدر و معظم ہستی کے حالات پر مشتمل ہونے کے سبب سے شاندار اسلوب بیان اور شکوہ الفاظ کا مقتضی تھا - یا یوں سمجھنا چاہیے کہ مولف نے اس پُرعظمت تحریر کے ذریعہ سے صاحب حالات کے متعلق اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے اور یہ امر ایک ادیب کی شان سے بعید نہیں ہے - نیز اس تحریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایران کا جدید لٹریچر اس نوع کی تحریروں سے خالی نہیں ہے -

دام گستران

جسکا دوسرا نام "انتقام خواہانِ مزدک" ہے - صنعتی زادہ کرمانی کی تصنیف ہے اور اسکا شمار ایران کے بہترین ناولوں میں ہے - ناول - ڈرامے مختصر فسانے ہر زبان اور ملک و قوم کی ادبیات کے لئے نہایت ضروری ارکان اور دلکش اجزا ہیں - لطافت زبان - صحت محاورات - اعلیٰ تخئیل - عمدہ اسالیب کو پیدا کرنے قائم رکھنے اور خالص کرنے میں فسانوں اور ناولوں کا درجہ شاعری سے کم نہیں ہے - جس طرح علوم جلیلہ (تاریخ - فلسفہ - معاشیات - سائنس وغیرہ) کسی زبان و قوم کی عظمت و علمیت پر دلالت کرتے ہیں - علوم لطیفہ (شاعری - فسانہ وغیرہ) اس زبان و قوم کی شعریت و لطافت کے مظہر ہیں - ناول اور فسانے پڑھنے میں نہایت آسان ہوتے ہیں اس لئے سطحی نظر والوں کو یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ انکا لکھنا بھی ایسا ہی سہل ہوگا - لیکن واقعہ یہ ہے کہ کسی ناول یا مختصر فسانہ کا تصنیف کرنا فلسفہ یا طبعیات کی کتاب مرتب کرنے سے کم دشوار نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ دشوار کہا جائے تو بیجا نہوگا - اس لئے کہ فلسفہ و

معاشیات۔ سائنس و اجتماعیات (سوشیالوجی) کی تالیفات میں اوتخیلیٹی اور ایجاد کو
کہاں تک دخل ہوسکتا ہے۔ جبکہ ناول و فسانہ۔ داستان و ڈرامہ تمام و کمال
قوت ایجاد فکری کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اگر ناول کسی واقعہ تاریخی پر بھی مبنی ہوتا ہے
تاہم اس واقعہ کو داستان بنانے میں مصنف کی جدت آفریں تخیل کارفرما ہوتی ہے
فلسفہ کی دس کتابوں میں باہم جو فرق و امتیاز ہوسکتا ہے وہ یہی کہ ایک دوسری سے زیادہ
واضح یا زیادہ جامع ہے۔ لیکن دس ناول یا دس فسانے ہر حیثیت سے بالکل الگ اور
مستقل تصانیف و ایجادات ادبیہ ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ ناول نویسی و فسانہ نگاری کے
لئے دوسرے علوم فلسفہ نفسیات وغیرہ کی واقفیت بلکہ ان میں سے بعض علوم کی اعلیٰ
قابلیت و مہارت ضروری ہے۔ ورنہ قصہ کا تسلسل۔ واقعات کی ترتیب۔ اشخاص فسانہ
کا کردار۔ مختلف جذبات کا اظہار اسقدر ناقص رہ جاتا ہے کہ کتاب زبان و ادب کے
لحاظ سے مکمل و اعلیٰ ہونے کے باوجود ناول کی حیثیت سے کوئی قدر و منزلت نہیں رکھتی۔
یہی سبب ہے کہ اگرچہ ہندوستان میں دور داستان کے اختتام اور عہد ناول
کے آغاز کو نصف صدی سے زیادہ گزر گئی ہے۔ لیکن اردو زبان میں صحیح اصول پر ناول
لکھنے والوں کی تعداد حساب انامل کیا شمار اصابع کیلئے بھی کافی نہیں ہے۔ اور یہی سبب
ہے کہ بنگالی زبان کے ناول اردو زبان کے ناولوں سے بہت بہتر اور مکمل ہوتے ہیں۔
جو لوگ یورپ کے ناولوں کا مطالعہ کرچکے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ اردو
کے اعلیٰ درجہ کے ناول فرنچ اور انگریزی زبانوں کے اوسط درجہ کے ناولوں کا بھی مقابلہ

نہیں کرسکتے۔

ایران کی حالت اس فن میں ہندوستان سے بہتر نہیں ہے۔ فارسی کے ناول نہ تعداد میں اُردو ناولوں سے زیادہ ہیں نہ اوصاف میں اعلیٰ۔ فارسی جدید کے اکثر ناول اور ڈرامے ترکی۔ فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے ترجمہ کئے گئے ہیں اور وہ ایران کی اصلی تصانیف سے زیادہ مکمل داخلی ہیں۔ ایران میں کوئی فسانہ نگار۔ شرر و سرشار کے پایہ کا بھی نہیں ہے۔ لیکن بہرحال ایران ناول اور ڈرامے کی اہمیت سے غافل نہیں ہے۔ یہ ناول (دام گستران) جو اس انتخاب میں شامل ہے مجموعی حیثیت سے ایران کے اکثر اصلی تصانیف سے بہتر ہے۔ اسکا پلاٹ ایک تاریخی واقعہ پر مبنی ہے۔

ایرانِ آتش پرست میں مُزدکیوں نے وہی شورش برپا کی تھی جو ایرانِ توحید پرست میں بابیوں نے کی۔ بلکہ شدت و نفوذ اور تباہی و نقصان میں وہ تحریک اس تحریک سے کچھ زیادہ ہی تھی۔ پیروانِ مُزدک نے بھی معتقدان باب کی طرح سلطنت کے استیصال میں کوئی امکانی کوشش باقی نہ چھوڑی تھی۔ اس ناول (دام گستران یا انتقام خواہان مزدک) میں اسی کا قصہ ہے۔ جو حصہ انتخاب کیا گیا ہے وہ اگرچہ مکمل قصہ نہیں ہے لیکن بجائے خود دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ سلطنت عجم کا ضعف۔ مزدکیوں کے زور و قوت کے اسباب۔ اور ایران میں اسلام کی تحریک ان اوراق کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب لطف بیان اور سلاست زبان میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ پلاٹ اور کردار اشخاص کے اعتبار سے صنعتی زادہ کرمانی کی کوششیں نہایت کامیاب ہیں۔ نفس قصہ اسقدر دلچسپ

ہے کہ شروع کرنیکے بعد ختم کرنے سے پہلے کتاب کو بند کردینا آسان کام نہیں ہے۔ انہی وجوہ سے اہل ایران کے مصنفہ ناولوں میں اسکو رتبۂ خاص اور قبول عام حاصل ہے۔

غزلیات سرخوش

سرخوش انیسویں صدی کے آخری زمانہ کا شاعر ہے۔ اس کے انتقال کو ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ فارسی شاعری سرخوش تک آتے آتے بہت سے پلٹے کھا چکی تھی۔ اور تمام اصناف نظم اسقدر مکمل ہو چکی تھیں کہ ان میں اضافہ کی گنجایش نظر نہیں آتی تھی۔ غزل نے شروع شروع میں سادگی و سلاست اختیار کی اور سعدی۔ خسرو۔ حافظ کا سہل ممتنع کلام دنیا کے دل کے سامنے پیش کیا۔ پھر پیچیدگی اور بلند پروازی اور خیال آفرینی کے چکر میں پڑی اور فغاں جلالی۔ کلیم۔ طالب کا افسردہ دماغ عالم عقل کی نمایش میں لاکر رکھا۔ پھر ایک مرتبہ آسان غزل گردش میں آیا۔ فطرت نے صنعت پر غلبہ پایا۔ بے تکلفی کو تکلف پر فتح ہوئی۔ اور غزل تنگنائے صنائع اور پیچ و تاب تخئیل کی بھول بھلیوں سے نکل کر صفائی و تاثیر کے دلکشا میدان میں آئی۔ اور قاآنی۔ نشاط۔ عندلیب۔ سرخوش کے زمزموں سے نغمات عہد کہن کو تازہ کردیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سعدی۔ خسرو۔ خواجو۔ حافظ سلاست و شیرینی لطافت و صفائی۔ درد و اثر کے زینہ پر آخری پلہ تک پہنچ چکے تھے۔ ان کے بعد جس جس نے اس زینہ پر قدم رکھا چند پیچھے اِدھر ہی رہگیا۔

بہرحال سرخوش اسی دَورِ آخر اور عہد حاضر کا شاعر ہے طرز ادا سلیس تخئیل سادہ اور جذبات فطری ہیں۔ نہ باریک بینی ہے۔ نہ خیال آفرینی۔ گویا از دل خیزد و بر دل

ریزد -

سرخوش کا نام میرزا یحییٰ خاں ہے - میرزا عبدالغنی تفرشی کا تیسرا لڑکا تھا - بڑا بھائی میرزا محمد علی تھا - سرخوش سنہ ۱۸۶۔ء میں بمقام گورگاں (تفرش) میں پیدا ہوا - فارسی و عربی باپ سے پڑھی - اسکے دونوں بڑے بھائی نامور خوشنویس تھے - سرخوش نے بھی خوش خطی کی مشق کی اور نام پیدا کیا - اور اسکی تحریروں نے ایران سے باہر نکل کر ہند و چین کے اہل نظر سے تحسین حاصل کی - لڑکپن ہی سے شاعری شروع کر دی - بڑا بھائی اسکی لیاقت و اہلیت دیکھکر اسکو اپنے ساتھ طہران لے گیا اور اسقدر دل سوزی و سرگرمی سے اسکی تربیت و تعلیم کی کہ سرخوش عمر بھر اسکا ممنون رہا - سنہ ۱۸۷۸ء میں باپ کے انتقال کی خبر سنکر سرخوش تفرش واپس آیا اور چند روز بعد اپنے چچا میرزا سید رضا خاں کے ساتھ خرم آباد چلا گیا جہاں اسکا چچا وزیر عربستان و لرستان کی حیثیت سے مقیم تھا - دس سال تک چچا کے ساتھ رہا اور مالی خدمات میں اسکو مدد دیتا رہا - اسکے بعد طہران واپس آ گیا اور اپنے علم و ہنر کی بدولت سرکاری ملازمت حاصل کر لی - اور آخر سنہ ۱۸۹۸ء میں برٹش کونسل کا سکرٹری ہو گیا - اور آخر سنہ ۱۹۰۔ء میں انتقال کیا -

سرخوش کی یادگار یہ تصانیف ہیں :- (۱) دیوان غزلیات (۲) نظم گوے و چوگاں - (۳) نظم طرب نامہ - (۴) مثنوی شکرستان -

غزلیات ماہ شرف خانم | مشرق میں از آدم تا ایندم نوع بشر کی جنس کرخت نے اپنی جنس اور جنس لطیف میں فصل تام قائم

رکھا ہے اور اپنی قوامیت[۵] کی صحیح حدود سے تجاوز کرکے میدان علم و عمل کو اپنی نمایش عقل و دماغ کیلئے مخصوص کرلیا ہے۔ لیکن عورت بھی جب جب اسکو موقع ملا ہے کبھی تلوار چلا کر اور کبھی قلم اٹھا کر مردوں کو منعم حقیقی کی تقسیم مساوی کو تسلیم کرنے پر مجبور کرتی رہی ہے۔

انہی مردانہ عورتوں میں ماہ شرف خانم کردستانی مستورہ تخلص بھی تھی۔ کردستان ایران کے حصہ غربی کا ایک صوبہ ہے جسکا دارالحکومت شہر سنندج ہے۔ قدرت نے اس قطعۂ خاک کو حسن و زیبائی سے مالا مال فرمایا ہے۔ آب و ہوا خوشگوار ہے اور کوہستان و میدان دلفریب۔ اس خطۂ عجم نے بڑے بڑے عالم و شجاع پیدا کئے ہیں۔ خصوصاً فلسفہ و کلام اور شعر و ادب میں فضلائے کردستان کی تصانیف مطبوع و مشہور ہیں۔ مولانا خالد شہرزوری کے مقامات عرفانی۔ ملا خضر رود باری کے نصائح۔ شیخ وسیم بزرگ کی اندرز ہائے سودمند۔ خاناے قبادی کی ادبیات نغز۔ ملا عبدالرحیم تاوجوزی مشہور بہ مولوی تخلص بہ معدوم کے مضامین ادبی۔ ملا خضر متخلص بہ نالی کے لطائف بدیعی۔ شیخ محمد فخر العلما کے اشعار رنگین۔ شیخ رضائے کرکوکی کی طیبات و دکاھیہ تھا۔ وفائی و حریق و سالم و ہجری کی غزلیات دلفریب کردستان و ایران کے لیے مایۂ ناز و باعث امتیاز ہیں۔

---

[۵] قرآن مجید میں مردوں کی فضیلت عورتوں پر ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے "الرجال قوامون علی النساء"۔

کردستان اپنی اس فہرست مفاخر میں ایک عورت کا نام بھی شامل رکھتا ہے۔ جسکا حسن ظاہر مستور تھا اور جمال باطن مشہور۔ جو خود چراغ خانہ تھی اور اسکا کلام شمع انجمن۔ ماہ شرف خانم مستورہ ۱۲۱۹ھ یا ۱۲۲۰ھ میں کردستان میں پیدا ہوئی۔ اور ۴۴ مراحل زندگی طے کرکے ۱۲۶۳ھ یا ۱۲۶۴ھ میں لحد کی منزل اول میں پہنچ گئی۔ ابوالحسن بیگ ولد محمد آقا ناظر کردستانی کی لڑکی تھی۔ اسکا خاندان قادری مشہور ہے۔ دادا والیان کردستان کا ناظر صندوقخانہ۔ باپ بھی حاکم کردستان کا مقرب بارگاہ و معزز و مقتدر تھا۔

رضا قلی خاں ہدایت نے اپنی کتاب مجمع الفصحا، جلد دوم مطبوعہ طہران میں صفحہ ۴۵۱ میں شعرائے معاصر کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ "مستورہ کردستانی کا شمار نسوان نجیبہ مشہورہ میں ہے۔ دختر ابوالحسن بیگ اور منکوحہ خسرو خاں والی سنندج تھی۔ نہایت خوش خط لکھتی تھی۔ حسین و پاکدامن عورت تھی۔ مردانہ اوصاف رکھتی تھی۔ ماہ شرف خانم نام تھا۔ ۱۲۶۳ھ میں رحلت پائی۔"

میرزا علی اکبر صادق الملک اپنی تاریخ کردستان موسوم بہ حدیقۂ ناصریہ میں لکھتا ہے:-

"اس خاندان میں ایک عورت ہے میری عموزادہ۔ جسکا نام ماہ شرف خانم اور تخلص مستورہ ہے۔ فی الواقع اس عفیفہ کا فضل و کمال۔ خط و ربط، شعر و انشا اس پایہ کا ہے کہ مورخین عالم اسکا نام صفحۂ تاریخ پر ثبت کریں۔ تقریباً بیس ہزار شعر کا دیوان غزلیات و قصائد اسکی یادگار ہے۔ چالیس سال میں دورۂ زندگی

ختم کرکے اس سرائے فانی سے رحلت کرگئی۔ خسرو خاں والی مشہور بہ ناکام کی بیوی تھی۔"

مستورہ کی رحلت سے ۸۰ سال بعد اسکا کلام و تصانیف جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ جسکا نتیجہ ایک مختصر دیوان ہے جس میں دو ہزار اشعار سے زیادہ ہیں۔ اور ایک کتاب تاریخ کردستان ہے جس میں حکمرانی و سلاطینِ اردلاں کے حالات اس خاندان کی آغاز حکومت سے زمانۂ مولفہ تک درج ہیں۔ حکمرانی خسرو خاں ناکام والی کردستان کے حالات مندرجہ تاریخ مستورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں کسی وجہ سے والی مذکور مستورہ کے باپ اور چچا سے خفا ہوگیا تھا اور ان پر غضب و عتاب کیا تھا۔ اسکے بعد ان لوگوں سے دل صاف کرلیا اور خلوص و صفائی کو ثابت کرنے کے لئے ماہ شرف خانم مستورہ سے نکاح کرلیا۔

مستورہ کا ایک اور رسالہ عقائد و شرعیات کے متعلق بھی پایا جاتا ہے جو اسکے مراتب کمالات کی دلیل ہے۔ مستورہ کا شوہر خسرو خاں ناکام بھی موزوں طبع تھا۔ اسکا دیوان بھی شائع ہوگیا ہے۔ میاں بیوی میں اکثر مغازلہ (مقابلۂ غزل) ہوا کرتا تھا۔

مستورہ نے کہیں کہیں مقطع میں اپنے ہمعصر شاعر شہیر یغمائے جندقی کی تعریف محبت بھرے الفاظ میں کی ہے مثلاً

درگذر زین خیال مستورہ ۔۔۔ گر بہ یغما رود دل و دینت

دی بغمزہ صنمے سلسلہ موئے بگذشت ۔۔۔ دل مستورہ و جمعے ببرش۔ یغما بود

ایک غزل میں یہ قطعہ یغما کی مدح میں اضافہ کیا ہے :-

این گہر نیز کہ از کلک خیالم ریزد | بالشّاز ہمت آں قدوۂ اہل ہنر است
میر اقلیم سخن حضرت یغما کہ ز جاہ | عرش را پایہ زار کان درش پست تر است
آں ہمیں زبدۂ آفاق کہ از معجز نطق | زیبد ار گویمش این نیز رسول دگر است
آتش شوق من و جذبۂ کوشش تا دانی | قصۂ موسیٰ و افسانۂ نار و شجر است
نالہ مستورہ مکن گرچہ دلت یغما برد | زین غمت شیوہ دگر خوردن خون جگر است

لیکن واقعات تاریخی نیز اسکی طبعی دلیری اور عزت نفس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیالات اغراق شاعرانہ سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتے ۔ وہ خود بھی ایک جگہ کہتی ہے :-

روش و شیوۂ عصمت بود این مستورہ | بمتاع دو جہاں شرم و حیا نفروشد

مستورہ کا کلام مے سے رنگین اور جلوۂ معشوق سے نگارین ہے ۔ داستان حسن اور فسانۂ عشق نہایت محویت و شغف کے ساتھ بیان کرتی ہے ۔ کلام میں سلاست و صفائی موجود ہے لیکن پختگی استادانہ حد تک نہیں ہے ۔ سرخوش کا کلام مستورہ کے مقابلہ میں زیادہ پختہ و متین ہے ۔

اس انتخاب میں علاوہ چند غزلوں کے مستورہ کی ایک مختصر سی مثنوی بنام "گل و بلبل" بھی شامل ہے ۔ یہ بھی اپنے رنگ میں خوب ہے ۔ وہی داستان عشق اور عاشق و معشوق کے ناز و نیاز اس میں بھی ہیں ۔ بہت صاف و سلیس ۔ با اثر و پر لطف نظم ہے ۔

منظومات ملّی و ملکی

فارسی زبان کی شیرینی - لطافت اور موسیقیت مشرق ہی کے لیئے مایۂ ناز نہیں بلکہ اہل مغرب کو بھی تسلیم ہے - اور فصحائے عالم کو اس امر کا اعتراف ہے کہ اسقدر لوچ اور لچک - اتنی رنگینی - ردیف و قافیہ کی اس درجہ شگفتگی - بحر و وزن کی ایسی ترنم آفرینی - اصناف نظم کی اسقدر کثرت دنیا کی کسی زبان کی شاعری میں نہیں ہے - عربی زبان کی شاعری اپنی وسعت اور معنی آفرینی میں عدیم النظیر ہے - ترکی شاعری اپنی ولولہ انگیزی کے لیئے مشہور ہے - ہندی شاعری اپنی لطافت و شیرینی کے اعتبار سے بے مثل ہے - انگریزی شاعری اپنی رفعت تخئیل کے لحاظ سے لاجواب ہے - لیکن فارسی شاعری کا یہ عالم ہے کہ

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اردو شاعری چونکہ فارسی کی "بنت الرشیدہ" ہے اسلئے فارسی کے تمام محاسن و اوصاف کی اہلیت و استعداد رکھتی ہے - اور اگر اردو شاعری میں فارسی شاعری کے مقابلے میں ابھی کچھ کمی اور کوتاہی باقی ہے تو اردو شاعری کا اتنا قصور نہیں جتنا اردو شاعروں کا ہے -

فارسی شاعری نے ایک ہزار سال میں رودکی (۸۹۳ء) سے قاآنی (۱۸۵۳ء) تک پہنچتے پہنچتے حسن و عشق - بزم و رزم - اخلاق و تصوف - زہد و رندی - مدح و ہجا - معارف و مناظر - متانت و ظرافت کے تمام مضامین بہتر سے بہتر اسلوب و آئین کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیئے - ایک نوع باقی رہ گئی تھی - اسکا ظہور ایک دور جدید

پر موقوف اور وہ امر اپنے وقت کے ہاتھ مرہون تھا۔ وہ وقت بیسویں صدی کے ساتھ آ گیا۔ اور ایران کے انقلاب سلطنت نے ایران کی شاعری میں قومی و ملکی نظموں کا اضافہ کر دیا۔

ایران میں تمدن و حکومت کے روز ازل سے ۱۹۰۶ء تک دور استبداد قائم رہا۔ اگرچہ آثار انقلاب ۱۸۴۸ء میں پیدا ہو چکے تھے لیکن انقلاب کے اصلی و عملی محرک سید جمال الدین افغانی (متولد ۱۸۳۸ء متوفی ۱۸۹۷ء) اور پرنس ملکم خاں (متولد ۱۸۳۳ء متوفی ۱۹۰۸ء) تھے۔ آخر ۵ راگست ۱۹۰۶ء سے پہلا کانسٹی ٹیوشنل پیریڈ یعنی دور مشروطہ اول شروع ہوا اور ۷ راکتوبر ۱۹۰۶ء کو مجلس اول (نیشنل اسمبلی) قائم ہوئی جو ۲۳ رجون ۱۹۰۸ء تک کام کرتی رہی۔

اسکے بعد تقریباً ایک سال کے لئے ۲۳ رجون ۱۹۰۸ء سے ۱۶ رجولائی ۱۹۰۹ء تک پھر محمد علی شاہ معزول کا دور استبداد جاری ہو گیا اور مشروطہ اول معرض التوا میں آ گئی۔

پھر دوسرا دور مشروطہ ۱۶ رجولائی ۱۹۰۹ء سے شروع ہوا۔ اور چار روزہ کی جنگ کے بعد محمد علی شاہ فرار ہو گیا اور ایرانیوں کو "فتح ملی" حاصل ہو گئی۔

ان چند سال میں سرزمین ایران میں عجب قیامت خیز ہنگامہ برپا رہا۔ انقلاب پیدا کرنے کے لئے جو ذرائع اختیار کئے گئے ان میں انقلاب آفریں اخباروں اور نظموں کی شاعت بھی تھی۔ چند سال کے عرصہ میں سیکڑوں پرجوش روزنامے نکلے اور ہزاروں ولولہ انگیز نظمیں لکھی گئیں۔ جنکی یادداشت میں اڈیٹروں اور شاعروں نے جلا وطنی

برداشت کی اور جانیں دیں۔

ہمارے انتخاب میں اسی زمانہ کی چند نظمیں سید اشرف رشتی نسیم۔ ملک الشعرا بہار مشہدی اور ایک نوجوان شاعر پور داؤد کی تصانیف سے شامل ہیں۔ ان میں حقیقی جذبات ملی و مذہبی۔ شورانگیز طرز ادا۔ جدید الفاظ و محاورات قابل غور ہیں۔ اس قسم کی نظموں میں سلاست روح رواں ہوتی ہے کہ عام فہم ہوں اور مخاطبین کے دلوں میں جوش پیدا کرسکیں۔ چنانچہ ان نظموں میں یہ جوہر نمایاں ہے۔ ہم نے صرف اُن نظموں کا انتخاب کیا ہے جن میں اس زمانہ کے حوادث و واقعات کا حوالہ و تلمیح کثرت سے نہیں ہے۔ اس لئے یہ نظمیں آج بھی لطف سے خالی نہیں ہیں۔

کمترین

عابد حسن فریدی

آگرہ ۲۰ فروری ۱۹۳۱ء

انتخاب

سیاحت‌نامهٔ ابراهیم بیگ

صبح برخاسته پس از ادای نماز و خوردن چای پارهٔ خیالات خاطرم را مشوش داشت، چه شب بعض خوابهای پریشان دیده بودم، چهار ساعت از دسته گذشته بود، دیدم (مشهدی حسن) از دور پیدا شد، خواست بالا بیاید، گفتم، نیایید با شما بجائی خواهیم رفت. من هم عبا را پوشیده راه افتادیم، گفتم (مشهدی) مرا باید بخانهٔ وزیر داخله راهنمائی کنی، از آنجا هم

بخانہائے وزرائے خارجہ و جنگ خواہیم رفت ، (مشہدی حسن) گفت ، (حاجی خاں) درست کرد ؟ گفتم بلے ، پس باہم رفتیم خانۂ وزیر داخلہ ، اگر بخواہم وصف آں عمارت کنم سخن بطول خواہد انجامید ، سراغ (رضا خاں) را گرفتم نشان دادند - پیشش رفتہ سلام دادہ کاغذ (حاجی خاں) را تقدیم کردم ، خواندہ بسوئے من انداخت ، گفت امروز نمی شود ، ممکن نیست ، پیش رفتہ یک امپیریال[1] بدستش گذاشتم ، نگاہے بروئے من کرد ، گفت قدرے صبر فرمائید - بعد از پنج دقیقہ آمد کہ بفرمائید ، داخل اطاق شدہ کرنش و مراسم تعظیم را بجائے آوردم ، دیدم جناب وزیر یک خرقۂ ترمۂ لاکی در بر و در نہایت عظمت نشستہ است - من ایستادہ ماندم ، گفت ، ہا ! چہ خبر است - گفتم قربانت شوم ، عرضے داشتم ، فرمود بگو گفتم عرض بندہ طولانی است ، خود ہم غریب این دیارم ، از کرم حضرت مستطاب اجل اکرم دور نیست کہ اذن جلوس مرحمت فرمایند ، تا نشستہ عرض خود را بخاک پائے مبارک شرح دہم ، پس از اندکی فکر گفت خوب بنشین و بگو - پس از دعا و ثنا نشستہ عرض کردم ، کہ بندہ از راہ دور آمدہ غریب این مملکتم ، مذہبم شیعہ ، و خود ایرانی زادہ ام ، اول عرض بندہ بخاکپائے حضرت وزارت دستگاہے این است ، کہ معروضاتم

---

[1] امپیریال - اشرفی - طلائی سکہ -

را تا آخر استماع فرموده، پس از آں لطف و مہر بہر کدام سزاوار دیدند بیان امر فرمایند. گفت بگو عرض کردم، این بندہ در خارجہ شنیدہ بودم، ولی اکنون بچشم خود معاینہ می بینم، کہ مملکت ایران نسبت بسایر ممالک روی زمین ویران است، حضرت مستطاب اجل کہ دارای عنوان بلند وزارت داخلہ ہستند، باید بر حسب تکلیف و مقتضیات آں مقام عالی از تمامی مہمات امور داخلۂ مملکت آگاہی داشتہ، اوقات شبان روزے خود را بہ آبادی مملکت و فراہم آوردن اسباب مزید شکوہ و ملک و راحتے سکنہ صرف فرمایند۔ حالا بفرمائید، بہ بینم، در کدامین شہرے از شہر ہائے این مملکت وسیع بیمار خانۂ بنا نہادہ اید؟ و یا دار العجزہ[۵۱] و مسکن یتامی ساختہ و برائے تربیت اطفال بیکس ملت دار الصناعتی[۵۲] پرداختہ اید، و در کدامین قصبہ از قصبات وطن برائے تسہیل نقلیات[۵۳] راہ ہائے شوسہ درست کردہ و اسباب ترقی و تسہیل زراعت و فلاحت را کہ مایۂ حیات ملک و ملت است فراہم آوردہ اید؟ در باب ترقی تجارت مملکت، کہ دولتہائے بزرگ دقیقۂ از آں غفلت نکردہ، بلکہ بلیونہا پول در راہ توسیع

---

۵۱ دار العجزہ۔ضعیفوں محتاجوں کے لیۓ مکان۔

۵۲ دار الصناعت۔کارخانہ۔

۵۳ نقلیات راہ ہا۔

آن خرج نموده اند، و در موقع اقتضا برای حصول آن مقصود خون ریزیها کرده اند، چه اقدامات مجدانه از شما سرزده است؟ آیا هیچ خبر دارید که سالیانه از امتعهٔ ایران چه قدر بخارج حمل و نقل می شود، یا چه قدر مال التجاره از خارج داخل این ملک می شود؟ عجبا! هیچ بخاطر مبارک عالی خطور کرده است تدبیری بکار برده باشید، که مقدار امتعه[1] و محصولات داخله که بخارجه میرود، بیش از آن باشد که از خارجه بمملکت داخل می شود، تا دخل وطن را بر خرج آن غلبه روی داده، رعیت را بدان وسیله توانائی حاصل آید، و خزانهٔ دولت آباد گردد؟ چرا باید رعیت ایران تا جزئیات لوازم زندگانی محتاج خارجه باشند؟ آیا شمع کافوری را خدای بصنعت کاملهٔ خود اختصاص داده یا کار بشر است؟ مگر قند از آسمان می بارد؟ عجبا! خاک ممالک ایران استعداد روئیدن چغندر و یا نیشکر را ندارد؟ مگر پیه[2] گاو و گوسفندان ایران مانند پیه مواشی و دواب[3] مال خارجه قابل التصفیه نیست؟ و یا للعجب[4]! گر این همه پنبه ایران که برده بخارج می برند، کفایت ملبوس

---

[1] امتعه - متاع کی جمع مال اسباب۔

[2] پیه چربی۔

[3] دواب - دابه کی جمع چوپایه۔

[4] یا للعجب - کمال تعجب

اهالی آن را نمی کند؟ جناب وزیر، شما از مقدار نفوس و جمعیت ایران هیچ
خبر دارید؟ از مقدار تولد و تناسل که مایهٔ بقا و دوام قومیت و ملیت را است
آگاه هستید؟ آیا تا کنون اسباب مهاجرت این همه ایرانی را که بممالک (روس)
و (عثمانی) و (هند) پراگنده می شوند تحقیق فرموده تدبیری برای منع آن
بکار برده اید؟ چرا اقدامات بکار نمی برید که برای رفع احتیاج ملت اقلاً
در بعض ولایت های مناسب فابریک های مختصر بنام سرکار ساخته گردد؟
خواهید فرمود که ساختن فابریک وظیفه و تکلیف وزیر نیست. مسلماً، لکن تدبیر
احداث آن و تشویق نمودن ملت و ضامن شدن بحفظ حقوق رعیت کار
وزیر باکفایت و خردمند با انصاف است. بخدای در ممالک خارجه،
این ها را که یکان یکان شمردم همه از تکالیف وزیر داخله است، باید رشته
این گونه نیک بختیها را او از هر جا پیدا کرده بدست رعیت بسپارد، هرگاه
نکند معاتب و مسئول است.

چرا اسباب پریشانی و پراگندگی ملت را نمی پرسید که سبب چیست
سالیانه چندین هزار رعیت ایران به ترک دار و دیار گفته بخاک (عثمانی) و
(روس) و (هند) می ریزند، و در ممالک غربت در پیش دوست و بیگانه
بدان ذلت و پریشان روزگاری بسر می برند. آیا هنوز زمان آن نرسیده
که وزرای ایران، رعیت را بحکام، و حکام به پیشکار، و پیشکار به بیگلربیگی

و داروغہ، و آنان بکدخدایان، و ایشان ہم بفراشباشی و نائب نفروشند؟ در کدامین مملکت دیدہ شدہ است کہ داروغگی شہر را باجارہ بدہند، و آنگہی باراذل[51] و اداني[52] ناس؟ آخر انصاف باید کرد، ماموریت گرامی را در ممالک متمدنہ دائرہ پولیس می نامند۔ آیا رواست کہ پولیس[53] مرد بے سر و پائے و بے سوادے باشد؟ و علاوہ برہمہ عدم لیاقت، تجار زادگان محترم را باسباب چینی ہائے گونا گوں، بانواع کار ہائے نامناسب متہم ساختہ، آبرو و اعتبار شان را برائے پنج تومان پامال سازند، و از جوان باحیا و نجیبی بجائے شرم از پدر و برادر، بے ہیچ تقصیرے، چہل یا پنجاہ تومان بنام جریمہ بگیرند؟ آیا از وضع ناگوار این گرگخانہ[54] ہائے بی تعرفہ[55] کہ موجب ہزار گونہ شماتت دوست و دشمن است خبر ندارید، کہ از یک جور[56] متاع، یا داخلہ[57] و خارجہ، از یکے دو تومان، و از دیگرے یک تومان، و از یکے دیگر کہ گویا پدرش مہربان یا برادرش توپچی است پنج قران می گیرند؟

---

[51] اراذل - ارذل کی جمع - رذیل - ذلیل۔ [52] اداني - ادنی کی جمع۔

[53] پولیس - پولیس اسٹیشن [54] گرگ خانہ - جنگلی خانے۔

[55] بے تعرفہ - جاہل - بے مروت [56] جور - قسم

[57] داخلہ خارجہ - اشیائے درآمد و برآمد۔

اصلاح ایں ہم کہ محتاج پول و آدم یا تدبیر آسمانی نیست۔ تا چند در دست حکام ظالم، در باب رفتار آناں با رعیت و اخذ مالیات، کتابچہ تعلیمات و دستور العمل مانندے نخواہد شد؟ تا کے حال ایں ودائع[۵۱] گرانبہائے خدائے را کہ رعیتش نام است، رعایت نخواہید فرمود؟ آناں را بہوائے نفس حکام بے مروت سپردہ، ناگزیر از طبیعت خواہش ہائے رذیلانہ آں فرو مایگان خواہید داشت؟ آیا دولت سہ ہزار سالۂ ایران، مقتدر نیست کہ در یکے از شہر ہائے معظم خود ادارۂ صحیہ برپا نمودہ سہ چہار تن طبیب موظف[۵۲] بد آنجا بگمارد کہ مردمان آں شہر را از اجل معلق[۵۳]، کہ اثر جہل و نادانی متطببین[۵۴] است، رہائی دہند؟ چرا بجہۃ معالجۂ جذام، برص، کہ در دورہ اول معالجۂ آنہا خیلی آسان است، بیمار خانہ نباشد، کہ در ہر شہر مسافر در اول ورود بہ جماعۃ از ایں بدبختان دو چار بشود؟ آسیب ایں مرض کثیف لب و دماغشاں را ریختہ، و چشم و دہنشان را اعوجاج[۵۵] روی دادہ، کف گدائی بہ پیش خودے و بیگانہ دراز کردہ، خود شان ہم مانند

---

۵۱ ودائع - ودیعت کی جمع - امانت مراد رعایا۔ ۵۲ موظف - تنخواہ دار

۵۳ اجل معلق - موت جو وقت کے انتظار میں ہے۔

۵۴ متطببین - طبابت کے جھوٹے مدعی - ۵۵ اعوجاج - کجی - ٹیڑھا پن۔

وحوش در بیابان زیست می کنند، و از وارد دیار مطرود[۵۱] و در نظر اهل و عیال منفور[۵۲]
باشند - بجای اینکه برای مرد وطن پرست غیرتمند مرگ از دیدن حالت
آن بدبختان سهل و آسان است. من که بار آنان را دیدم، هنوز دلم در
تب و تاب است، شما هر روزه می بینید و هیچ گردی بدامن کبریائے شما
نمی رسد؟ مگر نه ایشان ابنائے وطن شما و برادران دینی شمایند؟ دیگران
برائے حفظ حیات یک تن از ابنائے وطن و بنی نوع خودشان چه زحمتها به
خود هموار[۵۳] نموده چه پولها خرج می کنند - اصلاح این کارها، که در انظار
خارجه موجب ننگ دولت و ملت و اسباب هزار گونه سرزنش خودی و بیگانه
است، محتاج چندان مخارج گزاف[۵۴] نیست که دولت و ملت از تدارک
آن عاجز باشند - بوحدانیت خدا قسم، از خود ملت وجه اصلاح این گونه
معایب را، که سبب کاهش شئون[۵۵] دولت در انظار بیگانگان است بسهل
ترین وجهی می توان گرفت - چرا، از رعیت بیچاره چندان جرمیه و رشوت میتوان
گرفت، که از آن روئے در ظرف بیست سی سال اولاد و اقارب و بستگان[۵۶]

---

۵۱ مطرود - نکالے ہوئے - پھینکے ہوئے ۵۲ منفور - قابل نفرت
۵۳ ہموار نمودن - گوارا کرنا ۵۴ مخارج گزاف - مصارف گراں
۵۵ کاہش شئون دولت - کی شان و شوکت سلطنت ۵۶ بستگان - متعلقین

یک مرد فقیهی که خود بوساطت چندین نفر از دولت تنها سالیانه شصت
تومان وظیفه و دعاگوئی داشت، اکنون صاحب پنج کرور ثروت و سامان
بشوند؟ اما برای اصلاح نقائص جزئیه وطن نمی شود با همت عمومیه رجوع
نمود، به همچنان کار مقدس را از پیش برد؟ درین باب آنچه لازم است تنها حسن
نیت و تدبیر و درستکاری و بی طمعی است. در صورتیکه ملت خود را از دولت،
و دولت خود را از ملت دانست، و فهمید که ایشان لازم غیر مفارق[1] و تنها در تلفظ
دو اما در معنی واحدند، همه کارهای سخت ساخته و پرداخته می شود. از دولت
و میامن[2] اتفاق این دو عنصر گرامی وطن هیچ مشکلاتی در مقابل پایداری نتواند
نمود ــه

دولت همه ز اتفاق خیزد　　　بی دولتی از نفاق خیزد

بسیاری عدالت و مساوات بهمه سختی ها غلبه توان نمود. در اثنای این
مسافرت که قسمت قلیلی از ممالک ایران را دیدم دلم خون شد. همه جا ملک
پریشان، ملت پریشان، تجارت پریشان، خیال پریشان، عقاید پریشان و
شهریار پریشان. خدای را این چه پریشانی است! تعجب دارم که با این
همه پریشانی دیگر این جمعیت وزرا چه لازم است. غرض بنده همین بود که از

---

[1] لازم غیر مفارق۔ جدا نہ ہونیوالے ساتھی [2] میامن۔ میمنت کی جمع۔ برکت۔

شما بپرسیم سبب این ہمہ پریشانی چیست؟ اگر رسول خدا از شما بپرسد کہ اے وزرائے ایران، و اے رؤسائے ملت، کو شریعت من؟ کو اسباب جہاد شما؟ کو مجاہدین شما؟ کو ایمان شما، کہ من حب وطن را ردیف[۵۱] آں قرار دارم؟ چہ جواب عرض خواہید کرد و چہ عذر خواہید آورد۔ ہرگاہ یک دوست و یا دشمنے از شما بپرسد کہ آیا چہ مانع شد کہ در مدت این پنجاہ و شصت سال سلطنت، کہ بے منازعۂ خارجہ در نہایت استقلال و راحتے حکم میراندید، نتوانستید از این بیست و پنج کرور جمعیت ایران بیست پنج نفر را تربیت کنید کہ بتوانند بطور لائق از عہدۂ ادارۂ گمرکات[۵۲] مملکت بر آیند، تا محتاج نہ شوید کہ از فرنگستان مال خارجہ را بمواجب گزاف[۵۳] کرایہ کردہ بگمرک خانہائے خود تان بگذارید؟ چہ جواب خواہید گفت۔ اگر بیگانہ از شما سؤال کند کہ چہ مانعے پیش آمد کہ شما در مدت شصت سال نتوانستید مالیات این مملکت وسیع حاصل خیز یک ملیون تومان بیفزائید، کہ خرج تزئید[۵۴] اسباب مدافعۂ وطن شود؟ چہ جواب مسکت خواہید داد، حال آنکہ در ظرف این مدت شصت سال مالیات سایر مملکت ہائے دور و نزدیک صد

---

[۵۱] ردیف۔ ساتھی
[۵۲] ادارۂ گمرکات۔ محکمہ چنگی
[۵۳] مواجب گزاف۔ بڑے معاوضے
[۵۴] تزئید۔ زیادہ کرنا۔

چند مقابل اول افزوده اند، و ہمان مقدار نیز آبادی در جمعیت آنہا زیاد شدہ است، اگر ناموس خود تان از شما بپرسد، چہ صرفہ دیدید[۵۱] کہ مداخل مملکت را فقط منحصر باخذ رشوہ و جریمہ داشتید، و از فراہم آوردن اسباب تزئید و مالیات، در توسیع دائرہ تجارت و زراعت وطن غفلت ورزیدید؟ چہ پاسخ خواہید داد کہ موجب رفع سرافگندگی شما گردد؟ آیا میسر سید کہ از اصلاح جنگل ہائے مملکت، و کار فرمودن معادن[۵۲] بے صاحب، و فراہم آوردن اسباب نقلیات وطن کمتر از "تاخت و تاز" رعیت منافع حاصل آید؟ آیا نمی دانید کہ رعیت بمثابہ[۵۳] دست و پاے دولت است، آنان را بکار باید وا داشت نہ اینکہ برید؟ رعیت اسباب مدافعہ جسم دولت است، پریشانی افسردہ آنان پنج روز دیگر سبب خواری و پریشانی خود شما است۔ وزیر گفت ہرزہ درآئی تمام شد، یا باز ہست، من کہ دیگر طاقت استماع مہملات ترا ندارم۔ مردکہ احمق، این فضولیہا را بتو کدام پدر سوختہ یاد داد؟ گر من پیغمبر آخر الزمانم، کہ وا امتا بگویم[۵۴]، ہرکس ہزار درد و فکر

---

۵۱ چہ صرفہ دیدید۔ کیا حرج دیکھا۔ ۵۲ معادن بے صاحب۔ وہ کانیں جنکا کوئی مالک نہیں۔
۵۳ بمثابہ۔ بجاے۔ قائم مقام۔ ۵۴ وا امتا بگویم یعنی فریاد رسی کردن۔ آنحضرت صلعم اپنی امت کی مغفرت کے لئے شفاعت فرمائیں گے اور اسوقت وا امتا وا امتا ارشاد فرمائیں گے۔

برای خود دارد. احمق دو ساعت است چانه[1] می زند، من هم گوش میدهم
که چه خواهد گفت، مردکهٔ دیوانه، پاشو برو پی کارت، عجب احمقی بوده‌ای،
برخیز دور شو - برخیز - ناچار به خانه بیرون شدم و از راهی که آمده
بودم برگشتم، دیدم (مشهدی حسن) در باغچه زیر درخت از تنهائی چرت[2] می زند،
گفتم برادر برخیز برویم وقت خواب نیست، گفت کارت را با وزیر تمام کردی؟
خندیدم - در راه متردد بودم که آیا پیش وزرای خارجه و جنگ هم بروم یا نه -
باز با خود گفتم شخص باید صاحب عزم باشد، هرچند که از ایشان برای
این درد وطن درمانی نخواهد شد، اما باز دیدن بهتر است که اولاً گفتنیها را
گفته دل پر درد خود را تا یک درجه تسلی[3] سازم - به (مشهدی حسن) گفتم،
برویم به دستگاه وزارت خارجه گفت چه عیب دارد - رسیدیم به در خانه وزیر
خارجه - دیدیم دم در چند تن فراش و یک نفر قزاق روس ایستاده اند -
از فراشان (میرزا کاظم بیگ) را سراغ گرفتم، نشان دادند، مرد خوش
سیمائی به نظرم آمد - سلام کرده رقعهٔ (حاجی خان) را دادم، خواند و
بکمال مهربانی پرسید، تعرفت عربی[4] - گفتم - نعم[5]، جای نشان داده بعربی

---

[1] چانه می زند - بکواس کر رہا ہے - [2] چرت می زند - سگا لے رہا ہے - [3] متسلی سازم - تسلی دوں
[4] تعرفت عربی - کیا تم عربی زبان جانتے ہو - [5] نعم - ہاں -

گفت بہ فرمائید، نشستم۔ چائے خواست، آوردند، خوردیم۔ پس از آں
خود برخاستہ بیروں رفت و باندک فاصلہ برگشت و گفت کہ کمی[۵] صبر
نمائید، نایب اول سفارت روس نزد وزیر است خلوت کردہ اند۔
من باندکے تأمل در یافتم کہ از دادہ شدن فلاں امتیاز بانگلیسان
سفارت روس بہ تشویش افتادہ صحبت و خلوت برائے ہماں مطلب است
کہ یا آں را برہم بزنند یا ایں کہ خود نیز مانند آں امتیاز دیگرے تحصیل
نمایند۔ از قضا بعد معلوم شد کہ آں طور ہم بودہ است۔ پس از یک
ساعت (میرزا کاظم) بیگ دو بارہ رفت، در مراجعت با یکے از پیش
خدمتان وزیر ہمراہ آمد سپارش مرا کرد کہ بخدمت وزیر خواہد رسید۔
از چند پلہ اطاق گذشتہ جائے ایستادہ پردہ را برداشت، داخل اطاق
شدم۔ دیدم وزیر در سرپا ایں طرف و آں طرف می رود۔ سلام و تعظیم
کردم۔ فرمود چہ خبر است۔ من ہماں مقدمہ را کہ در ورود بحضور وزیر دانستہ
ترتیب دادہ بودم در اینجا ہم بخرج دادہ از اں جلوس نشستم۔ پرسید تو
از مصری؟ عرض کردم بلے۔ فہمیدم کہ (میرزا کاظم) بیگ معرفی کردہ گفت
رعیت کدام دولتی؟ گفتم رعیت ایرانی۔ گفت من شنیدہ در (مصر) تمامی

---

[۵] کمی صبر نمائید۔ ذرا صبر کرو۔

متمولین رعیت ایران ترک "تابعیت[۵۱]" کرده خودشان را بدیگر دولت ها بسته اند؟
عرض کردم غیر از بنده - نیم خنده ای کرد و نشست ، و من هم امر به نشستن فرمود.
باز در اینجا استدعا کردم که عرائض مرا تا آخر بشنود. گفت پاره ای قهر در میان نیست
مشروط بر اینکه سخن یاوه و بی معنی نباشد - عرض کردم بنده هر چه گفته باشم
هم از روی تعصب[۵۲] ملی است - چیز دیگری استدعا نمی کنم - گفت بگو ببینم -
گفتم جناب وزیر ، از شما سؤال می کند یک نفر غریب و متعصبی[۵۳] از خاک ایران ،
سبب فضاحتی[۵۴] که در ممالک خارجه کونسل های شما می کنند ، آیا خبر دارید یا نه ؟
"تا چند این تذکره[۵۵] های دولت ، که نماینده تابعیت ملت ایران در اقطار خارجه
است ، مانند کاغذ دوا پیچ عطاران بی قدر و بی اعتبار خواهد شد ؟ "تا کی
این برات شرف ملی مانند کاغذ گنجفه[۵۶] در محال متعدده بفروش خواهد رسید ،
آنهم بقیمت های متفاوت ؟ مثلاً در (طهران) پنج قران ، در (تبریز) یکتومان ،
در کنار (ارس) یکتومان و نیم در (قفقاز) چهار منات و نیم ، در خاک (عثمانی)
هفتاد و پنج غروش - و گذشته از اینها مامورین شما در همه جا بهر وزد و دغل[۵۷] و بی

---

۵۱ تابعیت - متابعت - اتباع - پیروی ۵۲ تعصب ملی - قومی طرفداری - تعصب اصل میں صرف حمایت
و جانبداری کو کہتے ہیں - ہندوستان میں یہ لفظ بیجا و ظالمانہ طرفداری کیلئے مستعمل ہے -
۵۳ متعصب - حامی - خیرخواہ ۵۴ فضاحت - رسوائی ۵۵ تذکرہ ہا - اسناد - سرٹیفکٹ
۵۶ کاغذ گنجفہ - گنجفہ کا پتہ ۵۷ دغل - مکار

[illegible] به زبان به ایشان توان گفت که
[illegible] می برم ازین وضع ناگوار، که
[illegible] که دود آهشان روی سپهر را
[illegible] می گیرند، در خارجه بظلمهاے
[illegible] که در ممالک (روم و روس) میرسی.
[illegible] دوریکے را گرفته اسمش را
[illegible] و غارت این بیچارگان آوارهٔ
و [illegible] از آنان هست و نه رسمے. اولاً
[illegible] ما نه بست که به ترک وطن گویند؟
نه [illegible] سالے پنج منات به عنوان پول
[illegible] بفرمائید که آنها را در مقابل مواجب
[illegible] در صورتیکه این پول از رعیت
[illegible] [illegible] مروتان بے شرم مواجب
[illegible] بود، و امثال این رسوائی ها

له [illegible] ممالک (روم و روس) هر
[illegible] کرتا۔

[illegible] میں ۱۱

ممالک، (روم و روس) چون دست نشانده
خواهند نمود؟ سفراء شما محض پرده پوشی
همه چیز - اروی و تعدیات کونسل های خارجه را

کرد، و شما نخواهید دانست که این معنی
های ضعیف خیلی هستند، هرگاه بنا به
نمایند، امور دنیا مهمل می ماند. بلی هر دو لیتے
همه چیز می کنند و دیگرے هم مانع نمی شود.
اند، یا روس) هرگاه هنر دارند در (بلغارستان)
معلوم نیست به کارے مداخله نمایند!
از اینجا برخیزد و در آنجا بنشیند؛ همان
چنانچه تاکنون چندین بار کرده اند؛ بلکه سفراء
را که در ایران می کنند خود از سفراء
در حالتیکه آنان حافظ حقوق رعیت اند، خود
از مامورین خارجه چه توقع توان داشت؟

۵۱ـ سیئات اعمال ـ بُرے اعمال
۵۲ علی ملاء الناس ـ کھلم کھلا ـ سب کے سامنے

در صورتیکه خود قانون و عدالت نداریم به چه زبان به ایشان توان گفت که با ما بعدالت و قانون رفتار نمائید ؟ بخدا سے پناه می برم ازیں وضع ناگوار ، که هر جا قدم نهی پراست بادل سوختگان ایرانی که دود آهشان روی سپهر را تیره و تاریک می کند - از تعدیات داخله می گریزند ، در خارجه بظلمهاے بدتر از آن گرفتار می شوند به هر جا و هر ده که در ممالک (روم و روس) میروی خواهی دید که جمعے بے عار و بے کار بنام فراش دوریکے را گرفته اسمش را کونسل گذاشته اند ، و باتفاق آن کمر بتاراج و غارت ایں بیچارگان آواره از وطن بسته اند که در دفتر دولت اسمے از آنان هست و نه رسمے - اولاً چرا در داخله ابواب ظلم را بر روی ایشان نه بست که به ترک وطن گویند ؟ ثانیاً کونسل ها چرا از هر یک ایں بیچارگان سالے پنج منات به عنوان پول تذکره بگیرند و بکیسۀ خود شان برود ؟ هرگاه بفرمائید که آنها را در مقابل مواجب نمی دهیم ، بخداے بسیار مغبون[1] هستید ، در صورتیکه ایں پول از رعیت گرفته می شود ، هرگاه دولت بگیرد و بدیں بے مروتان بے شرم مواجب بدهد ، سالیانه مبالغ زیاد منفعت خزانه خواهد بود ، و امثال ایں رسوائی ها تا یکدرجه از میان خواهد برخاست - امروز در ممالک (روم و روس) هر

---

[1] مغبون - نقصان اٹھانے والا۔

ایرانی از هر طبقه که باشد وقتیکه بمیرد، اولین وارث آن سفارتها و کونسل خانهاست، هرگاه وارث و طلبگاران قدرتی داشته باشند آنان نیز حصه توانند برد، و الّا فلا - همچنین است مسئله لباپورت - درست حساب شده که در ایاب و ذهاب یک نفر ایرانی بزیارت مکه مکرمه، از هر سرحدی که حرکت کرده، چهل و پنج تومان تا بازگشت بدان نقطه پول تذکره و قول باید بدهد - اقلاً همه ساله چهار هزار ایرانی به مکه می رود، وجه تذکرهٔ اینان سالیانه زیاده بر یکصد و شصت هزار تومان است، و با این مبلغ در تمام نقاط مهمه و مقتضیهٔ ممالک (روس و عثمانی) کونسل هائے با مواجب و تعلیمات مخصوص توان گذاشت که در حین وقوع شکوه و شکایت طرف مواخذه و عتاب هم شوند، در بندر (جده) که دروازهٔ قبله ما و طرف توجه عموم اسلامیان است، چرا سالار پرداز نجیب و با ادب و متدین و پادشاه شناسے، و از خانوادهٔ معروف صاحب علم و سواد نباشد و چرا سه ساله در بیع من یزید، سالار پردازی آنجا را بدست بی سفارهٔ بے پدر و فرومایه و بے سواد، در مقابل یکے دو هزار لیرا لب پارند، و او را بر جان و مال حجاج، که رعایت خاطر و

لہ والّا فلا ورنہ نہیں

کہ لبا پورٹ - پاسپورٹ - پروانہ راہ داری -

کہ طرف مواخذہ بشوند - گرفت کے قابل ہو سکیں

کہ بیع من یزید - جو زیادہ قیمت دے اس کے ہاتھ بیچ دینا -

وحفظ حقوق شان بذمت دولت واجب است صاحب اختیار سازند واو از هر تذکره که دو لت زیاده از یک تومان نمی گیرد بے شرمانه و بے باکانه نیم لیرا، که معادل[۵۱] دو تومان و نیم است، گرفته باز دست بر ندارد، با جمال[۵۲] و حمال[۵۳] نیز در ساخت و تا از آنان شریک به شود و برائے کرایه شتر و الاغی که از (جده) به (مکه) سایرین، یعنی مسلمانان خاک (عثمانی و مصر و جزایر و هولند و هند و قفقاز) سی غروش می دهند، از ایرانی ، دویست غروش که شش برابر آنها ست پول به گیرند و همه ساله این تفاصیل را روزنامها نویسند و فریاد تظلم[۵۴] حجاج بآسمان برسد، کس گوش نه نهد و مرتکبین بے آزرم[۵۵] ابداً مواخذه نه شوند و تنها آنچه در (جده) از حجاج ایرانی کونسل باسم مدفن مرده ماهی نه گیرند، برابر مواجب سفیری کافی ست. اگر اینها را که عرض کردم میدانید و طرف اعتنا و توجه نمی شمارید زهی بے انصافی است؛ اگر خبر ندارید و نمی دانید در آن صورت همه حق دارند که شما را غافل پندارند و سزا وار این عنوان بینند.

---

۵۱ معادل - برابر
۵۲ جمّال - اونٹ والا
۵۳ حمّال - بار بردار
۵۴ تظلّم - فریاد
۵۵ مرتکبین بے آزرم - مجرمین بے شرم

نشمارند والسلام۔

وزیر خمیازه[1] کشیده راست نشست و گفت، تربیت عربستان بهتر ازین نمی شود۔ عجب مرد فضول و بی مغزیست بوده مرد که دیوانه۔ تو نام قانون شنیده، بر زبان پیچیده ۔ پی از قانون دم می زنی، این را ندانسته که اگر در سایر دولتها یک قانون هست و حکمش در یک سال مجری نمی شود، در مملکت ما هر وزارت خانهٔ قانون جداگانه دارد، که احکام هر یک از آنها در نیم ساعت مجری میگردد۔ من از پیش رکت تو خوشوقت شدم که ترک تابعیت نکرده، و گرنه با تو بطور های دیگر رفتار می نمودم۔ پاشو، به جهنم، پاشو۔ دیدم جای نشستن نیست۔ برخاسته براه افتادم۔ و غرق عرق خجلت بودم، میرزا (کاظم بیگ) با بشاشت تمام پیش آمد و پرسید که از کونسل (مصر) شکایت کردی؟ گفتم نه، مطلب دیگر بود، خدا حافظ با (مشهدی حسن) از آنجا نیز بیرون شدیم، گفتیم هر چند که وقت، تنگ است و اما امروز باید این کار را بانجام رسانم۔

رفتیم بدستگاه وزارت جنگ، به آنجا رسیده دیدم در قراولان چاتمه زده، خود شان هر کدام در گوشه نشسته چوبوق می کشند۔ خواستم

---

[1] خمیازه کشیده۔ انگڑائی لیکر۔

داخل شوم ، پرسیدند کجا - (مشهدی حسن) گفت عرض چی است ، نمیدانم چه اشارتی کردند ، (مشهدی حسن) گفت خوب ، خوب ، در بازگشت و مراجعت - رفتیم اندرون - از (اسد بیگ) فراش باشی سراغ گرفتیم ، اطاقشا را نشان دادند ، دیدم جوان خوبروئے بسن هفده ساله ، سرداری[۵۱] تمام کلابتون در بر ، بکمال غظمت نشسته است - سلام گفته بادب تمام رقعهٔ (حاجی خان) را دادم ، خواند و پرسید از کیست ؟ گفتم مهر و امضا باید داشته باشد - گفت مهر و امضائے (محمد علی) است ، ولے نمی شناسم گفتم (حاجی خان) است - کاغذ را انداخت بسوئے من گفت امروز نمی شود - روئے بطرف دیگر کرد - رفتم که کاغذ را بردارم آهسته یک امپیریال به کفش گذاشته عرض کردم ، سرکار فراشی باشی - بنده غریب و مسافرم ، توقع دارم ، حالا سخن من تمام نشده ، چون امپیریال را دید ، به یکے گفت (میرزا آقائی) پیش خدمت را بگو بیا بد اینجا - دیدم جوانی زیبا تر از او ، که رخسارش چون آفتاب تابان می درخشید ، آمد - (اسد بیگ) پرسید وزیر تنها ست ؟ گفت نه ، سرتیپ[۵۲] (گروسی) آنجاست ، پول را

---

۵۱ سرداری - اورکوٹ

۵۲ سرتیپ - کرنیل۔

تحویل می دهد؛ ناظر هم هست. بمن گفت قدرے بنشین (میرزا آقا) هم سپرد[51]
که هر وقت وزیر تنها شد مرا خبر دهد. بعد از نیم ساعت (میرزا آقا) آمد و گفت،
رفتند. فراش باشی هم رفت. پس از لحظه برگشت و اشاره کرد بیا. به خاستم
با نگاهم گفت بدین پیش وزیر دست چیزے بده، گفتم بچشم. سه عدد پنج هزاری
داشتم دادم. پرده را بالا کرد، دیدم ناظر و کیسه پول بود و نفر فراش باز کرد، از
در دیگر رفتند، قدرے پول طلا نیز در میان است. وزیر یک یک آنها را
در ترازو وزن می کند. من هم تعظیم کرده، دست بر سینه، ایستادم.
زیاده بر ده دقیقه همان طور بودم تا پولها را وزن کرده بکیسه ترمه گذاشت.
بعد رو بمن کرد، که چه می خواهی؟ گفتم عرض دارم. گفت بگو. همان سخنان
را که روز برائے داخله، خارجه، در اول ملاقات عرض کرده بودم بشرح گفتم،
اذن جلوس خواستم. تعجب کنان از پا ئے تا سر نگاہے بمن کرده، گفت،
فضول آقا، عرض خود را در سرپا[52] نمی توانی بکنی؟ دیدم که نیستی عرض کردم
طولانی است، گفت هرچه هست بگو. دیدم اذن نشستن نخواهد داد و سرغیظ[53]
هم هست اگر حرفے بگویم از پیش خود خواهد راند. عرض کردم، جناب وزیر

---

[51] سپرد - فرمایش کی۔ [52] در سرپا - جلدی سے - کھڑے کھڑے۔
[53] سرغیظ - غصے میں۔

شما را قسم میدهم بجقهٔ پادشاه اسلام پناه این بنده را اذن بدهید نشسته
بگویم بهر نحوی بود گفت بنشین نشستم،

عرض کردم من بنده سیاح هستم؟ خود هم مسلمان و جعفری مذهبم، تمامی
فرنگستان را سیاحت نموده لشکریان همه دولتها را دیده ام، از وضع انتظام
و حالت وزرائے جنگ آنان آگاهی دارم، از (مشهد مقدس) تا اینجا،
که شهر پایهٔ تخت است من از عساکر ساخلوی سرحد و محافظ مملکت و
توپ خانه و مهمات و قلعه و استحکام و برج و بارو اثرے ندیدم، تنها در شهر
(مشهد) چندتن سرباز را دیدم در لباس مزدوران و گلکشان، که کاش ندیده
بودم. حالا از شما که وزیر جنگ این دولت قدیم هستید می پرسم. وضع
دولت ایران از دو شق خالی نیست، اگر با همهٔ همسائیگان در صلح است و
خاطر جمع دارید که جنگی بوقوع نخواهد رسید، در آن صورت این همه
مترتیب، میرپنج، امیر تومان، سردار اکرم، سردار افخم، سردار اعظم، و دستگاه
وزارت جنگ ... روئے کاغذ قلم دادن دویست هزار لشکر، لازم نیست؛
برائے محافظت ارک بارک تنها دو سه فوج کفایت می کند. و هر شهری
را نیز به یک حاکم می سپارید باسی چهل نفر فراش سبے مواجب ترک و
عراق محافظت می کنند، زیرا که رعیت ایران اطاعت پادشاه را لازم میدانند
آمدیم بشق ثانی، هرگاه احتمال می رود که دولت ایران را ممکن است

دشمنے پیش آید کہ ناچار ازجنگ بشود، پس لشکر آزمودہ شما کہ بہ اقتضائے زمان مشق دیدہ باشد کو؟ ومہمات جنگ یا آذوقہ واسباب دفاع دشمن از توپ وتفنگ کجاست؟ انبار اسلحہ والبسہ[۱] لشکریان کو؟ اردو ہائے سرحد شما چند فوج است، ودر کدامین نقاط سرحدی اقامت دارند؟ بیمار خانہائے لشکرے شما کجاست، اسپ ہائے اردو[۲] کجا اند؟ انبار ہائے دوا و لوازم جراحیہ[۳] این اردوہا را در کجا معین فرمودہ اید؟ زخمداران و شہدائے وطن وملت را بکدامین وسائل نقلیہ[۴] از میدان کارزار بدر خواہید برد؟ برائے اقامت مجاہدان دین و مدافعان وطن در کدامین نقاط مملکت سرباز خانہا ساختہ، وبرائے گرفتن جلو[۵] یورش[۶] مہاجمات دشمن در کجا قلاع متین[۷] و باستیانہائے[۸] رفیعی پرداختہ اید کہ ہنگام ضرورت بکار آید؟ آیا!

۱ه البسہ - لباس کی جمع۔ ۲ه اردو - لشکر

۳ه لوازم جراحیہ - جراحی کے سامان ۴ه وسائل نقلیہ - منتقل کرنے کے ذرائع

۵ه گرفتن جلو - پیش بندی کرنا

۶ه یورش مہاجمات دشمن - حملہ لشکر دشمن

۷ه قلاع متین - مضبوط قلعے۔

۸ه باستیانہائے - برج ہائے قلعہ۔

سربازان شصت ساله و سرتیپان بیست ساله جلو این همه دشمنان را که از چهار جانب چشم بوطن ما دوخته اند، توان گرفت؟ این سرتیپان بیست ساله کدامین خدمت نمایان بدولت و ملت کرده اند، که سزاوار شمشیر و حامل سرتیپی شده اند؟

چون سخن بدین جا رسید دیدم رنگ از رخ وزیر پریده باواز مهیب صدا زد اسد، اسد، (اسد بیگ) فراش باشی آمد، گفت این پدر سوختهٔ فضول و یاوه گوے را کدام پدر سگ بدینجا راه داده؟ گفت قربان (حاجی خان) رقعهٔ به بنده نوشته بود، گفت - که خورد با پدرش بزنید این پدر سگ را، بزنید؟ به کشید بیرون - دیگر خود را ندانستم - ہی مشت و سیلی بود که بسر و صورت من از آسمان چون قطرات باران فرو می ریخت؟ وقتے دیدم که نه عبا در دوش و نه کلاه در سر دارم، پنج شش نفر به دست و پاے گریبانم چسپیده پائین می کشند و در سرپله[۱] گلدیگی[۲] بکرم زدند که در آخرین پله بزمین نقش بستم، چند تن هم از پائین هجوم کردند که گرفته به محبس ببرند - گفتم بابا، برضاے خدا دور شوید، ذریه فرزند پرورش کنید، حبس نه فرمود، گفتند

---

[۱] سرپله - زینه پو۔

[۲] گلد - لات۔

ممکن نیست - (مشهدی حسن) خود را رسانید، بزبان انگلیسی گفت، اما ل
برادر جان چه خبر است؟ گفتم هرچه شدنی بود شد، اما حکم حبس نداد - طوری
کنید که از اینجا بدر شویم - گفت پول داری؟ گفتم هیچ ندارم. گفت ساعت
را در آر! هرچه خواستم ساعت را درآرم دستم میلرزید؛ نتوانستم (مشهدی
حسن) جیبم را پاره کرد و در آورد، با زنجیر بفراشان[۱] سپرد. دست از ما
باز داشته مشغول تعیین قیمت ساعت و تقسیم آن شدند، ما از میان
بدر شدیم. در بیرون خانه ملتفت شدم که سرم برهنه است و عبا در دوشم
نیست. گفتم برادر گیریم که بی عبا راه می توان رفت، اما سر برهنه که نمی شود.
(مشهدی حسن) بفراش دیگر یک قران وعده کرد، رفت کلاه را آورد و
قرانرا گرفت - حالا نوبت قراولان[۲] شد، آنان هم چیزی می خواستند - نمی دانم
(مشهدی حسن) چه داد، رد شدیم. افتان و خیزان با تن کوفته و دیده
گریان، در حالیکه پای رفتن نداشتم، راه منزل پیش گرفتم، در راه
به (مشهدی حسن) التماس کردم که از سرگذشت من به (یوسف) عمو خبر
ندهد - به منزل رسیدیم، (یوسف) عمو تا مرا دید بوحشت تمام پیش دوید

---

۱ فراش - چپراسی

۲ قراول - سپاهی - پهره دار

که اے وائے ترا چه رسیده - سرکار (بیگ) بگو چرا رنگت پریده و تنت میلرزد؟ گفتم حالت جواب ندارم، بستر و بالینی بیار - آورد، من بیهوش اُفتادم - وقتے بهوش آمدم دیدم که روشنی چراغ هست، چند تن دور مرا گرفته اند، و شخصے نیز بنضم را در دست دارد، و دست دیگر را به پیشانی من گذاشته فهمیدم که حکیم است۔

حکیم از من پرسید، چه طوری، کجات درد می کند؟ گفتم هیچ جا[۵۱]- روئے به طرف (یوسف) عمو کرده گفت، داهمه کن، بخدائے هیچ باکی ندارد - دیدم (یوسف) عمو گریان است، میگوید، امان! دخیلم[۵۲] حکیم باشی، من دیگر پیش مادر این نمی توانم بروم، باید خود را بکشم - باز حکیم گفت، بندهٔ خدا، قسم خوردم، هیچ چیز ندارد، قدرے دلش در تشویش و اضطراب است، این هم سبب کدورتی است که برا و ناگهانی روے داده است و نقلے[۵۳] نیست، می گذرد۔ اگر عادت دارد قدرے گونیاک یا شراب کهنه بدهید بخورد راحت می شود۔ (یوسف) عمو گفت، تاکنون نخورده، اگر لازم است باید داد چاره نیست۔ گفتم، خدائے قسمت نه کند۔ اگر بمیرم نمی خورم - من بیمار نیستم، عمو جان مترس۔

---

[۵۱] هیچ جا - ہر جگہ۔

[۵۲] دخیلم - میں طالب رحم ہوں رحم کیجئے۔

[۵۳] نقلے نیست - کچھ فکر کی بات نہیں۔

یک نیم خیز شدم، حکیم گفت به چیزے مشغولے دا رید، هر چیزے را دوست
می دارد، از کتاب شعر، یا خواننده و سازنده حاضر کنید، که دلش خوش شود.
(یوسف) عمو گفت آآبا (تاریخ نادری) را بیشتر دوست می دارد - حکیم
خندید، این را بباد (یوسف) عمو حمل کرد. حکیم گفت قدرے نعناع[1] بگیرید،
چائے هم حاضر کنند، ... قطره بچائے داخل کرده بدهید بخورد، دو شیشه
شربت دیگر نوشت که از دوا خانه بگیرند، در هر دو ساعت نیم فنجان قهوه بخوردش
بدهید، دیگر بخواست خداوندی حکیم فلاں لازم نخواهد شد، هرگاه لازم آمد
خبر دهید باز میآیم، خدا حافظ - (مشهدی حسن) پنج قرآن بحکیم داد، خود نیز رفت
دوا ها را گرفت و آورد - من هم درمیان آن گیر و دار هی به (مشهدی حسن)
اشاره می کنم که مطلب را از (یوسف) عمو پنهان دارد - ناگاه بخاطرم آمد
که بیچاره (مشهدی حسن) ناهار نیز نخورده است عذر خواستم، گفت نقلی نیست،
جان شما سلامت باشد (یوسف) عمو از من پرسید که تو خود کجا ناهار
خوردی؟ گفتم من در جائے دیگر خوردم دیدم (مشهدی حسن) می خندد.
بارے، از صدمۀ آں واقعه تا دو سه روز نتوانستم از منزل بیرون
روم روز چهارم دیدم (حاجی خاں) به عیادت من میآید؟ اما (غلام علی)

---

[1] نعناع - پودینه

آشپنر او، کہ معلوم است، بخلاف سابق لباس تازہ پوشیدہ، کلاہ تخم مرغی نو در سر، و قمہ[۵۱] در کمر و قبائے باہوت در بر، پشت سر (حاجی خاں) است چوں مرا زرد و ضعیف دید، گفت، درد نباشد، چہ خبر است؟ امروز (مشہدی حسن) تفصیل را بمن گفت، دیگر نہ گذاشتم کہ (حاجی خاں) سخن را بپایاں آرد، چہ ترسیدم (یوسف) عمو خبردار شود۔ گفتم عمو جان، شما زود سماور را آتش کنید، او رفت، (حاجی خاں) گفت، فلاں کس، ایں چہ بلائے بزرگ بود بسر تو آمد۔ گفتم گذشتہ است، دیگر شادی بود شد، گفت چہ بار گذاشتی کہ ایں ہمہ ترا زدند؟ تفصیل را گفتم۔ تعجب کرد کہ تو دیوانہ شدہ، در ایں مملکت در پیش وزیر جنگی کہ در تکبر و تجبر از (فرعون وشداد) خود را بالاتر می داند، ایں گونہ صحبتہا را می تواں کرد، اینان بجز از چاپیدن[۵۲] مملکت و خیانت کردن بدولت و ملت، از سایر اوضاع زماں بہ ہیچ چیزے آگاہی ندارند۔ من از عنوان[۵۳] خانی کہ بہ خود بستہ ام خیلے سر افگندہ و شرمندہ ام، چہ فائدہ کہ ہمہ مثل من و بدتر از من ہستند، تماماً در یک فکر و یک

---

۵۱ قمہ۔ بڑا چھرا

۵۲ چاپیدن۔ دہوکا دینا

۵۳ عنوان خانی۔ تعارف کرنا۔ سفارش کرنا۔ یا معاملے کی ابتدا کرنا۔

عقیدہ میدان خیالات شان محدود و فکر شان تنہا بیک نقطہ مصروف است اگر من از آغاز خیال شما را از ملاقات این ناکسان فہمیدہ بودم، ابداً نمی گذاشتم کہ پیش ایمان بروی، بلکہ ترا بوجود محترمی دلالت می کردم کہ جوہر مردمی و انسانیت و معنائے اصل غیرت و حب وطن است، آب و گل پاکش بہ محبت ملت سرشتہ، و در صحیفۂ دل بجز نام وطن و مہر وطن چیزے نہ نبشتہ، آن رب[51] النوع وطن پرستان باتو ہمدرد است۔ من در پاداش این رنج کہ در سر حب وطن ترا رسیدہ بہ گنجے ترا رہبری کنم کہ از نا ملائمات آنچہ تاکنون بر تو گذشتہ ہمہ را فراموش کنی۔ من حالا خدمت آن بزرگوار ببرمت و اسباب آن را فراہم می آورم کہ ترا احضار کردہ جامہائے سرشار از آب چشمۂ کوثر غیرتش بتو پیماید کہ تشنگی ترا فرو نشانند۔ پرسید کہ احوالت اکنون چہ طور است؟ گفتم باکی نیست، انہا ہمہ می گذرد، ہنوز اول عشق است

بارے چائے حاضر شدہ بود، خوردیم قدرے ہم صحبت شد۔ (حاجی خان) اندکے ہم با (یوسف) عمو شوخی[52] و ملاطفت کرد، پس مارا وداع نمود، و

---

[51] رب النوع۔ وہ فرشتہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر نوع مخلوقات (حیوانات۔ نباتات۔ جمادات) کی پرورش وحفاظت کے لئے مقرر کیا ہے۔ یہاں مراد ہے سب سے بڑا سرپرست۔

[52] شوخی و ملاطفت۔ مذاق اور ظرافت کی باتیں۔

رفت - فردا طرف ظهری دیدم ، یک نفر از دالان[۵۱] دار ، نام و منزل
مرا می پرسد ، نشان دادند ، آمد - در نهایت ادب سلام کرد و گفت ،
شما را از جائے میخواهند ، خواهش کردند که هرگاه فرصت داشته باشید ،
به آنجا تشریف بیاورید ، و نشانه این است که - (حاجی خان) بشما چیزے
وعده کرده است - فوراً فهمیدم که نقل کجاست - گفتم شما قدرے به نشینید تا
بنده بیایم - بیدرنگ ببازار رفته عبائے به چهار تومان[۵۲] خریدم ، بمنزل برگشته
گفتم بردیم - القصه براه افتادیم ، پس از اندکی طے مسافت ، رفیق گفت ،
میل دارید به ترامواے[۵۳] سوار شویم ؟ گفتم نه ، سیاحت کنان بهتر است ، تا
رسیدیم بدر خانهٔ عمارت بزرگی که شکوه آن نمونهٔ از عظمت صاحب خانه بود۔
از در داخل شدیم ، دیدم باغچهٔ فرحی است مشحون بانواع گلهاے رنگا رنگ
جمعیتے از خدم و حشم هر یک بکار خود مشغول ، و کسے را با کسے کارے نیست ،
از پله ها بالا شده به طبقهٔ دوم عمارت رسیده ، از تالار بزرگی گذشتیم ،
خادمے در دوم اطاق ایستاده بود ، پرده را بلند کرد ، دیدم شخصے در بالائی

---

۵۱ دالان دار - کاروان سرائے کا ملازم
۵۲ تومان - ایران کا ایک طلائی سکہ ہے چونّی کے برابر جس قیمت پانچ روپیہ سے کم ہوتی ہے۔
۵۳ ترامواے - ٹریم وے - ٹریم گاڑی

صندلی نشسته، که آثار بزرگی و نجابت از جبین پاکش نمایان، وگوئی یکی در لباس انسان است. به محض دیدن روی آن وجود محترم و شمائل مردی و شیرینش تمامی کدورت های گذشته از من پَرَه[۱] رود نمود. از ته قلب سلام گفتم. به کمال کشاده روی و مهربانی جواب داده، گفتند، بسم الله، بفرمایید. من هم روی فرش نشستم. فرمودند، پیش بیایید. صندلی را که در پهلوی شان بود نشان داده باصرار تمام در آنجا یم نشاندند. پس از احوال پرسی و ادای مراسم خوش آمدی، پرسیدند نام تو (ابراهیم بیگ) است؟ عرض کردم. بلی. گفتند هوای (مصر) خیلی گرم است، در این مدت طولانی چه طور در اینجا زندگانی می کنید. شنیده ام که سالیان دراز است در آنجا سکنا دارید. عرض کردم همه سختی ها بعادت آسان می شود، ما هم بآب و هوای آنجا عادت کرده ایم. فرمودند بلی، بلی، هر چیز به عادت است. فرمودند شنیدیم که دیروز یکی از بزرگان درحق تو خیلی ستم ها کرده و بی احترامی نموده است، راستی[۲] خیلی متعصب شدم، افسوس ها خوردم، چه میتوان کرد،

---

۱ پَرَه رود نمود. رخصت ہوئی۔

۲ راستی۔ یعنی واقعی۔ بیشک۔

باید سوخت و ساخت، حیف! جان شما سلامت باشد، خدای بایشان هم انصاف دهد. حقیقت منهم دلم خواست که با شما صحبتی کرده معلوم کنم مقصود شما ازین گفتگوها چیست، و چه می خواهید، و برای چه به ایران آمدید؟ در نظر شما عیب ایران ما چه چیز است؟ شاید شما هم سهو کرده باشید. عرض کردم بنده را از این سفر مقصودی بجز از زیارت و سیاحت خاک پاک وطن نبود، اما اول این یکی را عرض بکنم که مراتب تعصب خانوادهٔ مادر باب وطن دوستی در خطهٔ (مصر) ضرب المثل است. آری ما خاک (ایران) را از جان گرامی تر میدانیم، زیرا که وطن مقدس ما، و محل نشو و نمای گذشتگان ما، و مدفن نیاکان[۵۱] ما است. در خاک (مصر) که دور تر از این مملکت پاک است. از عدم انتظام کارهای وطن، و ناراستی ابنای وطن، و غفلت بزرگان، تعدیات ایشان بر ضعفا و زیر دستان، خیلی سخنان ناملایم شنیده، از شدت حب وطن باور کردن نمی خواستم، تا اینکه در دل خود قرار دادم که رفته برای العین ببینم. هوای جوانی نیز بسرم زد، بی محابا رخت سفر بر بستم، و از آغاز ورود به سرحد تا وصول بدین شهر پایتخت به هر چه گذشتم به بختانه دیدم که آنچه مدعیان می

---

۵۱ نیاکان - آبا و اجداد۔

گفتند ہمہ راست است ، از محنات، چیزے درمیان نیست - با خود قرار دادم کہ از وزرائے مملکت سبب ایں ویرانی ہا و غفلت و مضاحت را تحقیق بکنم ، بلکہ سبب معقول و مسکتی ہست ، تا اینکہ بہزار گونہ وسائل ، راہی پیدا کردہ بار حضور شان را یافتم - درجواب پرسشہائے خود ندیدیم الاسیلی دمشت و نشنیدم بجز از دشنام و فحش ، چنانکہ شنیدہ اید ، مسلمان نہ شنود کافر نہ بیند -

گفت اوّل از قانون بپرسم ، مقصود شما از قانون چیست ، وچہ باید کرد؟ عرض کردم شرح و بیان قانون بس مفصل است ، اما مختصرش دانستن وظائف وحقوق بیک دیگر است ، گفت بگو ببینم کدامین حقوق وآں حقوق چند وچون است ؟ عرض کردم درصورت بودن قانون حقے کہ ملت می خواہند وہمہ سخنان در سر اوست عبارت از چہار فقرہ است

اوّل - حق متعلق بخود وطن -

دوم - متعلق بابنائے وطن

سوم - حق متعلق بہیئت عمومیہ افراد وطن

چہارم - حق متعلق بامور ادارۂ وطن

ایں حقوق چہارگانہ را کہ بمنزلۂ عناصر اربعہ جسم وطن است باتمامی شعبات وجزئیات آں بہ ہمدیگر ممزوج نمودہ کلیات آنرا بنام حقوق ملیہ یاد

می کنند، و مجموعۂ تفصیل و ترتیب آن را قانون می نامند، احکام آن نیز در حق ہمہ کس بدون استثنا جاری می شود۔

حقوق متعلق بہ خود وطن ۔ و آن عبارت از حفظ آزادی و استقلال وطن است، و فراہم آوردن اسباب انتظام امور و سعادت[۱] حال سکنۂ آن خاک پاک، کہ ایرانش خوانیم، و وطن خود می دانیم ۔ باید نہ گذاریم کہ بدون اذن و اجازۂ ما یک تن از بیگانگان از سرحد آن قدم فراتر گذارد، تا چہ رسد بر آنکہ پارچۂ از آن را مطمح نظر[۲] استیلا کند، و یا در گوشۂ از آن خیمہ، و خرگاہ زند۔

حقوق متعلق بافراد وطن ۔ و آن عبارت از محفوظ ماندن حیات، ناموس، مال، عزت، افراد وطن از تعدی و تعرض زیر دستان خودی و بیگانہ است، نہ مانند این زمان کہ پسر جوان شخص آب رومندی را فراشان فلان خان روز روشن بیک بہانۂ گرفتہ ببرند، حبس و جریمہ کنند، و گناہش بجز این نباشد کہ سرمایۂ توکل و آب رو و اعتباری دارد ۔ و آن ہر دو را ضائع کنند، یا این کہ مرد کاسبی را کہ در دکان مشغول کسب خود است از یک طرف

---

[۱] سعادت ۔ مسرت و راحت ۔ فلاح و بہبود۔
[۲] مطمح نظر استیلا کند ۔ غلبہ حاصل کرنے کے لئے اس پر نظر ڈالے۔

سی چہل نفر فراش دور یک زن سوارہ را، کہ زوجۂ فلان حاکم است، گرفتہ از دور چوب بسرش حوالہ کردہ واد زنند. کہ کور شو، چشم بپوشش، پاشو، پائیں برو، بالا برو، یا اینکہ یکے از اقربائے شخص خطائے کند، او را بادہ تن دیگر از خویشانش گرفتہ بکندہ[51] و زنجیر کشند، پس از چندیں ماہ حبس، ہست و نیست ہمہ را گرفتہ رہا کنند، آناں نیز ناچار بہ ترک دار و دیار گفتہ، کربت غربت را بر اقامت وطن اختیار نمایند، و در خاک بیگانہ محو و نابود گردند۔

حقوق ادارۂ وطن   آں عبارت از تشکیلات[52] یک دستگاہ[53] وضع قانون و یک دستگاہ اجرائے قانون و تنظیمات سعادت وطن، است رئیس ایں دو دستگاہ مستقل تنہا شخص[54] شخیص پادشاہ است، کہ بالارث، و الاستحقاق ایں دو دستگاہ بزرگ را مالک است۔ حالا بیائید بہ بینیم، آیا حقوق وطن، یعنی مطالبۂ تنظیمات سعادت وطن کہ حفظ و دوام و صحت ابنائے آں از نخستین تکالیف[55] اوست، درمیان ہست؟ و اگر ہست چگونہ است!

---

[51] بکندہ و زنجیر کشند۔ ہتکڑی بیڑی پہنا دیں۔

[52] تشکیل۔ بنانا۔ قائم کرنا

[53] دستگاہ۔ محکمہ

[54] شخص شخیص۔ ذات محترم

[55] تکالیف۔ فرائض

حالا از اینجا بگذریم، نصف مملکت (بلوچستان) را که مایهٔ قدرت و شوکت دولت ایران بود، دولت انگلیس بے ہیچ سبب در زحمتے مستولی شد، و (ہرات) کہ جزو اعظم از وطن ما بود اکنون در دست افاغنہ است؛ (مرخس) کہ و میده در خون یک صد ہزار نفر ایرانی در خاک آں ریختہ شده اما در ایران و فعلاً در دست غیر است، ممالک (قفقاز) بہ شرح ایضاً، کہ نسبت بآنہ جا ہا کہنہ شده است، مراتب محبت ابنائے وطن را ہم ازیں یکے می تواں دریافت کہ ہمہ سالہ اقلاً پنجاه ہزار نفر از آناں بہ سبب تعدیات حکام و صاحباں[1] نفوذ بہ ممالک خارجہ ہجرت اختیار می کنند و کسے را پروائے حال آناں نیست کہ کجا میروند و چرا بترک وطن و خانماں می گویند،

حقوق عمومیہ وطن۔ عبادت از کلیہٴ ہماں سعادت جزئیہ است، کہ حقوق ہر فردے از افراد ایں ہیئت عمومیہ را جامع و از ہماں تنظیمات سعادت است، ولے افراد در صورت تنہائی بہ نیل[2] آں سعادت قادر نیستند، ہر چند کہ در پے تحصیل آں باشند؛ اما در صورت ہیئت اجتماعیہ سبب احیائے آنہا سعادت و برکات عمومی از آں حاصل می آید۔

---

[1] صاحبان نفوذ - ذی اثر۔

[2] نیل - رسائی - پہنچ۔

ابنائے وطن نیز باید بخاک وطن بیش از محبت اولاد دلبستگی داشته،
و بہ قدرے کہ بحفظ مذہب مکلفند باید ہماں پایہ حفظ وطن را نیز واجب شمارند،
تا امر مقدس «حب الوطن من الایمان» را کاربسته باشند۔ حال می بینم کہ
برائے استدامت این سعادت و حفظ نوامیس شریعت و اطوار قومیت و آئین
اسلامیت و ثروت و حیات عمومی وطن لشکر لازم است، مہمات لشکر
لازم است، توپ لازم است، تفنگ لازم است، عدل و انتظام
لازم است۔ ولے بہ تحقیق می بینم کہ در وطن عزیز امروز از اسباب دفاع
دشمن بجز آه گرم و اشک سرد غیرتمندان ملت چیزے دیده نمی شود، یعنی نیست
کہ دیده شود۔ در مملکتے بدین قدمت و وسعت، نہ برائے تعلیم و تربیت اولاد وطن
مکتبے ہست، و نہ دوائر صحیہ[۱]، و نہ قانونے کہ حدود حقوق سکنہ بداں معین گردد،
و نہ نامے از علوم و فنون متداولہ درمیان است۔

وجود محترم از شدت تأثرات من برخود میلرزید۔ وگاه دست تأسف بزانو
میزد، وگاه از تہ دل آه می کشید۔ گفتم "تقصیر من بدبخت چہ بود؟" کہ بسبب پرسیدن
اسباب این وضع ناگوار، علاوه تنبیہات دشنامہائے غلیظ کہ در عمر خود نشنیده بودم،
چنداں بر من زدند کہ سہ روز بستری[۲] شدم، و اینجا رقت گلوگیرم شد۔ بے اختیار

۱۔ دوائر صحیہ۔ حفظان صحت کے محکمے۔

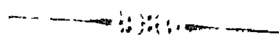
۲۔ بستری۔ صاحب فراش۔ بیمار۔

گریه ام دست داد، بهای های گریستم، وجود محترم نیز سخت تر از من بگریه در آمد؛ در آنحال دو دست مهر خود را بگردن من حمائل کرده در نهایت مهربانی ببر کشید، از سر و چشم بوسیده، گریه کنان دست مرا گرفت و گفت، با من بیا، دیدم در پشت در پیش خدمت و یک جوان ده دوازده ساله نیز دستمال در دست بحالت ما گریه می کنند، ۱۱ چنان معلوم شد که آنان از اصل مطلب خبر ندارند و از گریهٔ ما برقت آمده می گریند۔



انتخاب

سوانح حاجی بابا اصفهانی



مراجعت عسکرخان شاعر و نتیجه آن بجهت حاجی بابا

از حمام که بیرون آمدم قدری این طرف آن طرف گردیدم آدم بیچه نه
نگاهی به یمین بودم گاهی به یسار آخر راه خانه شاعر را پیش گرفته و در اندیشه
بودم که آمده است یا نه قریب منزلش که رسیدم قریب هزار نفر دور خانه اش
دیدم. از گفتگوی مردم فهمیدم که همان ساعت وارد شده می خواستند او را از

راہ پشت بام وارد خانہ نمایند زیرا کہ دودہ[۵۱] بزم آرا در کتاب کلثوم ننہ چنیں رای دادہ کہ اگر کسی خبر موتش برسد و آں خبر مثل فال پشت پا ہے اثر باشد ہرگاہ شخص مذکور بعد از مدتی زندہ برگردد از راہ پشت بام وارد خانہ شود لہٰذا او را بہماں طریق یا ر و رفیق واردش گردند کہ عدول حکم نہ شدہ باشد۔

فلاصہ قدرے تامل کردم کہ خوب خواستش بجا بیاید بعد مردم را پس کردہ پیش رفتہ و خود را بہ اطاقی کہ شاعر نشستہ بود رسانیدہ بہ ادب سلام کردم و بہ اشتیاق زیاد تبریکہا درود عافیت مسعود عرض کردم مشار الیہ مرا نہ شناخت مجبوراً معرفی خود را نمودم معہذا تصور نمی نمود کہ من بآں لباس و نظافت ہماں شخص شرندہ[۵۲] الواط باشم کہ سابق مرا دیدہ بود مختصر اطاقش پر از جمعیت بود جمعی غمگین و بعضی شاد منجملہ کسانی کہ بیشتر در باطن غمگیں و ظاہر حرب زبانی و اظہار بشاشت می کردند میرزا فضول سابق الذکر بود کہ عہدہ ملک الشعرائے او را غصب کردہ بکرمی گفت جاے شما خالی بود چشم ما روشن کردید از درود مردم در ایں حرفہا کہ صداے پس بردہ[۵۳] راہ بدہ بلند شد نگاہ کردم دیدم در خانہ

---

[۵۱] "دودہ بزم آرا در کتاب کلثوم ننہ چنیں راے دادہ" یعنی بزم آرا والی نے بچوں کی لوریوں کی کتاب (کلثوم ننہ) میں یہی راے دی ہے۔ اس فقرہ میں مذاق اڑایا۔

رسم فضول و مہمل ہے [۵۲] شرندہ الواط - اوباش - بدمعاش [۵۳] پس بردہ راہ بدہ

بازشد و یکے از صاحب منصب ہائے مخصوص مقرب سلطان وارد گردیدہ بشاعر
گفت، شاہ شما را خواستہ است شاعر ہم کہ از خدا میخواست فوراً بہ خواستہ
با ہماں لباس و کفش گرد آلودہ باتفاق صاحب منصب بعزم آستان بوسی
شاہ خراماں نمود و جمعیت ہم متفرق شدند منہم بخیال مراجعت روز دیگر برخاستم۔
ہنگام بیرون رفتن از خانہ ناظر خانہ خراب را دیدم قدرے با او صحبت
کردم و مبارک بادی گفتم ولے مشارٌالیہ از اشخاصے بود کہ میل بہ آمدن
شاعر نداشت و از ظاہر او معلوم بود معہذا گفتم فہمید کہ من دروغ نگفتم
لابد باید مشتلق مرا بدہید آہ سرد از دل پر درد کشید و گفت بلہ راستہ
است، خدا عمرش را زیاد کند خدا کریم است۔ انشاء اللہ ہمدیگر را می‌بینیم
پس دو پیش گوش و ریش خود را خارندہ براہ افتادہ منہم از خانہ بیرون رفتم و
بقیہ آں روز را گاہے در بازار و گاہے در مسجد و مدتے بطرف عصر داخل
بیکارہائے درخانہ شاہ می‌گشتم ہمہ جا صحبت مراجعت شاعر و رسیدن خدمت
شاہ بود بعضی می‌گفتند کہ اعلیٰحضرت ورود او را شنیدہ باور نکردہ است
و برخی می‌گفتند کہ بمحض استماع دہ تومان مژدگانی مرحمت کردہ است۔
بمسئلہ اولی اصح است بجہت اینکہ اقدامات و احکامات اعلیٰحضرت بسبب مایوسی
دیدم از لشکر او بودہ کہ نسبت بخانہ و احوال نمودہ و ہیچ وقت ہم امید نبود کہ
فرمایند و پذیرائی کنند ولی عسکر خاں کہ شوق سلطان را

بجہت اشعار خوب میدانست بخصوص اشعارے کہ مدح باشد و مردم در مجلس بخوانند پیش از وقت حاضر کردہ بود کہ بعضے سوانح ایام اسیری خود را بطور بدیہہ بگوید بمحض عتبہ بوسی تکرار نمودہ تہ محبت[51] سلطان کہ در آں اوان نسبت بدیگران در طغیان بود بخس و خاشاک بدیہہ و الفاظ لطیفہ سد نمودہ بجانب خود جاری گردانید مختصراً چند شعرے کہ اشارہ نمود محبت سلطان را بطوری ربود کہ فوراً اعلیٰحضرت سلطان امر فرمودند دہن او را پر از زر کنند علاوہ برآں یک دست لباس ہم مرحمت شد و عہدہ ملک الشعرائی بہ انضمام اموال و اساس خودش کہ بردہ بودند واپس گرفت بادل شاد بمراد خود رسید۔

ایں احوال را کہ شنیدم دیگر غفلت نورزیدم روز دیگر علی الصباح، بخیالے کہ مرتی من خواہد شد مجدداً بہ تبریک گوئی رفتم چند روز متواتر آمد و شد میکردم ہمیں قدر کہ محبت او را نسبت بخود دیدم در موقع فرصت شرح حال خود را اظہار نمودہ عرض کردم یا مرا بجہت خدمت خود قبول نمائید، یا سفارش مرا بجائے مناسبے بفرمائید۔ درایں چند روز آمد و شد بفراست فہمیدم کہ دل تنگی ناظر از بابت مراجعت آقائے حاضر بجہت این است، کہ بعضی تقلبات[52] در غیاب[53] نمودہ بترسید افشا گردد لہٰذا من ہم بایں

---

۵۱ تہ محبت۔ دریائے محبت۔ ۵۲ تقلبات۔ غبن۔ الٹ پلٹ۔

۵۳ غیاب۔ غیر حاضری۔

که را اظهار نمودم ، که
امید بودم که کار او را بگیرم از این جهت آرزوی خود را اظهار نمودم ، که
استیاق من بجهت این است که خدمت نمایان کنم و تقصیر اینکه او نسبت
به آقا نموده مدلل نمایم لاکن کوشش من بی اثر ماند میدانم بسبب اعتمادی
که باو داشت بود یا آنکه ناظر در خارج بوسائل هرانت خود را ظاهر کرده
مرا مشکوک نمود در این مطالب چیزی دستگیرم نه شد همین قدر میدانم که
ناظر بحال خود باقی ماند و منهم بهمان ترتیب همه روزه در مجلس او حاضر می
شدم تا اینکه یک روز عصری مرا تنها گیر آورده گفت حاجی دوست عزیز من
شما میدانید در زمان گرفتاری بدست ترکمن چقدر من از شما امتنان داشتم
و حال وقتی است که ارادت خود را بظهور برسانم من سفارش خوبی در باره
شما بمیرزا احمق حکیم باشی شاه کرده ام چرا که او یک نوکر کار دانی میخواست
و شک ندارم اگر شما موافق سلیقهٔ او رفتار نشوید محبت خوب خواهید دید و ظل
خوبی خواهید برد همین قدر شما آنجا بروید و بگوئید مرا فلان کس روانه کرده تا
بشما خدمتی رجوع خواهد نمود۔
من ربطی در کار طب نداشتم ولی مطالبی که در ویش در این باب
بیان کرده بخواطرم بود پیش خود گفتم که اینهم برای من کار نخواهد شد ، و
اعتنائی نکردم چون هرچه داشتم خرج نموده بودم لهذا از حیث استیصال
خدمت حکیم را غنیمت دانستم و روز دیگر بخانه میرزا احمق رفتم و به خودم گفتم

اگرچہ این کاریست، گریہ و در واقع گدائیست ولے (ہر آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است) خلاصہ منزلش نزدیک بہ ارک شاہ بود ولے ہمین قدر کہ وارد کریاس[۵۱] تنگ و تاریک خانہ او شدم دیدم جمعے مریض در آنجا ہستند بعضی تکیہ بدیوار کردہ برخے سر شانہ بسینہ پرستار[۵۲] خود زدہ و شیشہ ہم شیشہ بدست منتظر می باشد کہ حکیم در محکمہ[۵۳] خود را باز کند و شروع بہ علاج نماید من پیش رفتہ جلو درک ارسی[۵۴] حکیم ایستادم و منتظر اجازہ بودم کہ داخل بردم در خود ارسی چند نفرے منتظر حکیم نشستہ بودند کہ او بیاید و تملقی از جہتہ پیش رفت[۵۵] کار شان از او بگویند از حالات آنہا فہمیدم کہ در این دنیا مصائب ترقی بسیار و زحمتش بیشمار است و باید از سگ دگر بہ ہم تملق گفت و چاپلوسی نمود تا اینکہ پیشرفتی حاصل شود بعد بخیال بدبختی ہائے خود افتادم کہ بچہ صعوبات مبتلا بودم و حال چقدر باید تملق بگویم و دامن تکانی[۵۶] کنم تا اینکہ دست رس بجاے شوم و بکارے مشغول گردم در این

---

۵۱ کریاس۔ صحن　　۵۲ پرستار۔ خادم۔ غلام

۵۳ محکمہ۔ یہاں مطب سے مراد ہے۔

۵۴ درک ارسی۔ کھلی ہوئی کھڑکی　　۵۵ پیش رفت کار۔ کار برآری

۵۶ دامن تکانی۔ خوشامد۔ چاپلوسی۔

اندیشها متحیر ایستاده بودم که دیدم اشخاص نزدیکم سلام و کرنش کردند و
فهمیدم که این شخص تازه جالس[۱] نود حکیم است که مشغول نسخه نویسی و
معالجه گردیده است خوب که بنگاه پرسشمه اش کردم از تملقش باخبر شدم
شخصاً پیر و سر خود هزار غنی و فقیر بوده چشمانش مثل مرده بگود افتاده
در حدقه چشمش فرو رفته استخوانهای قپش[۲] مثل استخوان کفل است پا ها
بدن برجسته بود ریشش مثل کرده شود تک[۳] توک از زنخش آویخته
بود توزش[۴] در آمده پوزش[۵] تو رفته سرش مثل سر کاسه پشت[۶] لق[۷] ولوق
می کرد دستش را چلیپا مثل صلیب کلیسا بحمر زده بهمان طوری که بت بزرگ
از سه گوشه برجسته از آرنج دستش دو شکل مثلث بنظر میآمد در وقت
سوال من من می کرد و در وقت جواب فن فن مودب با دو زانوی
ادب نشسته بود دیده اش مثل زهره و باصطلاح کیمیاگران در پی
شمس و قمر که کنایه از سیم و زر باشد درخشان بود خلاصه بیابان وخسته

---

[۱] جالس - بیٹھنے والا

[۲] استخوانهائے قپش - رخسار کی ہڈیاں

[۳] تک توک - ذرا ذرا سی

[۴] توزش در آمده - کوب نکلا ہوا کوز پشت

[۵] پوزش تو رفته - دہانہ اندر کو بیٹھا ہوا

[۶] کاسه پشت - کچھوا

[۷] لق ولوق می کرد - ہلتا تھا

حالاں دورش را شل نباشد الفش گرفتند یکی نسخه داد دیگری قارورهٔ اش را نمود سوی دامن کشوده از تلخی زبانش در شکایت بود بهیں دلیره به بعضی جوبات[1] و به برخی بزورات[2] داد چشمش که بمن افتاد بابا گفتم که مرا فلاں شاعر فرستاده گفت تأمل کن با شما کار محرمانه دارم تکت[3] کردم مرضا را که سرو کیسه[4] کرده گشتش پر از پول گردید و قلبش تسلی یافت از اطاق جلوت برخاسته به اطاق خلوت رفت و مرا احضار نمود۔

متخدم شدن حاجی بابا در نزد حکیم باشی شاه و ترتیباتی که بجهت خدمت بمشارٌالیه گفته شده

کفش گفتم را از پا کندم و بسم الله گفتم وارد اطاق شده مجدداً سلام کردم مرا اذن جلوس داد مؤدبانه چنانچه رسم است بگوشه نشستم

---

۱ جوبات - گولیاں
۲ بزورات
۳ تکت - تاخیر - انتظار
۴ سرو کیسه کرد - لوٹا

گفت که شاعر ما هر تعریف زیادی از شما کرده ولی از رفتار شما ادب و انسانیت پیدا و از بشرهٔ شما فراست و کیاست هویدا است البته مجرب دنیا دیده اید البته بجهت همه کار خوب بسیید اگر کاری پیش بیاید باید حرمانه بشما رجوع خواهد شد و از عهده خواهید برآمد گفته در هر فقره کرنش می کردم دست خود را بزیر آستین فرو برده گذارده پاهای خود را جمع کرده بودم قدری تأمل کرده گفت اکنون من شخصی مثل شما را لازم دارم چون از مذاکرات و سفارشات ملک الشعراء مطمئن هستم اراده من این است که شما را محرم خود دانسته کاری که فعلاً واجب است بشما رجوع کنم چنانچه موافق دلخواه انجام بدهید دیگر بجهة شما همیشه آسودگی و فرصت است و هیچ وقت خدمت شما از نظر من محو نخواهد شد.

پس از آن تمنای نزدیک نشستن نمود پیشتر که رفتم اول باینطرف و آنطرف نگاهی کرد که مبادا کسی بشنود بعد در کمال اطمینان قلب بملایمت گفت ببین حاجی شما البته شنیده اید که بالیوزی[له] تازه از فرنگ آمده و همراهش حکیمی می باشد آن حکیم که فرمونه اینجا نرسیده آبروی

له بالیوز یعنی سفیر

پیدا کردہ و احترامی دارد و بامرضاے خود کلی بر خلاف ما رفتار می کند یک صندوق دوائی ہم ہمراہ آوردہ کہ من اسم آں دوا ہا را ہم نمیدانم و بعضے علومات بخودی بند کہ من در ایران اسم آنرا ہم نشنیدہ ام فرقی میان رطوبت و حرارت در معالجہ نمی گذارد مثل جالینوس و بوعلی سینا رفتار میکند سیماب بجہت دفع بلغم میدہد بجہت رفع نفخ نیشتر بہ شکم می زند و بجہت استسقا ہم ہمیں معالجہ را استعمال می کند از ہمہ بالاتر ادعا می کند کہ با آب لزج[۵۱] عضوہا و آبلہ[۵۲] می کوبم و از اثر ہماں جزئی لزج طفل آبلہ[۵۳] بیرون میاورد بدون اینکہ صدمہ بہ او برسد باکور و آبلہ رد شود میگوید این اختراعیست تازہ کہ یکے از حکماے فرنگ کردہ است حاجی بابا اینہا شدنی نیست ہمیں آبلہ بجہت من دخل کلی داشت من نمی توانم از این خیال آسودہ شوم بجہت اینکہ این کافر میخواہد اینجا بیاید و ما ہا را مثل حیوان فرض کند ما نمی توانیم نان خود مانرا از دہن خارج کردہ باو بدہیم اینکہ از شما استعانت می خواہم کہ زحمتی بکشید این است کہ وزیر اعظم بسبب زیاد خوردن کاہو

---

۵۱ آب لزج - چیچک دار پانی
۵۲ آبلہ کوفتن - چیچک کا ٹیکہ لگانا
۵۳ آبلہ - چیچک کا دانہ

و خیار زه خام دو روز است نا خوش افتاده اگرچه با سکنجبین خورده معهذا
بیهوش شده این خبر بگوش محسن حکیم سفارت رسیده گویا در وقت خوردن
کاهو خود سفیر در تنزل بے پیروزیہ بتہ بیر حاضر بوده از انجا کہ حرکت کرده
این خبر باو میرسد فوراً حکیم خود را روانه بخانه وزیر می نماید و خواہش میکنند
کہ اجازه معالجه بدکتر[1] بدهند علی الظاهر سفیر با وزیر میانه[2] نداشتند چرا
کہ بسر یک مسئله پولی تیکی[3] کہ باید قبول شود وزیر مسامحه[4] کرده بود و بجهته اینکه فائده
برائے ایران نداشت انکار کرده بود بدین ملاحظه کہ حالا فی الجمله ترضیه[5] از
سفیر می شود و رفع آن کدورت میگردد معالجه آنکا فر را قبول کرده است.
اگر من در آن موقع مطلع شده بودم کارے می کردم کہ ابداً او را
قبول بدخول نه کنند ولے من خبر نه شدم آنهم کہ تترصد. چنین موقعی بود
فوراً مشغول معالجه شده ولے شنیده ام کہ یک مختصر حب[6] سفیدی
باو داده کہ هیچ مزه هم نداشته حالا هرچه باشد. دلی از بدبختی ما فوراً

---

[1] دکتر ۔ ڈاکٹر
[2] میانہ نداشتند ۔ صفائی نہ رکھتے تھے۔
[3] پولی تیکی ۔ پولیٹکل
[4] مسامحہ ۔ ٹال مٹول ۔ لیت و لعل
[5] ترضیہ ۔ رضامندی
[6] حب ۔ گولی

دوا اثر کرده بفاصله قلیلی رفع دانش شده و حال منقلبا او گردیده که بغیر
از ذکر او چیزے بزبانش نیست و می گوید آں حب را که خوردم گویا
محسوس می گردد که از انگشتانِ من جنبشِ رطوبتے میکرد و ہمیں مدت
قلیل چناں تقویت در مزاجش کرده که بمثلِ سابق خنده می کند گذشته
از آں قوّه جوانی به جملہ بنیہ[1] خود مشاہده می نماید و آیہ یا طالب الحکم[2] بجہت
از داخش می خواند و صدمہ آں حکیم ہمیں جا ختم خواہد شد تعریفہا
گفتگوہائے وزیر در تمام اندرون شاہے شہرتی کرده امروز شاہم که اسلام
نشست اوّل نطقش معجزه حکیم فرنگی بود وزیر را احضار فرموده اند
که در حضور خود اعلیحضرت بزبان خود شرح بیہم ہمیں قدر که عنوانات
مطالب را کرد و از تاثیرات دوا حکایت نمود تمام حضارِ مجلس لب به
تحسین گشودند و سر بگریبان تحیّر فرو بردند

بعد از مدّتی اعلیحضرت بنده را مخاطب ساخته فرمودند که بگو ببینم
چگونه این دوای قلیل تاثیر کثیر بخشیده بنده سر بجیب تفکر فرو برده
پس از چند دقیقه زمین ادب بوسیدم عرض کردم تصدیق کردم الی

---

۱ بنیہ۔ جسم
۲ یا طالب الحکم۔ قرآن کی آیت جس میں ایک سے زیادہ معالج کرنے کی اجازت دی گئی ہے

سلطان السلاطین این دوائی را که می گویند بجناب وزیر داده شده
خانه زاد خریده است ولی اگر به بینم از دولت اقبال اعلیحضرت همایونی
فوراً عرض خواهد نمود که چه چیز است و از چه قلیل اشیاء ترکیب
شده است ولی حال خانه زاد دولت ابد مدت بجهت استفسار[۵۱] خاطر
مبارک قبله عالم عرض می نماید که این دوا باید یک جزو از اغلاطش ارواح
خبیثه باشد که با طریقه مذهبی ما منافات کلی دارد و بقول الخبیثات للخبیثین[۵۲] آن کافر
آلت دست شیطان است که ایمان را از دل مسلمانان ببرد و به عقیده
خود پیغمبر صلی الله علیه را منکر و گفته است و اجباراً او را معتقد به اخلاقیات
متدین و معتقدات ازلی نیست.

برای این گونه مطالب را تحقیق این کتاب اعلیحضرت همایونی
بطرف آن مایل نشده عرض کردم ولی از آنجا که مراجعت نموده‌ام
از چهار وقت در اندیشه هستم که چگونه از شر این کافر مطلع شوم و بجهة
حیله شناسی از ماهیت لشکر او مستحضر[۵۳] گردم اکنون که شما در این موقع
به استاندن (؟) آمده اید باید از کم و کیف این کار مطلع بشوید و بهر شکل

---

۵۲. ایضاً، الخبیثین خبیث چیزیں خبیثوں کیلیے

۵۱. استفسار - استطلاع

۵۳. مستحضر - واقف

باشد سر او را گرم کرده از اسرار او باخبر گردید می خواهم طوری اسباب فراهم بیاورید که یک نمونه از همان دوائیکه بوزیر داده بدست من برسد که نشان بشاه داده مفصلاً شرح دهم حال باید شما جهت انجام این کار کاهوسے زیادی باخیارزه[1] بخورید و خودتان را به ناخوشی[2] بزنید چنانچه وزیر در حقیقت مریض بود شما هم آن وقت بجهت دوا رجوع بهمان حکیم فرنگی کنید لابد از همان دوا در مقابل بشما خواهد داد زیرا که بنیه شما بیشتر است آن وقت آن دوا را پیش من بیاورید۔

حرمت حکیم باشی که ختم شد من ملاحظه این خدمت مهم را کرده با ترس و لرز گفتم شخصے را که من هیچ نمی شناسم چگونه پیش او روم علاوه بر آن خود شما استعجاب از کارهائے آنها می کنید پس شما مرا براہے والت نمائید تا اقدام کنم رسومات و رفتار آنها بکلی بر خلاف ماست میرزا احمق گفت راست است شما درک کرده اید مثلاً بعوض سر تراشیدن و ریش گذاشتن چنانچه معمول ما هست برخلاف آن ریش دانه اش بصورت آنها نیست و موسے سر شان آنقدر بلند بیاد است

---

[1] خیارزه ۔ کھیرا ۔ ککڑی

[2] ناخوشی ۔ مرض ۔ بیماری

که گویا تقدیر کرده اند هیچ نمی‌فهمند دیگر اینکه آنها روی صندلی می‌نشینند و
ما روی فرش چهار زانو می‌نشینیم دیگر اینکه آنها با چنگال آهنی غذا میخورند
و ما با انگشت های دست می‌خوریم آنها اغلب راه میروند و ما همیشه نشسته
ایم آنها لباس تنگ می‌پوشند ما لباس گشاد آنها از چپ به راست خط
می‌نویسند ما از راست بچپ آنها هیچ وقت نماز نمی‌کنند و می‌گویند
نباید وقت ضایع کرد ما بر عکس آنها شبانه روزی پنج مرتبه نماز می
کنیم مختصر کلیه رفتار آنها برخلاف ماست ولی در واقع مردمان کثیفی هستند
بجهة اینکه هیچ چیز را ناپاک نمیدانند تمام حیوانات حتی کراز[۵۱] و کاسه پشت[۵۲]
را بدون کراهت و بدون ذبح میخورند مرده را بجهة تشریح تکه تکه می‌کنند
و ابداً ملاحظه درنجسی او ندارند و حال آنکه نجس العین است.

من گفتم این واقعیت دارد که آنها کینه جو هستند و اگر چنانچه کسی
حرف آنها را باور نکند یا بگوید دروغ است حتی الامکان تا زنده هستند
نزاع می‌نمایند حکیم گفت بله در بارهٔ آنها می‌گویند ولی من تجربه نکرده ام
لاکن لازم است بشما چیزی بگویم که مطلع باشید اگر اتفاق بشود که آنها
چیزی را پیش شما بهند و بنظر شان خوب بیاید چنانچه معمول اینجاست

---

[۵۲] کاسہ پشت - کچھوا

[۵۱] کراز - سور

شما فوراً بگوئید که پیش کش است چرا که آنها حرف شما را راست تصور نموده قبول
می کنند و آن چیز از دست شما می رود لهذا همیشه مواظب باشید که حرفتان
مطابق پسند آنها باشد من گفتم پس اگر چنین است شما خیال نمی کنید که
طبیب فرنگی چگونه حرف دروغ مرا قبول می کند و از بشرهٔ من نمی فهمد که من
ناخوشی را بهانه کرده ام و دوا بجهة دیگرے می خواهم حکیم احمق گفت خیر خیر
شما ناخوشید حقیقت ناخوشید یقین بدانید حرفتان دروغ نیست حاجی شما
بروید عزیز من بروید و زود خیارزه بخورید که ناخوش خواهید شد بعد
دست بگردن من کرده گفت بروید زود بخورید و امروز تا عصری هر طورے
هست برای من حب او را بیاورید بایں هم اکتفا نه کرده قدرے مرا
ریشخند کرد و منتظر نبود که دیگر من حرفے منافی طبع او بگویم دستے به پشتم زد
که زود از اطاق بروید باقی کارها بسته بدرایت و کفایت خود شماست
ناچار از اطاق بیرون آمده متحیر بودم که چه بکنم از کار تازه خودم در
گریه و خنده بودم بعد بدلم گذشت که شروط و معاهده بجهة تعمیل خدمت
نکرده ام که دل خوشی داشته باشم به این لحاظ مراجعت به اطاق
کردم که اقلاً شرطے بجهة خدمت مذکور نمایم از قضا حکیم باشی در اطاق
نه بود باندرون رفته بود مجبور شده از خانه بیرون شدم.

نصرت یافتن حاجی بابا و از دو کار مشکل فائده بردن یکی تحصیل حب و دیگر وصول زر،

از خانه که بیرون آمدم خانه سفیر انگلیس را از عابرین[51] پرسیدم در این
خیال بودم که اگر ممکن شود در اثنای راه کاری بکنم که دل درد عارضم شود و
از حکیم فرنگی دوای آنرا تحصیل نمایم ولی خوب که غور کردم دیدم درد
دل پنیرفروشی[52] نیست که از بازار تجرم کاهو و خیار زده هم حسب الاتفاق در مزاج
ضعیف وزیر سبب تدبیر پیر وفق نداده از هزار نفر یک نفر شاید این طور نخواهد
شد ولی در مزاج من جوان که قوهٔ هاضمه دارد البته سریع التحلیل است
معهذا ختم کردم که بهر مکر و حیله باشد باید حب را بدست آورم اگر هم بطور
صحیحی تحصیل نشود باید بحکمت عملی حاصل کرد بانه بدلم گذشت که اگر خود را
بنا خوشی بزنم محتمل است که حکیم بفهمد و مرا از خانه بیرون کند صلاح برایم
دیدم که بگویم من یکی از نوکرهای اندرون شاه هستم و این بهانه خود

۵۱: عابرین - راهرو - مسافرین
۵۲ پنیرفروشی کنایة بودن چیز.

را بمقصد رسانیده تحصیل مطلوب نمایم بجهة همین خیال یکسره در دکان سمساری[۵۱]
رفتم و یک جبهٔ میرزائی کرایه کردم بعوض خنجر لوله[۵۲] کاغذی بکمر زدم و پیش
خود می گفتم حالا دیگر هر کس مرا ببیند دیگر نمی گوید که چغلک فراش
یا باشماق چیست.

از راه بازار مستقیماً رفتم سفارت خانه را جستم مطالب میرزا احمق تماماً بنظرم
بود یواش یواش[۵۳] بترس و لرز بطرف منزل داکتر روانه شدم قدری که
پیش رفتم دیدم خیابان[۵۴] جلو منزل او پر از مرضای[۵۵] اناث وطن است و همه
فقیر هستند بچه ها شانرا بغل کرده بجهة آبله کوبی طریقهٔ تازه آورده اند و در
واقع این مسئله بجهة ترقی و پیش رفت کار آینده خود شان بود که در
آینده کلاه ایرانی را بردارند و الّا در صورت عدم احتیاج دلشان بحال
ما نه سوخته بود بخصوص در ایران که بجهة فقرا نهایت مشکل بود و ممکن نبدانستند
که پیش حکیم ایرانی بروند چرا که بدون حق القدم و حق الزحمة متحمل آنها
نمی شدند.

---

۵۱ سمسار - پرانے کپڑے بیچنے والا　　۵۲ لوله - نلکی
۵۳ یواش یواش - آہستہ آہستہ　　۵۴ خیابان - سڑک
۵۵ مرضای اناث - مریض عورتیں

بهرجهت وارد اطاق که شدم دیدم شخصی در وسط اطاق روی صندلی
نشسته و یک میز مسطح چوبی هم جلویش گذارده روی آن مقداری کتاب
زیاد و دفتر چیده و در یک طرف آن بعضی آلات و ظروف غیر معمول گذاشته
است ولی من نمی‌دانستم که آنها بچه کار می‌خورد و چگونه استعمال می‌شود بلکه
این آلات و ادوات را بخواب هم ندیده بودم لباس او وضع غریبی بود
که تاکنون ندیده و نشنیده بودم پشت لب و زنخ او ابداً موئی نداشت
صورتش مثل صورت خواجه سراها صاف بود ولی او باشد سرش برهنه پیراهن
غریبی پوشیده و دور گردنش چیز سیاهی بسته بود و اطراف صورتش را
بقسمی پیچیده بود که گویا می‌خواست زخمی یا ناخوشی را به بندد لباس تنش
چنان تنگ بود و بطوری به شکل مثلث بریده بود که گویا در مملکت آنها
پارچه گران و کمیاب است لباس پائین تنه او هم شکل عجیبی داشت
کفش بپایش بود و با کفش روی فرش راه میرفت این سلیقه دیگر بالاتر
از همه چیز بنظرم عجیب آمد.

مختصر قدری تأمل کردم بفارسی پرسید که چه می‌گوئی فهمیدم که فارسی
را خوب میداند سؤال او را از فال نیک شمردم و موافق با خیال خود دیدم چرا
اگر سه روز در جلو شخص ایرانی می‌ایستادم لب انصاف نمی‌پرسید که چه
میخواهی لهذا بخودم گفتم که باید به کلمات خوب تکلم کرده و لازم است که قدری

ہم تملق از او گویم لہذا در بدو صحبت گفتم کہ شما در طہران خوب شہرتے کردہ اید و لقمان و ارسطا طالیس در مقابل شما ہیچ اند اطبائے ایرانی کہ ہم عصر با شما ہستند حقیقت قابل دوا سازی شما نیستند ہر قدر کہ از ایں قبیل صحبت ہا کردم گفت کہ مسئلہ نیست پس از آں گفتم کہ دوائی کہ شما بوزیر شاہ دادہ بودید فوری مؤثر افتادہ بود بعرض مبارک شاہ رسیدہ فرمودہ اند کہ ایں مطلب را در تواریخ سالیہ نوشتہ شود کہ بعد ہا اسباب تعجب مردم گردد و بہمان سبب بین حرم سرا متصل صحبت از شما ست و اغلب خانمہای اندرون ناخوش گردیدہ اند و میلشان استعمال ایں دوا ست بخصوصہ یکے از سوگلی[۱] ہاے حرم تازہ حالش بہم خوردہ و مشار الیہا یکے از زنہاے محبوبہ شاہ است فلہذا خود اعلیحضرت بتوسط یکے از خواجہ سرا ہا فرمودہ اند کہ از ہماں دوائیکہ بوزیر دادہ شدہ من بجہۃ او از شما بگیرم و در آنجا تقدیم نمایم از آنجہتہ مرا بسرعت فرستادہ ام خواہشمند است کہ زود لطف نمائید کہ مورد مؤاخذہ نشوم۔

حرفہای مرا کہ شنید در عمق تفکر فرو رفت پس از چند دقیقہ گفت کہ رسم من نیست کہ مریض ندیدہ و مرض نفہمیدہ را دوا بدہم چرا کہ احتمال دارد

---

[۱] سوگلی۔ لونڈی محبوبہ

بوض صحت کلفت بخشد ولی اگر شاه می خواهد سوگلیش راحت باشد
مرا به طلبد من بخوشوقتی در انتظار حاضر می شوم من در جواب گفتم تاکنون کسی
صورت گرجیه[1] و سوگلی شاه را ندیده و این غیر ممکن است ، رسم ایران نیست
که کسی غیر از شوهر صورت زن را ببیند و آنکه اندرون شاه هر وقت که یکی
از آنها ناخوش میشود و لازم به طبیب میگردد با صورت بسته طبیب فقط
نبض آنها را می بیند در این صورت ممکن نیست طبیب فرنگی جواب داد گذشته
از آن که من باید نبض به بینم باید زبان مریض را هم نگاه کنم گفتم دیدن زبان
غیر در ایران معمول نیست و آنهم امکان ندارد که بدون اجازه شاه دیده شود
در صورتی که از اظهار این مطالب زبان خود خواجه سرا در اول به بریدن
می رود دواکتر گفت من دوا میدهم ولی من مسئول نیستم اگر از اثر دوا خوب
نه شود احتمال دارد که بدار البقا برود من گفتم البته ربطے نشاندارد و ذہنی برای
شما نیست۔

آن وقت برخاسته جعبه[2] دوای خودش را که پر از ادویه بود باز
کرد یک گرد سفیدی کمی از شیشه بیرون آورده در تکه نانی مخلوط نمود و حب
ساخت بعد از آن در کاغذ پیچیده با دستورالعمل مخصوص بمن داد از حالت او

---

[1] گرجیه - جارجیہ کی عورت

[2] جعبه - بکس - درانہ

استنباط نمودم که علوم خود را پوشیده نمیدارد من از ماهیت و خواصیت
دوا تحقیق نمودم حتی طرز تعلیم آنرا از او پرسیدم حکیم فرنگی بدون رنگی و
بغیر علامت کج خلقی و جنگی موافق تحصیل خود از ترکیب دوا و خوردن غذا
بزبانِ ملایم طرزے جواب داد که مطلب را خوب فهمیدم برخلاف اطباے
خود ایرانی که اگر کسی سوال کند پناه بخدا گاهی از جالینوس و بطلیموس سخن پُر
از تکبّر میرانند و ترقی از ابو علی سینا و مسیحا آن قدر بحرف میخوانند که اصل
مطلب از میان میرود و بهمان شنیدن الفاظ مغلق می گذرد۔

خلاصه مطلب را که خوب دریافت کردم با کمال امتنان و علامات اخلاص
و ارادت بے پایان از خانه فرنگیان به عزم دارالحزن احمق الزمان حرکت
کردم مشار الیه دست بدعا برداشته رو بخانه خدا ایستاده منتظر ورود و
من بود از خانه سفارت که خارج شدم یکسر بدکان سمسار رفتم تغیر لباس
عاریت داده بخانه حکیم باشی روانه شدم دیدم که میگوید۔

(شعر)

دایم در انتظار تو چشم امید وار
چون گوش روزه دار بر الله اکبر است

خلاصه در وقت ورود لک[1] و لیچ خود را لبالب آویختم که بر او مشتبه

لہ لک و لیچ ۔ منہ اور ہونٹ

نیایم که کاهو و خیار زه خورده ام در هر کلمه حرفی گفته می کردم و خود را پیچ میدادم
که او تصور کند هنوز دل من در پیچ است و بطورے بر او مشتبه کرده بودم
که دل چون سنگ او بجهت درد من تنگ شده و در واقع مهموم[1] گردیده بود
خلاصه با همان پیچ و تاب درد مصنوعی دوا را در جلوش گذارده گفتم
بسم الله این است بر دارید برای خاطر خدا بر دارید دستی به شکم
خود مالیده و پیچ و خم تازه بخود دادم نیش تک[2] در آوردم ناله کردم
با چک[3] و پوز آویخته گفتند بسم الله بگیرید تا که کار شما را کردیم - به بینم شما
چه التفات می کنید حکیم باشی دوا را گرفته خواست تحقیقات نماید من دیگر
هیچ نگفتم قدرے تامل نموده گفتم حقیقت می خواهم دوا را بجهت دوا بخورم
من به فکر خودم بودم و او در خیال خودش که در موقع استفسار اعلیحضرت
همایونی از بابت دوا جواب عرض نماید مرا که مصمم خوردن دوا دید یک
اشرفی گرفته نهاد حقیقت گویا از جانش عزیزتر چون دیدم که از یک
اشرفی بیشتر نمی دهد غنیمت شمردم ولے آن قدر تملق کرد که هیچ

---

1 مهموم - مغموم
2 نیش تک در آوردم - گریا
3 چک و پوز آویخته - [illegible]

عاشقی بمعشوق خود آں قدر چاپلوسی می کند حتیٰ بجهة افاقه درد دل من مشغول بساختن دوا شد. دیگر چشم از زیاد تر گرفتن پوشیدم بهمان یک اشرفی قناعت کرده و خود را بآدم صحیح المزاج وا نمودم ہمیں قدر که مرا بیک اشرفی ساکت ساخت به تماشای دوا پرداخت در دست خود می غلطاند و ملاحظه می کرد و چیزے از او نمی فهمید ولی ہمیں قدر چیز سفیدی بدست خود می دید بعد از چند دقیقه به او گفتم که ملاحظه چه می کنید خود داکتر فرنگی توضیحاً بمن گفته است که ایں سیماب است و در ایران کمیاب است حکیم گفت حقیقت سیماب است گفتم بله سیماب است که با بعضی چیزہاے دیگر ترکیب شده حکیم گفت اگر چنین است ایں سگ عیسوی زهر بما می دهد دیگر بعد ازیں احترامی براے او ونسخه ما باقی نماند بطور استهزا گفت پدر منهم بخواب نه دیده بود کی شنیده است که جیوه[۵۱] دوا بشود جیوه سرد است و طبیعت کاهو و خیارزده هم باد آلود[۵۲] است شما هیچ یخ را از یخ آب کرده اید ایں الاغ اصل پیشه خود را نمی داند خیر حاجی ایں نمی شود ما باید کاری بکنیم که مردم بریشما بخندند حب را حکیم در دست گرفته

---

۵۱ جیوه ۔ پاره ۔ سیماب
۵۲ باد آلود ۔ نفخ پیدا کرنے والی بادی

قبیل
از همین قلیل صحبت های تکذیب آمیز و حیرت انگیز نسبت بحریف باتمیز خود میباد او که درین اثنار فراش شاهی رسید گفت شاه شما را خواسته است باید ست پاچه گی[1] لباس خود را تغیر داد خرقهٔ کهنه و پوست بره را از تن کنده جبه پوشید شال و کلاه کرده اسب خواست اسب حاضر شد و حسب را همراه برداشت سرتاپا ملبس و ملوث و بین ششش و پنج بود که آیا از این بیخ چه گنج حاصل شود۔

---

[1] دست پاچه گی۔ گھبراہٹ

تیاتر میرزا ملکم خان

حکایت کربلا رفتن شاه قلی میرزا و سرگذشت ایام توقف چند روزه در کرمانشاهان نزد شاه مراد میرزا حاکم آنجا در چهار مجلس تمام میشود.

اسامی اعضاے مجلس

شاه مراد میرزا	حاکم کرمانشاه
شاه قلی میرزا	برادر بزرگ او و زایر
ایرج میرزا	پسر حاکم
نامور خان	از ارکان کرمانشاه و صاحب دوازده هزار خانوار ایل کل سوار و کلانتر عملی.
شریف آقا	رفیق و ندیم و هم‌شکار ایرج میرزا و کدخدا ممرزمای عملی
شفیع بیگ	پیش‌خدمت حاکم

مجلس اوّل

شاه قلی میرزا مردی بود بلند قامت و ریش دراز و متکبر و مناعت طلب و درشت خوی در سنه ۱۲۳۳ بعزم زیارت کربلا از طهران حرکت کرد در حین عبور چند روزی در کرمان شاه نزد حاکم آنجا مهمان می شود - شب اول بعد از ملاقات و صرف شام و صحبت های متفرقه بر می خیزد و میرود بمنزلیکه برای او تعیین کرده اند۔

شاه مراد میرزا حاکم (بشفیع بیگ پیش خدمت) شفیع بیگ شاهزاده مهمان ما است ایرج میرزا مواظب است و تو مهمان دار ست شش نفر فراش و یک نفر قهوه چی بیدار بزیر دست خود باشد درست متوجه باشید بد نگذرد بشاهزاده.

شفیع بیگ - بلی قربان چشم البته کار نوکر خدمت است۔

شاهزاده حاکم - خیر بلی قربان تنها کافی نیست ایرج میرزا میداند این شاهزاده مردیست بسیار مشکل پسند و با یک جهت احمق و زود رنج باید با احتیاط حرکت نکنی برادر من است مهمانست مبادا رنجش بهم رساند۔

شفیع بیگ - قربان بیست سالست در ظل رأفت سرکار نواب والا تربیت

یافتہ ام و امید وارم کہ این قسم خدمات زیر بندہ بہ آید انشاء اللہ در کمال خوشنودی و امتنان تشریف خواہند برد خاطر جمع باشید.

شاہزادہ حاکم۔ خوب است حالا مرخصی فردا صبح بروسر خدمت و درست متوجہ باش.

(شفیع بیگ صبح زود میآید در منزل شاہزادہ سماور چائے آبادہ می کند و دستور العمل بفرا شہا مید ہد)

شاہ قلی میرزا (از خواب بر می خیزد صدا می کند)

شفیع بیگ (داخل اطاق می شود سر فرود میآورد.)

بلی قربان۔

شاہ قلی میرزا۔ آقا شفیع بگو چائے بیاورند۔

شفیع بیگ۔ بلی قربان۔

(یک عدد سینی نقرہ قندان و قوری[۵۱] و یک جفت تنگ نقرہ و یک دست[۵۲] فنجان[۵۳] نعلبکی بسیار قطعہ از کار ہائے خوب کار خانہ ہائے لندن و یک عدد سماور نقرۂ بسیار ممتاز میآورد می گذارد پائین اطاق)

---

[۵۱] قوری ۔ چائے دان [۵۲] یکدست ۔ ۶ عدد کا سٹ [۵۳] فنجان نعلبکی ۔ چائے کی پیالی اور طشتری۔

شاہ قلی میرزا۔ (ہمیں کہ چشمش با اسباب چائے می افتد)
بہ بہ شاہ مراد میرزا عجیب اسباب ہائے خوب قطعہ تحصیل کردہ است
این پسرہ از طفولیت ہمیں طور حریص و دنیا دار بود۔
شفیع بیگ۔ بلی قربان شاہزادہ بسیار سلیقۂ خوب دارند۔
شاہ قلی میرزا۔ بلی البتہ دولت و مداخل مرد را باسلیقہ و درستکار می کند
دہ سال حکومت کرمانشاہ شوخی[1] نیست من سال دوازدہ ماہ یا باشخص اول
دولت کشاکش تیول[2] دارم یا با مستوفی ہائے گرگ آدم خوار زد و خورد رسوم
دارم آہ آہ وای وای چائی بدہ۔
(شفیع بیگ یک فنجان چائے ریختہ می آورد و دو زانو نشستہ پیش روئے شاہ قلی میرزا
می گذارد)
شاہ قلی میرزا۔ آقا شفیع ما چائی پر رنگ میل می کنم بہ دار چائے بریز
بسر فنجان و ہم پر شیرین۔
شفیع بیگ (چائے را پر رنگ کردہ و قند ہم می آورد پیش روئے)
قربان آقای ما ہم چائی را این طور پر شیرین می خورد۔
شاہ قلی میرزا۔ بچہا قلیان بیاید۔

۱؎ شوخی نیست - کھیل نہیں ہے۔
۲؎ تیول - مسند - خوراک

شفیع بیگ - (یک دانه نارجیل[۵۱] بسیار ظریف[۵۲] تمام نقره میاورد)
قلیان حاضر است۔

شاه قلی میرزا - عجب نارجیل قشنگ[۵۳] و لوس است این قلیان برای راه بغداد خوبست نه برای این جاها کاش شاه مردان میرزا این را بما هدیه میداد۔

(قلیان را میکشد)

اُه اُه اُه اُه بگو از آبدار خانه سرفه دان[۵۴] مارا بیاورند۔

(شفیع بیگ یک دانه تنگ[۵۵] برنجی بسیار مندرس[۵۶] پوسیده از نوکران شاه قلی میرزا می گیرد میآورد می گذارد پیش روی شاهزاده)

(ایرج میرزا میآید. در توی حیاط[۵۷] میایستد و اذن دخول می خواهد)

شفیع بیگ - قربان آقا جان ایرج میرزا استدعای شرف یابی حضور دارد۔

شاه قلی میرزا - (با دو انگشت اشاره می کند بعد از لباس پوشیدن بعد می گوید.)
آفتابه لگن بیار۔

---

۵۱ نارجیل - حقہ کی فرشی - ناریل
۵۲ ظریف - نفیس
۵۳ قشنگ و لوس - خوبصورت اور عمدہ
۵۴ سرفہ دان - اگال دان
۵۵ تنگ - برتن - صراحی کو بھی کہتے ہیں
۵۶ مندرس - پرانا
۵۷ حیاط - صحن

شفیع بیگ ـ (در یک قهوه سینی مربع یک دانه دستمال دیگ ـ شیشه گلاب و یک مدور
آئینه بزرگ و یک شانه یک وجب و نیم طول چهار انگشت پهنا و یک جام آب میآورد.)

قربان حاضر است

شاه قلی میرزا ـ آقا شفیع بیا جام را بردار و نزدیک ریشم نگاه دار اینجا دار
گردن یادرد میآید.

(شفیع بیگ جام را در دست گرفته شاهزاده ریش و روی خود را شسته تخت می پوشد
بعد می گوید.)

ایرج میرزا مرخص است بیاید.

(ایرج میرزا داخل اطاق می شود با ادب هرچه تمام تر سرفرود میآورد و میایستد)

بسم الله آقا ایرج بنشین احوالت خوب است پدرت چکار می کند؟

ایرج میرزا ـ شاهزاده دیوانخانه تشریف بردند دو فوج از طهران خواسته بودند
امروز جیره[1] و مواجب آنها را می پردازند.

شاه قلی میرزا ـ بخورید بخورید مداخلهای[2] کرمانشاهان را بخورید تنها تنها.

ایرج میرزا ـ خان عمو گرگهای طهران امان نمیدهند که کسی بتواند مداخل را
تنها تنها بخورد یکی میگیری ده تا باید داد الحمدلله سرکار شما از حالت طهران

---

[1] جیره ـ جیره خوراک فوج

[2] مداخل ـ آمدنی

بهتر از همه اطلاع دارید.

شاه قلی میرزا۔ آقا ایرج حالا این حرف را بگوش ما می‌کشی که پدرت با این تذرو را قرض بار ما خواهد و در این سفر دست تحالت با نکند و از سوغات و توشه راه چشم بپوشیم و حال آنکه این اوقات برای ما بسیار کار مشکل شده است و دو سه هزار تومان[1] قرض داریم۔

(ایرج میرزا آهسته: خیلی خوب کم شد دو سه هزار تومان، بعد پا بشود اجازهٔ مرخصی می خواهد)

هان میرزا خوش آمدی از حالت ما اگر موقع شد به پدرت شرح حالی بگو

(ایرج میرزا از اطاق بیرون می‌آید دیگر میرود رو باطاق شاهزاده حاکم داخل شده سر فرود می‌آورد)

شاهزاده حاکم۔ ایرج میرزا بیا به بنشین نزدیک تر بیا بگو ببینم خانمو درچه کار است و چه خیالی از برای ما دارد۔

ایرج میرزا۔ قربان شاه عمو را می فرمائید عجب خیال را یافته است الآن می فرمود شاهزاده باید امسالی از ما مراعات بکند دو سه هزار تومان قرض بالا آوردیم البته بقدر هزار تومان هم سوغات و خرج راه توقع داشت زحمت سرباز[2] و توپچی و شلتاق[3] تهاشے طران با سرکار شما و مفت بری[4] اخاذی با مردم

---

[1] تومان۔ سونے کا سکہ تقریباً پانچ روپیہ قیمت کا [2] سرباز۔ سوار۔ سپاہی
[3] شلتاق۔ ظالم [4] مفت بری اخاذی۔ رشوت وغیرہ

خدا بدهد برکت حکومت می خواهید یا جان آدم۔
شاهزاده حاکم۔ چه میگوئی ایرج میرزا دو سه هزار تومان یعنی چه آخر این پول را از کاغذ نمی تپند۔
ایرج میرزا۔ والله بسر مبارک سرکار همین طور است که عرض کردم خلاف ندارد و مشکل هم باین طور ها حالا ها دست از شما بردارند از تشنیع بپرسید معلوم خواهد شد که خان عمو چه خیال ها بافته است۔
شاهزاده حاکم۔ عجب گیر[1] افتادیم نمی دانم چه باید کرد اگر بهجی این قسم ها عملی است و اگر نه هیچ باد است جهان است ای بابا چه برادری چکاره چه روزگار است آخر من خودم هم آدمم عیال دارم زندگی دارم۔
ایرج میرزا۔ حالا دیگر غصه این چیزها را نباید خورد اگر مرخص بفرمائید من خان عمو را شوخی[2] شوخی لطف خوب از سر شما رفع می کنم۔
شاهزاده حاکم۔ یقین از آن بازی های کار عمل نه غیر این مرد که سفیه است می رود در طهران قضیه خوانی از برای من می کند۔
ایرج میرزا۔ قربان قضیه خوانی کدام است این وجودیکه من دیدم هرچه با حیله از شما راضی نخواهد رفت در این صورت چه لزومی کرده است عبثا هم پول

۱؎ گیر افتادیم مشکل میں پڑ گئے ۲؎ شوخی شوخی: ہنسی ہنسی میں شرارت و ظرافت کے ساتھ۔

بدود ہم آبرو۔

شاہزادۂ حاکم۔ خوب حالا بگو ببینم چه خواهی کرد؟

ایرج میرزا۔ ہیچ چند روزے خان عمو را بہوای شکار و گردش می برم بطرف سنقر[1] و بلوکات[2] در آں جاہا البتہ کارے پیش خواہد آمد کہ خان عمو مشغول بشوند و ازیں خیال بیفتند۔

شاہزادۂ حاکم۔ ہا ہا ہا ہا فہمیدم پیر مرد بیچارہ را بری میان دوم اوضاع از بالش بچینی۔

ایرج میرزا۔ خیر شما عرض مرا بشنوید ضرر نخواہید دید امشب بعد از شام در میان صحبت از شکار گاہہائے سنقر گفتگو در میان بیاورید خان عمو مائل خواہد شد ہمیں کہ بایں[3] صرافتہا افتاد آں وقت ہزار تومان ہم از مالیات سنقر از بابت خرج راہ بشاہزادہ حوالہ بفرمائید ایں فقرہ ایشان را بیشتر حریص می نماید میل می کنند بایدآں وقت خدمت از بندہ خندہ از سرکار۔

(پردہ انداختہ می شود)

---

[1] سنقر۔ ایک مقام کا نام

[2] بلوکات۔ مفصلات۔ ملحقات شہر۔ دیہات [3] ان خیالات میں پڑگیا

مجلس دوم

شب شاه قلی میرزا میل می کند با ایرج میرزا چند روزی بعزم سیاحت
و شکار ببنقر برود شاهزاده حاکم نیز که این طور می بیند مبلغ هزار تومان خرج
راه از مالیات آنجا بشاه قلی میرزا برات می دهد و قرار می شود پس فردا باتفاق
ایرج میرزا بروند۔

ایرج میرزا (اول صبح شفیع را خواسته)
شفیع بیگ هیچ نگو الحمد لله چند روزی مشغولیت و اسباب خنده از
برای ما پیدا شد خان عمو را می برم ببنقر هشیار باش هرکاری که من باشاره
نشان می دهم معلوم است که چه خواهد بود شما پشت سرش را بیاورید بطور
پختگی و استادی چه گفتم یا نه حالا زود نامور خان و شریف آقا را حاضر کن۔
(شفیع بیگ نامور خان و شریف آقا را حاضر کرده هر دو در خدمت ایرج میرزا
می آیند۔)

ایرج میرزا (به نامور خان و شریف آقا)
ای رفقا بیائید مژده خوب دارم خیلی دلتنگ بودیم خدا وند اسباب

مشغولیات رسانیده خان عمو را می برم سنقر کار ها با هم داریم.
نامور خان - بلی خدا وند همیشه یکی دو تا از اینها می رساند عیب ندارد
این هم کاریست.
ایرج میرزا - نامور خان چه میگوئی هیچ کس مثل این ریش دراز احمق نه
می شود ها ها ها بمرگ تو تماشای می شود بازیها بسرش در بیاوریم که
نقل مجالس بشود حتی میرزا ها قصه نویسی نمایند همین الآن به عجله شما
سوار شوید بروید سنقر با آقا جان یاور هم بگوئید که سه دسته سرباز با بالا بان[51]
با پنجیها و موزیکانچیها[52] عصری روانه نمایند سر راه شما هم آنجا باشید تا ما برسیم.
نامور خان در آنجا کلانتر و شریف آقا که خدا مرحمتا نامیده خواهند شد.
شریف آقا - قربان روزیکه وارد می شوید دستورالعمل و تکلیف[53] چه چیز
است ؟
ایرج میرزا - روزیکه وارد می شویم شما و کلانتر با دویست نفر سوار در
یک فرسخی استقبال می کنید نزدیک به آبادی سرباز ها از دو طرف صف
می کشند و رعیت ها نیز بهمان طور دو صف در کنار راه میایستند بمحض

---

[51] بالا بان - بڑا ڈھول ،
[52] موزیکانچی - باجہ بجانے والے
[53] تکلیف - فرض - ڈیوٹی

رسیدن سرباز بطور نظام سلام و پیش تنک[۵۵] می زنند و رعایا دو راس گوسفند در همانجا قربانی می کنند و دو گوسفند هم دم[۵۶] در وقت پیاده شدن می کشند والسلام الآن برویم۔

کلانتر (به ایرج میرزا)

قربان البته در عمارت شاهی منزل خواهید فرمود؟

ایرج میرزا۔ معلوم است سوای آنجا که جای دیگر مناسب نیست اما بشرط اینکه چنین وانمود[۵۷] نمائید که عمارت مال کلانتر است۔

(کلانتر و کدخدا مرخص و سوار شده به طرف سنقر روانه می شوند)

ایرج میرزا (فردا صبح اسباب و اوضاع همه را درست کرده چکمه[۵۸] بپا وارد اطاق می شود خدمت شاه قلی میرزا سرفرود میآورد)

خان عمو بسم الله همه منتظر سرکارند نوکر و اسب و بار و بنه همه آماده است۔

شاه قلی میرزا۔ بلی هر چه زود تر سوار بشویم زود تر بمنزل خواهیم رسید یا الله بسم الله الرحمن الرحیم۔

---

۵۵ پیش تنک۔ استقبال کے لئے توپ یا گولہ چھوڑنا

۵۶ دم در وقت۔ فوراً

۵۷ وانمود نمائید۔ ظاہر کرد

۵۸ چکمہ۔ فل بوٹ

(شاہ قلی میرزا سوار می شود فراشان و آردلہا[51] سوارہ در جلو قبل[52] و منقل و آبداری پشت سر آنہا و غلامان غاشیہ بر دوش یدک[53] کہای متعدد بہ نظام پی درپی پیشاپیش و ایرج میرزا و اتباع لازمہ در عقب با کمال عظمت و جلال از شہر بیرون میروند ہمینکہ قدری دور می شوند۔)

ایرج میرزا (برای افتتاح مطلب و منظور خود کم کم پیش میآید و بشاہ قلی میرزا عرض می کند۔)

خان عمو سنقر بسیار خوب جائی است و خیلی مداخل دارد چہ فائدہ مردمان مفسد و شریر دارد و ہر روز در صدد[54] افساد ہستند تا یک دو نفر بکشتن بدہند. و اگر این یک عیب را نداشت چقدر خوب بود۔

شاہ قلی میرزا۔ پس پدر تو چہ کارہ است از عہدۂ چہار نفر رعیت بی سروپا ہم نمی تواند بیاید پس چہ مصرف دارد۔

ایرج میرزا۔ خان عمو جان پدر مرا می فرماید کہ دل من از دست مسامحات ایشان یک پارچہ خونست ہر چہ آن پدر سوختہ سنقریہا افساد

---

[51] آردل۔ اردلی

[52] قبل و منقل۔ گھوڑے پہ سوار معہ سامان حقہ انگیٹھی وغیرہ

[53] یدک۔ کوتل گھوڑا

[54] درصدد افساد۔ درپے فساد انگیزی۔

و شرارت می کنند همه را به سکوت و مدارا می گذرانند شما تصور بفرمائید حالا

آخر سال است سنفریها نصف مالیات را نه پرداخته اند هر روز شرارت و

معرکه و چوب هیچ جا نمی رسد۔

شاه قلی میرزا۔ چه فائده ما که در نظم و نسق عدیل نداریم در طهران میخواهیم

و پدر تو با آن بیعرضگی[51] حکمران کرمانشاهان می شود داد بیداد چه دنیای

مظلم پستی تف بر تو۔

ایرج میرزا۔ خان عمو جان الحمدلله خوب شد که سرکار تشریف آورده

من از غصه دق کش شده[52] بودم حالا می بینم منزل شما درست

ملاحظه بفرمائید ببینید می شود که عمارت را وضائع و زندگی یک نفر کلانتر

پدر سوخته از جمیع جهات بیشتر و بهتر از اوضاع حاکم ولایت باشد ببینید

یک فقره عمارت خالی کلانتر را مشت بده بفرمائید آن وقت هرا شید چقدر

می کشم

شاه قلی میرزا (روی زین بلند شده یکوری[53] می نشیند و کلاه را کج می گذارد و دست

بریش و سبیل می کشد آه آه آه اوف اوف)

---

۵۱ بیعرضگی ۔ بے لیاقتی

۵۲ دق کش شده بودم ۔ بیمار ہو گیا تھا ۔ سخت تکلیف میں تھا

۵۳ یکوری ۔ ایک پاؤں رکاب سے نکال کر دوسری طرف رکھ لینا

ایرج میرزا شرط باشد یک ماه حکومت این جا را بما بدهند اگر اطفال در گهواره از ترس ما بخواب رفتند هرچه می خواهی بمن بگو حاکم ترس و ملاحظه از رعیت یعنی چه آخر همین که دو نفر گوش[51] داغ کردی سه چهار نفر مثل گوسفند سر بریدی دیگر چه شرارت باقی می ماند اینها چه چیز است۔

(بتغیر تمام می پرسد)

آیا میر غضب[52] همراه است۔

ایرج میرزا۔ خان عمو جان تصدقت بروم فراش و میر غضب هرچه بفرمائید حاضر است این قدر هست که پدر من میداند حکومت سنقر و کلیائی بموجب فرمان شاه مال من است پیش کش می کنم بسرکار هرچه مصلحت میدانید بفرمائید اوّلاً مالیات من وصول می شود از دست اشرار چند سالے آسوده پیش خود میروم۔

شاہ قلی میرزا۔ خیر تو آسوده باش در این سفر من درس بپدر تو و رعیت بدهم تا دنیا هست حاکم و رعیت تکلیف خود شانرا بدانند و یاد بگیرند حاکم کیست و حکومت چه۔

---

[51] گوش داغ کردی۔ ناک کان کاٹ ملیے۔

[52] میرغضب۔ جلاد

ایرج میرزا (از اسب پیاده می شود میآید دو دست شاه قلی میرزا را میبوسد)

تصدق سرکار خان عمو همین طور است که می فرمایند. سنقر و کلیائی همه پیش کش خاکپای سرکار بلکه انشا الله امسال در ظل تربیت سرکار نواب والا بصیرتی از برای این خانه زاد حاصل شود و عموم آبالی آسوده بشوند.

(در یک فرسخی شهر سر سوار پیدا و نمایان کلانتر و کد خدا محمد رضا با دویست نفر سوار رسیده از دو طرف صف کشیده می شوند تا شاهزاده میرسد.)

ایرج میرزا (پیش می آید و معرفی می نماید)

خان عمو این کلانتر و آن یکی کد خدا محمد رضا است پیشواز[1] آمده اند.

شاه قلی میرزا - احوالات نوبت کلانتر شاهزاده ایرج میرزا تعریف و توصیف شما را در راه زیاد کرده است انشا الله ما نیز التفاتها خواهیم فرمود بشرطیکه خدمات دیوانی بصدق انجام برسد.

کلانتر و کد خدا محمد رضا هر دو با هم - خدا وند سایه سرکار نواب والا را از سر این فقرا کم نگرداند و بر عظمت و شوکت و اقبال بیفزاید.

(نزدیک به آبادی رعایا از دو طرف راه صف کشیده سرباز با سلام نظام کرده و رعیت ها قربانی گوسفند می کشند دعا و ثنا گویان در کمال شکوه و جلال

---

[1] پیشواز آمده اند - پیشوائی کے لئے آئے ہیں۔

شاہزادہ را داخل عمارت می کنند۔

فردای آں روز شاہ قلی میرزا در بالای تالار ہفت دری در روبروی مسند، زنگاری[51] نشستہ لالہای دیوار کوب[52] شمع کافوری زدہ و چہل چراغہای بیت شاخہ آویختہ نیمکتہای[53] مخمل و صندلیہای امیرانہ گذاشتہ سربازہا در خیابان وسط دیوانخانہ نظام بستہ بزرگان و اعیان ولایت اند یمین و یسار عرض صف کشیدہ ایرج میرزا نزدیک بہ ارسی[54] تالار در پائین ایستادہ است اوضاع سلام است۔

ایرج میرزا ہر وقت بگوشۂ چشم بکلانتر و کدخدا محرضانگاہ می کند باشارہ می گوید کار بجای خوب رسیدہ است۔)

شاہ قلی میرزا (خطاب با یرج میرزا)

ایرج میرزا اوضاع ایں ولایت بہ نظر ما منتظم نمیآید بوی شرارت و افساد از اینجا بدماغ می رسد ایں فقرہ با عالی سفر پوشیدہ نماند کہ قتل شاہ مراد میرزا ما از تقصیرات ایں مفسدین اغماض نخواہیم داشت و سکوت نخواہیم کرد بلکہ یک تقصیر را دو تنبیہہ خواہیم نمود بی نظمی در ولایت یعنی چہ ما قانونہا در باب نظم ولایت می نویسیم و اجرای آنرا از کلانتر می خواہیم

---

[51] زنگاری۔ نیلے رنگ کی
[52] لالہای دیوار کوب۔ دیوار پہ لگانے کے شمعدان
[53] نیمکت۔ کوچ۔ صوفہ
[54] ارسی۔ کھلی ہوئی کھڑکی

و الاّ آدم کشتن اشکال ندارد و ثانیاً کلانتر این را هم بداند که تا ده روز مالیات امسال تا دینار آخر بلا حرف باید وصول شود تمام و کمال بدون نقص و انقصان عذرے نمی پذیریم البته حکماً می گیریم۔

کلانتر و کدخدا محرضا (هردو به آواز بلند می گویند)

انشاءالله تعالی در کمال عبودیت و بندگی اطاعت خواهد شد۔

(سلام می شکنند و شادقلی میرزا پا می شود،)

نامور خان و شریف آقا (هردو درخلوت می آیند خدمت ایرج میرزا)

قربانت جه بازی لبسر؛ آورده‌ی این مرد که واقعاً سفیه است انگاشته میکنی راستی راستی فرمان قتل لهذا آورده است۔

ایرج میرزا۔ با با با رفقا هیچ نگوئید بخدا خوب آوردمش۔

نامور خان و شریف آقا۔ سفاهت تماشا کنید این بابا باور کرده است که عمارت شاهانه مال کلانتر است خوب اگرچه این جا را ندیده است آخر عقل میشد این چیزها است کے رعیت این طور عمارت شاهانه وارد همین خیالها در نیست چه سلوکی بزنید نقش نقش بهبه بابا

ایرج میرزا۔ ای بابا فخش مزن چه چیز است مگر شما بچه هستید بگذارید چند

له انگاشته میکنی۔ خیال کرتے ہو

روزی شاهزاده بآن دماغ و با این خیالها خوش باشیم چه عیب دارد۔

(صدا می کند بچه‌ایکه شفیع بیگ را بیاورد)

شفیع بیگ ۔ (تبسم کنان داخل می شود و سر فرود می‌آورد)

قربان به اوضاعی پیش کشیده اید بخدا دور نیست این مرد آدم طناب بیندازد این قدر هم آدم سفیه می شود۔

ایرج میرزا ۔ شفیع بیگ آن موقع که من منتظر بودم رسیده است حالا دیگر اول بازلیست کاریکه از شما میخواهم این است می روی خدمت خانعمو صحبت متفرقه میداری و در این بین با گفتگوے عیش و عشرت و آوازه و رقص سوزمانیها[1] را تعریف بکن طورے باشد که خان عمو میل بکند یک شب مشغول عیش و تماشاے رقص سوزمانی ها را بکند۔ همین که کار باینجا کشید بگو ایرج میرزا طاووس نام رفیقے دارد که در رقص و آواز عدیل ندارد خانعمو بوساطت تو او را حکماً از من بخواهد بعد از آن تو کار نداشته باش و تماشا کن۔

شفیع بیگ ۔ (سری تکان می دهد خنده کنان)

ماشاء الله دماغ دارید شاهزاده جان این پیر مرد سوزمانی می خواهد

---

[1] سوزمانی ۔ رنڈی ۔ ناچنے گانے والی عورت

چه کند.
ایرج میرزا - برو خام مشو این همه اوضاع از برای این روی کار آمده
است که بخندیم.
(شفیع بیگ بیرون میآید کسیر میرود خدمت شاه قلی میرزا سر فرود میآورد)
شاه قلی میرزا - هان شفیع بیگ کجا بودی در شهر چه خبر است مردم از آمدن
ما چه می گویند تازه کهنه چه هست؟
شفیع بیگ - قربان مردم را می فرمائید از نظم سرکار والا و از فرمایشات
که شنیدند چنان تزلزل دارند که گویا این ها از اول حاکم ندیده بودند و این
اولش است نفس نمی کشند از ترس.
شاه قلی میرزا - ها ها ها ها هنوز چه دیده اند من می گذارم این کلانتر فلان
فلان شده با این دماغ باشد تو ببین آقای تو که شاهزاده است و حاکم
بقدر یک کلانتر اوضاع دارد؟ این عمارت باید مال حاکم ولایت باشد نه
از کلانتر پس این ها همه از سستی و بیحالی آقای تو است.
شفیع بیگ - قربان ابسر مبارک سرکار درست می فرمائید ماشاء الله اکثر
سی سال است اینها را می شناسند این کلانتر که به نظر شریفتان می رسد
سالی شش هزار تومان فقط از سود مالیها می گردد تا چه رسد به دیگران
البته از مداخل های دیگر و عوایض و پیشکش شلتاق اقلا سی هزار تومان

زدوبند[۵۱] وارد آدم به این طورها صاحب اوضاع می شود و الا از کجا جمع می کند.

شاه قلی میرزا- ای، راستی از سوزمانیها بگو چه طورند آدم قابل درمیان ایشان هست که در نظر ما پسندیده آید.

شفیع بیگ- زبان سوزمانیهای این ولایت را هیچ جاندارو تعریف نیست باید دید اگر یک شب به نظر مبارک برسند معلوم خواهد شد.

شاه قلی میرزا- بی تدبیست که ما عاری از کارهستیم و مشغول عیش نه شده ایم شبی را مشغول باشیم گویا عیب ندارد.

شفیع بیگ- خیرچه عیب دارد دنیا محل خوش گذرانی است همه عمر را بامر حکومت و زحمت مردم نمی توان گذرانید گاه به فراغت و عشرت هم لازم است اما بشرطیکه لفظ را نیند شاهزاده ایرج میرزا طاوس رفیق خود شراکه بسیار دوست دارد و ضرب می زند و خوب می خواند و خوب می رقصد بیا دررد اگرچه مشکل است.

شاه قلی میرزا- یعنی طاوس این قدرها قابل است.

شفیع بیگ- طاوس حقیقتا طاوس قیامت است گر زن باین خوشگلی

---

[۵۱] زدوبند- آمدنی

وحرکت و رقص و ادا می شود و ده هزار نفر عاشق سرگشته دارد در این وکالة شاه قلی میرزا- پس واجب شد ویلنق همین الآن برو پیش ایرج میرزا بگو شاهزاده فردا شب مخصوصاً مهمان شماست سوز ما نیها را خبر بدهند بیا نیاد مخصوص طاووس هم باید باشد عذر نمی پذیریم۔

شفیع بیگ - (به تعجیل بیرون میآید خوش حال می رود نزد ایرج میرزا)

قربان کار درست[51] شده سرکار خانمو درست شق کرده حکماً فردا شب طاووس را می خواهد۔

ایرج میرزا - (بنا می کند پشتک[52] زدن و در جستن)

حالا خوب شد حالا خوب شد شفیع بیگ زود تر بفرست یارو ها[53] را خبر کنند نامور خان و شریف آقا را هم فردا بده بگو حاضر باشند برائے قنداد۔

(پرده انداخته می شود)

---

۵۱ درست شق کرده - اپنے کام کو پورا کرنا

۵۲ پشتک زدن و در جستن - قلا بازی کھانا - کودنا - اچھلنا

۵۳ یارو ها - رقاصہ کے ساتھی

مجلس سوم

شب عیش شاه قلی میرزا بهفت هشت نفر از ممتازان سوز مانی ها با طاوس حاضر شده مجلس عشرت برپا می شود سوز مانی ها با لباسهای مقطع و قشنگ و طاوس مست و چتر زده با ارباب طرب زننده و خواننده صف کشیده بساط شراب گسترده ایرج میرزا باسه ربع فاصله بشاه قلی میرزا حریم قرار داده نشسته اند اساقه[۵۱] بساقی پیاله در دوران

ساقی ار باده ازین دست بجام اندازد
عارفان را همه در شرب مدام اندازد

کم کم بزم عیش گرم و شاه قلی میرزا از دیدن طاوس هوشش از سرش رفته پیاپی دریی پیاله می خواهد و تعجیل دارد که ایرج میرزا بدو بزم خلوت و طاوس را در کنار بگیرد۔

ایرج میرزا۔ (وقتیکه شاه قلی میرزا سرگرم[۵۲] باده بود خود را به پهلوی طاوس رساینده

---

۵۱ اساقه۔ اشاره

۵۲ سرگرم باده۔ نشہ میں چور

می گوید)

همین که مجلس خلوت شد. شاهزاده را درشت[1] لخت بکن همین که خواست

دست بکار بشود سه دفعه قایم[2] سرفه بکن هر وقت از حیاط صدا بلند شد

چراغها را خاموش کن و خود را بینداز بیرون در رو.

شاه قلی میرزا - بچها شب گذشته یک قلیان هم بیاورید بکشیم و بخوابیم -

ایرج میرزا - (اشاره به پیش خدمت می کند که قلیان چرس چاق کنید.)

بلی قربان قلیان میل بفرمائید بندگان هم مرخص بشوند.

شاه قلی میرزا - (نهیب پر زور تغلیان زده قلیان را می برند)

ایرج میرزا - (بر می خیزد)

خدا حافظ شما مرخص می شوم -

(بیرون آمده نامور خان و شریف آقا را حاضر کرده دستور العمل میدهد همان طور درمیان

حیاط منتظر وقت است)

شاه قلی میرزا بطاووس - برخیز لباسهای مرا بکن

طاووس - بچشم

(بر می خیزد یواش یواش[3] زمزمه کنان پارا بر می دارد و با رقص آهسته رخت هاے

---

۱ درست لخت بکن - بالکل ننگا کردینا ۲ قائم سرفه بکن - زور سے کھانس لو ۳ یواش آہستہ

شاهزاده را یکی یکی می کند دیگر دفعه تنبان[۵۱] شاهزاده را از پاش کنده و میا ندازد دور شاهزاده را بغل کرده میآورد توی رخت خواب همین که نواب والا شق[۵۲] فرموده می خواهد قلعه را بگیرد طاووس سه دفعه سرفه بلند می کند ناگاه باشاره ایرج میرزا از توی حیاط سی چهل تیر تفنگ خالی می شود و از بالای پشت بام خوابگاه شاهزاده پانزده نفر چوبهای کلفت[۵۳] در دست بزمین می زنند و پا به زمین می کوبند از این طرف بآن طرف بام می دوند صدای آی دزد آی دزد بلند و طرپ طرپ[۵۴] صدای پاچه توی خلوت که در و دیوار به لرزه در میآید طاووس جلسه برخاسته چراغها را خاموش می کند تنبان شاهزاده را برمی دارد و در می رود شاهزاده دلاور از ترس افتاده غش می کند)

ایرج میرزا - (چراغ بدست میآید)

ای پدر سوخته ها چه خبر است چه معرکه است -

(شاه قلی میرزای عاشق یار از دست در رفته از ترس صدا افتاده رخت خواب مرد مردانه غش فرموده اند ایرج میرزا سر شاهزاده را بروی زانوش گذاشته شیشه بیگسه مشغول مالیدن بدن شاهزاده است آن قدری مالند که بحال میآید و چشم باز می کند)

---

۵۱ تنبان - پاجامه

۵۲ شق فرموده - تیار ہو کر

۵۳ کلفت - موٹی

۵۴ طرپ طرپ - تڑ تڑ - زور کی آواز

ایرج میرزا لشفیع بیگ - آخر این چه صدا بود چه شده است باید فهمید -
شفیع بیگ - خیر قربان نقلی نبوده است من تحقیق کردم وقتیکه سرکار،
تشریف بردید به قراولها می سپارید که در خلوت را ببندید درست متوجه باشند
دزدی دغلی مبادا در اول ورود شاهزاده وچنین شبے اتفاقی بیفتد از قضا
قراول همین خیال خوابش می برد و تفنگ می شلود چشمش را باز می کند
یک سفیدی می بیند سگ سفیدی از دیوان خانه میآید و میرود بآنظرفها
چون قراول خواب آلود بوده بخیالش آدم است یا دزد است این بود که
چنین شده است۔

(باین حرفها شاه قلی میرزا بحال می آید)

ایرج میرزا - خان عمو چون امشب از اینجا صدائی بلند شده است
فردا انشاء الله سلام نشسته یک قدرے مردم را بترسانید۔
شاه قلی میرزا - بلی بلی یک همچو چیزی ضروری است
ایرج میرزا - جا هم دارد این پدر سوخته که حالا مدتها با کلانتر بد شده
است در ایصال مالیات اخلال می کند۔
شاه قلی میرزا - بلی وقت است باید پدر این دو نفر را در آورد شفیع بیگ

---

۵۱ سلام نشستہ - دربار میں بیٹھ کر۔

صبح زود کدخدا ممرضا را حاضر کن۔

(شاہزادہ صبح در دم ارسی تالار نشستہ است یک دفعہ کدخدا ممرضا از دور پیدا می شود شاہزادہ بصدای بلند)

ای حرامزادۂ سگ۔ از این کار ہا دست بردار و الا بجان ایرج سرت را می برم۔

کدخدا ممرضا۔ خیر قربان بسر مبارک ... بندہ ... آخر ... خلوت عرض میکنم۔

شاہ قلی میرزا۔ اینجا ہا ... تا من ... تو را ..

(ایرج میرزا بر می خیزد بر دو کہ مردم پراگندہ شوند)

کدخدا ممرضا را بگوئید بیاید۔

(کدخدا ممرضا می آید)

عرض کن چہ می گوئی۔

کدخدا ممرضا۔ قربانت شوم من نوکری کردہ ام چنین نیست کہ من از این رسومات بی اطلاع بودہ باشم اما چہ کنم تقصیر سرکار ایرج میرزا است کہ از اول باین کلانتر علیہ[لہ] ما علیہ رو دادہ است حالا بادہم اعتنائی نمی کند ما لیا ترا بمن واگذارید بفرمائید چہار صد تومان بسرکار نواب والا پیش کش

لہ علیہ ما علیہ سے مراد ہے اس پر لعنت ہو۔

می دہم صد تومان بایرج میرزا پنجاہ تومان بشفیع بیگ نوشتہ میدہم تا بیست روز دیگر دیناری از مالیات نماند۔

شاہ قلی میرزا۔ بردار نوشتہ شش صد تومان باسم من بنویس بدہ بیست روز زیاد است تا پانزدہ روز باید برسانی البتہ بدون خلاف۔

(کدخدا مرضا قلم بری دارد نوشتۂ شش صد تومان باسم شاہ قلی میرزا می نویسد و مہر می کند میدہد شاہزادہ نوشتہ را می گیرد و ضبط می کند۔)

این کلانتر بسیار آدم بد ذاتی بودہ است۔

شفیع بیگ۔ بلی ہمین طور است کہ می فرمائید نظر سرکار والا کیمیا است خوب می شناسد آدم را انصافاً کدخدا مرضا آدم است چہ دخل دارد۔

شاہ قلی میرزا۔ ہان آقا شفیع دیدی دنیا چہ خبر است برو بہ آقات بگو مردم این قسم حکومت می کنند نہ مثل شما یاد بگیرید۔

(کلانتر این خبر را شنیدہ فردا میاید خدمت شاہ قلی میرزا ہمین کہ از دور نمایان می شود)

شاہ قلی میرزا۔ (خطاب بحاضرین)

حضرات شما کلانتر دکار گذار سفقر و کلیائی را ملاحظہ کنید سوای تقلب و افساد و خیانت بدیوان خیالے ندارد و آخر خود را بکشتن خواہد داد خدا بکند در دست ما اتفاق نیفتد۔

کلانتر- قربان بخدا سرکار را مشتبه کرده اند من دشمن دارم در کار دیوانی من اخلال می کنند این که خدا مرضا نمیدانم ... چه عرض ... تا-

(شاه قلی میرزا پا می شود قدری راه می رود که مردم پراگنده و خلوت بشود کلانتر پیش میآید و عرض می کند)

قربانت شوم بفرمایید شفیع بیگ هم حاضر بشود آنهم عرایض خانه زاد را بشنود-

شاه قلی میرزا- عیب ندارد شفیع بیگ را صدا کنید-

(شفیع بیگ می آید)

کلانتر- آقا شفیع بیگ شما خوب از وضع امورات این ولایت اطلاع دارید بنمک سرکار شاهزاده آیا می شود که مثل مرضا آدمی بیاورند با من هم چشم قرار بدهند من کسی هستم که مالیات دو ساله را از جیب خود می توانم بدهم و بکسی محتاج نباشم اما مرضا

شفیع بیگ- خیر من بارها در خیرخواهی عرض کرده ام شما کجا مرضا کجا آنهم داخل آدمها شد-

کلانتر بشاهزاده- قربانت شوم مختصر این خانه زاد را به مرضا نفروشید هزار تومان بسرکار دویست تومان با یرج میرزا صد تومان هم بشفیع بیگ پیش کش میدهم و پنج روزه هم می رسانم بشرطیکه تا آخر ماه دیناری از مالیات

بزمین نماند ما که خدا مرضا لازم نداریم۔

(شفیع بیگ نزد شاهزاده اشاره می کند که قبول کن)

شاه قلی میرزا۔ بسیار خوب بسیار خوب نوشته ات را بنویس و مهر کن بارواح پدرم اگر از حرفت برگشتی و خلاف نه کردی هرگز بی التفاتی در حق تو نخواهد شد سهل است که خلعت نایب الحکومگی خواهی پوشید از لیاقت ایرج میرزا هم چشم آب نمی خورد رو برو در فکر تنخواه باش وجه لازم داریم۔

کلانتر۔ (خود بخود یواشی می گوید: ارواح آقا باجیت نه کیسه را قایم بدوز۔)

بلی قربان چشم۔

(سر فرود میآورد بیرون می آید)

(پرده انداخته می شود)

مجلس چهارم

کلانتر ده روز دیگر خود را بشاهزاده نشان نمی دهد شاه قلی میرزا از کج خلقی هواے پول از حالت طبیعی بیرون میرود ایرج میرزا و شفیع بیگ را احضار می کند۔

شاه قلی میرزا - ما از طهران نیامدیم که این کلانتر روباه صفت ما را ریشخند نماید پدرم فردا ناخنهایش را می گیرم زیر چوب می کشمش.

(حکم میدهد فردا سربازها همه حاضر بشوند و در توی دیوان خانه صف بکشند، فراش و میرغضب آماده و منتظر حکم جدید بشوند)

(فردا همه در دیوانخانه حاضر شده شاه قلی میرزا حکم می کند: یکی برود کلانتر قرساق را بکشد بیاورد. فراش رفته کلانتر را برداشته در راه است می آورد)

(از آن طرف نیز دویست سی صد نفر از الواط[51] و پاچه ورمالیدهٔ ولایت چوب و چماق[52] و شمشیر و تفنگ و قمه[53] برداشته باشارهٔ ایرج میرزا پیش از کلانتر می آیند در دم دیوانخانه گوشه ای می ایستند)

همین که کلانتر از دور پیدا می شود

شاه قلی میرزا - (دو زانو راست می نشیند دست بریش و سبیل می کشد)
ای کلانتر پدر سوخته کار بجای رسیده است که نوّاب ما را مثل تو حرامزاده تمسخر می نماید فراش چوب بیاورید و کلانتر را ببندید.

(فراشان کلانتر را انداخته پا هایش را بفلک می گذارند دو سه چوب بدروغی

---

[51] الواط و پاچہ ورمالیدہ - بدمعاش اوباش لوگ
[52] چماق - لاٹھی
[53] قمہ - دودھاری تلوار

بچوب فلک می زنند یا نمی زنند. که سی صد نفر الواط مزبور وست بچوب و چاق و شمشیر و پاپاپخه می ریزند توی حیاط فراشها و الواط می ریزند بهم و هر وقت تیر تفنگ خالی می شود یکی دو نفر می افتند روی هم بزمین صدای بگیر بگیر کلانتر درمیان، این هاهای بکش های بکش میزنند فراشان و سربازها همه را از هم واغون می کنند وست شمشیر می آیند رو بشاه قلی میرزا: زن قحبه خونت زیادی می کرد آمدی اینجا، این قسم با مردم حکومت می کنی -؟

ایرج میرزا و شفیع بیگ جلدی شاهزاده را برده در آن طرف کفش کن تالار درمیان خلا انداخته در خلا را می بندند و قفل می زنند میایستند دم در خلا که شاهزاده را محافظت نمایند. الواط باشاره ایرج میرزا هجوم آورده بطرف خلا و فریاد می کنند که این ریش در از کجا است الان باید تکه تکه اش کرد چنین را خورد می کنند که یعنی نمی دانند شاه قلی میرزا کجا است هی با چوب و لگد می زنند در خلا و تفنگ خالی می کنند. بدر خلا های کجا رفت های بکشید های پیدا کنید. یکو لوله و غوغا درمیان دیوان خانه است که زمین زمان بلرزه است

شاه قلی میرزا - در توی خلا از هول جان گاه ریش می کند بگاه نظر میکند وگاه بیهوش میشود در این بین باز الواط هجوم آورده در دم خلایخه ایرج میرزا رامیگیرند

لہ واغون - منتشر
لہ یخہ - گریبان
لہ خونت زیادی میکرد - تمھاری شامت آئی ہے

که شاهزاده را گریزاندی یا او را بده یا عوض او ترا می کشیم شاه قلی میرزا از سوراخ درنگاه می کند بزبان حال

ایرج قربانت شوم امان است بچه‌ایم یتیم می ماند۔

ایرج میرزا- بابا مردم انصاف بدهید من چه تقصیر دارم بمن چه شاهزاده در رفته من چه خبر دارم ۔

ایرج میرزا بالواط - بابا جانم آرام بگیرید و قدری حوصله بکنید شما که این بیچاره را خواهید کشت امروز نباشد فردا باشد۔

(اشاره می کند الواط بهانهٔ جستجو کردن شاهزاده همه می روند بآن حیاط دیگر فریاد کنان که باید پیدایش کرد۔)

شفیع بیگ و ایرج میرزا زود در خلا را باز کرده و شاه قلی میرزا را گرفته بیرون می کشند)

زود باش بیا جایت را عوض کنیم زود تند برو ایوای خانه ام خراب حالا میآیند۔

شاه قلی میرزا (پاهایش می پیچد بهم و میافتد دم در نمی خیزد و می گوید)

نمی توانم راه بروم پاهایم از حرکت افتاده است آ شفیع دخیلتم[1]

---

[1] دخیلم پناه برد دامان در ـ

شاش داریم زود باش مارا بجائی برسان۔
شفیع بیگ (زود شاهزاده را بطویله می رساند و با ایرج میرزا بازوی نوّاب اشرف والا را گرفته بلند می کنند و می گذارند توی آخور پالانی بدوش می گذارند۔)
شاهزاده جان وخیلم نفت در نیاید که همه بکشتن خواهیم رفت۔
شاه قلی میرزا۔ چشم شفیع جان چشم۔
(باشارهٔ ایرج میرزا سرباز و فراش مخلوط بهم باز هجوم میآورند بطرف طویله یکی داد میکند یکی فحش می دهد۔ نواب والا از زیر پالان توی آخور که یکی از الواط یک تیر تفنگ خالی می کند بطویله که یک دفعه ده دوازده اسب از صدای تفنگ هراسان شده افسار[1] ها را پاره کرده میافتند بهم یکی دیگر را لگد میزنند و صدا می کنند از آن طرف هم مهترها و قاطرچیها چاروب و پارد[2] بدست می ریزند توی طویله این اسب را به زن آن اسب را بزن های هوی وقیل وقال و معرکه گاهی عمداً پارد را بدیوار آخور و روی پالان میزنند شاه قلی میرزا مجدداً از این هولها در توی آخور غش می فرمایند)
شفیع بیگ (بحالت شاهزاده ترحم آورده میدود پیش ایرج میرزا)
قربانت شوخی بس است دیگر مرد که مرد۔
ایرج میرزا۔ شریف آقا را صدا می کند۔

---

[1] افسارها رسان۔ لگاڑی تیچھاڑی   [2] پارد۔ پچاوڑہ

(شریف آقا می‌آید خنده کنان)

خوب بلائی بسر این بیچاره آورید بس است حالا دیگر دست بسر بکنیم برود کلکش کنده بشود.

(ایرج میرزا شفیع بیگ نوآب والا را از طویله بیرون می‌آورند هر یک از یکطرف بازویش را گرفته می‌نشانند توی تالار:)

شریف آقا (یعنی کدخدا ممرضا)

قربان الحمدلله قدری تشویش کمتر شد پانصد نفر تفنگدار از دهات رسیدند گذاشتیم در دم در و الواط هم اگر چه قدری کمتر شده است اما پدر سوخته‌ها سخت ایستاده اند هیچ ترس واهمه ندارند.

(در این هنگام دو سه نفر از آدمهای شریف آقا سرو صورت خون[1] می دوند می‌آیند پیش ایرج میرزا قربان خلعت و انعام ما را التفات کنید الواط زور آورده بودند که بیایند. تو زدیم سه نفر از خویشهای کلانتر را کشتیم و خدمت کردیم)

ایرج میرزا - (در کمال وحشت دو دستی بزانو می زند و می گوید)

ایوای دیدید چه طور خانه ام خراب شد حالا دیگر جمیع اقربا و کسان کلانتر یقیناً بخواهی نخواهی خواهند آمد و ما را خواهند کشت ای داد بیداد اینکه بد تر

---

[1] سرو صورت خون، - سر و چهره خونی آلود -

شد سلامت خدمت نه کنید.

شاه قلی میرزا (مجدداً باز بدنش مرتعش شده چشمهایش کج شده بیهوش میشود باز چند نفر شاهزاده را مالیده بحال می آورند)

ایرج میرزا بشریف آقا - شریف آقا وقت خدمت است تدبیری بکن ما را ازین ورطه خلاصی بده.

شریف آقا - بلی دیگر جای ایستادن نیست آنچه بعقل من می رسد این است که دو دست چادر[۵۱] چاقچور[۵۲] زنانه بیاورند سرکار نواب والا با یک نفر از نوکرها می پوشند ازین در پشت خلوت نزدیک بیدنه[۵۳] قلعه کسی آنجا ها نیست می روند بیرون شهر بعد شفیع بیگ اسباب و اوضاع[۵۴] و آدمهای شاهزاده به میدان می روند می رسند بشاهزاده و بایں ترتیب شاهزاده از این میان بیرون می رود.

شاه قلی میرزا - به به بارک الله هزار آفرین تدبیر از این بهتر نمی شود

---

۵۱ چادر - برقعہ کا وہ حصّہ جو سر و جسم پر ڈالا جاتا ہے۔

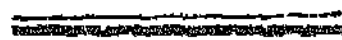
۵۲ چاقچور - برقعہ کا دوسرا ٹکڑا جو پاجامہ کے طور پر پہن لیا جاتا ہے۔

۵۳ بدنہ - دیوار۔

۵۴ اوضاع - اسباب۔

انشاءالله هرجا که اسبابها بمن رسید سوار می شوم میرایم یکسر بقصر شیرین چند روز در آنجا هستم تا قدری خرجی بمن برسانید.

(بهمین تدبیرات شاهزاده را بیرون می کنند از این ورطه خلاص می شود، بیچاره جانی بدرمی برد و می رود)



انتخاب از دوستداران بشر

سر سید احمد خان

اولین قاید سیاسی و نوع خواه هندوستان

فاضل مشهور، دانشمند نحریر[51] - اولین قاید سیاسی هندوستان - مایهٔ افتخار مسلمانان جناب سر سید احمد خان بے شبه اعظم سیاسیون[52] مسلمان در قرن نوزدهم میلاد وے بود - این وجود محترم متجاوز از پنجاه سال زمام بهام سیاسی مسلمانان هندوستان را بکف کفایت و بید درایت خود گرفته نگاه بے سمت معلم و

---

۵۱ نحریر - بڑا عالم

۵۲ سیاسیون - سیاست داں -

مربّی آنہارا حائز وزرائے دیگر مباشر ارتقار آناں بود وقوائے عقلانی فوق العادت خودرا درحصول ترقّی آناں مصروف می فرمود۔ کثرت ذکا و دہا[۵۱] و فرط بلاغت وفصاحت قوت فکر ورائے وحدت ذہن وہی باصفات حمیدہ وملکات عالیہ اش کہ خصائص نطّاق[۵۲] و مصلح و مصنّف و فیلسوف و قاید سیاسی را دراں یگانہ وجود مفخّم مجتمع ساختہ بود نُدرتاً در مورد اشخاص دیگر مشہود می شد۔ سید احمد بتاریخ ۱۷ ماہ اپریل ۱۸۱۷ میلادی مطابق ۱۲۳۲ھ در دارالسطنت دہلی متولّد گردید وشرف سیادت را ازطرف پدر و مادر دو ہردو دارا بود و ازطرف پدر نسب او تادرجہ سی وششم بحضرت خامس آل عبا ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام می رسد وچوں خانوادہ ہائے شرف سیادت ازمظالم وتعدیات بنی امیہ بتنگ آمدہ و باطراف پراگندہ شدہ بودند اسلاف ایں سید عالی مقدار نیز بایران مہاجرت و اولاً در دامغان اقامت دسپس در ہمدان و ہرات سکونت کردند ودرعہد سلطنت شاہ جہان امپراطور مغول اعظم[۵۳] آں خانوادہ بہندوستان آمدہ و از طرف آں شاہنشاہ والاجاہ بجلایل[۵۴] امور منصوب و مامور گردیدند و سید مہدی کہ

---

۵۱ دہا - دانش، عقل ۵۲ نطّاق - مقرر، لکچرر -

۵۳ امپراطور مغول - مغل امپرر، شہنشاہ مغلیہ

۵۴ جلائل - جلیلہ کی جمع - بڑے بزرگ -

جدّ او بود بلقب جلیل نواب جواد الدوله مفتخر و مباهی آمد میر تقی پدر
سید دارائے خیالات عالیہ بود و از امور دولتے کنارہ جستہ و حتی
از تقلد صدارت ہم کہ باو تکلیف کردند امتناع نمود - مادر سید احمد مسماۃ
عزیز النسا بیگم صبیۂ یکے از وزرائے عظام بود کہ باتفاق آراء عموم بر
تمام فضلاء و دانشمندان عصر خود برتری و تفوق داشت و مشار الیہا در
تربیت سید خیلے بذل مراقبت و مواظبت فرمود و در سایۂ حضانت[1] او
سید را تربیتے کامل حاصل شد - و وقتیکہ سید ہنوز در اوائل شباب
بود پدرش ازیں جہان فانی بدار باقی انتقال یافتہ و تربیت اولاد و
نگاہداری ایشان برعہدہ آں مخدرہ وارد آمد در آں زمان انقراض
سیاسی و مذہبی کہ بعالم اسلامی دوچار شدہ بود با مفاسد اخلاقی و
اجتماعی توام شدہ خرافات و جہالت بر قلوب مسلمین طاری و ہرگونہ
بیخردی و حماقت میان آنہا ساری گشت و آثار باقیہ تمدن بکمال سرعت
روی بخرابی نہاد در دہلی و لکھنو مدرسہ کہ بتوان ازاں استفاضہ نمود
موجود نبود ولے از حسن اتفاق مادر سید یکے ازاں خواتین عالمۂ شرق
بود کہ باوجودیکہ بطرز اروپائی تعلیم نیافتہ اما عارف بچندیں لغت بود و از
شعر نیز خبرے تام داشت و شگفت آنکہ معزی الیہا از بعضے خرافات جاریہ

---

[1] حضانت - پرورش -

سالم مانده بود و در تحجر[۵۱] تحقیق جناب سید ترقی کرده از موهوبات مضرتِ که موجب افنا رھینت جامعہ شدہ بود عاری و بری گردید۔

سید احمد در لغت عربی و فارسی و علم الٰہی و فقہ و تاریخ یکے از اولین افاضل عصر خود بود و در سن ہیجدہ سالگی تحصیلات خود را متروک داشتہ و در ادارۂ کمپانی[۵۲] ہند شرقی داخل شد و در بہترین محافل دہلی دارائے مقامے عالی بود و غالباً بصاحبت شعراء بزرگ آں عصر یعنی صہبا و غالب و آزردہ می گذرانید بعد از چندے بہ نیابت منشی اوّل حکمران آگرہ معین شد و پس ازاں امتحانی کہ برائے قضاوت در امور جزئیہ لازم بود دادہ و بداں رتبہ کہ درانجا منصف می نامند نایل گشت و از ۱۸۴۶ء تا ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲۶۲ھ - ۱۲۷۱ھ ہجری بسمت مفتی دہلی معین شد و در آنجا کتاب مشہور خود را موسوم بہ آثار صنادید در باب آثار عتیقہ و حفریات[۵۳] و بقایائے قدیمۂ آنجا نوشت و ایں کتاب بہترین مجلدیست کہ درایں موضوع مرقوم شدہ و دانشمندان اروپا قدر و قیمت آں را دانستہ و در وقتیکہ تاریخ دہلی را می نوشتند غالباً از مندرجاتش استفادہ میکردند۔ نسخۂ از

---

۵۱ حجر۔ گود۔

۵۲ کمپانی ہند شرقی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی۔

۵۳ حفریات۔ زمین سے کھود کر نکالی ہوئی چیزیں۔ Excavations

آں را پیشکار مالیۂ دہلی بہ انجمن[۵۱] آسیائی ہمایونی تقدیم کردہ و ساعی شد
کہ آں را بانگلیسی ترجمہ نماید ولے از عہدۂ تکمیلش بر نیامد۔
اما مستشرق[۵۲] فرانسوی مشہور مسیو گارکن دتاسی ترجمہ فرانسوی آں را در
۱۸۶۱ء اشاعہ داد و ایں ترجمہ توجہ انجمن مزبور را بطرف مؤلف معطوف
داشت و محض اینکہ از خدمات تاریخی اظہار امتنان کنند اورا عضو افتخاری[۵۳]
آں انجمن ساختند۔ در ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ ہجری وی را بقضاوت بجنور
تعیین کردند و در آنجا فرصتے بدست آوردہ کتاب آئین اکبری را تصحیح
کرد و دراں شغل خیلے توجہ بکار برد۔ در ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ ہجری کہ
در بجنور بود بلوائے عام ہند رخ نمود و درآں واقعہ نیز کمال فطانت و
درایت ازو مشہور گردیدہ نفوس بسیارے از رجال و نسوان انگلیس
را رہائی دادہ و بعد ازاں کہ انگلیسان در مجازات[۵۴] بلوائیان اقدام
کردند بسے خانوادہ ہائے بیگناہ را کہ بہ تہمت بغاوت می خواستند برباد
و ہند از وساطت سید احمد خاں بسلامت ماندند۔ بالآخرہ حکمران بجنور

---

۵۱ انجمن آسیائی ہمایونی۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی۔ ۵۲ مستشرق۔ ماہر علوم و اطوار
شرق۔ عموماً یورپ کے اس عالم کو کہتے ہیں جو مشرقی معاملات سے دلچسپی رکھنے کے علاوہ مشرق کے
کے حالات و علوم سے باخبر ہو۔ انگریزی میں اورینٹلسٹ کہتے ہیں۔
۵۳ عضو افتخاری۔ آنریری ممبر۔ ۵۴ مجازات۔ سزا۔ بدلہ۔

سفارش کرد که ملکے که مدخول سالیانه اش یک لک و نیم روپیه و سابقا
متعلق به یکے از امرائے باغی بود بعنوان پاداش[۵۱] خدماتش بسید بدهند
ولے جناب مشار الیه از قبولیت آں امتناع کرد و وجدانش[۵۲] راضی نشد
که چیزے راکه خوں بہائے هموطنانش بود قبول کند - در ہماں وقت
از مفاسدے که باحوال مسلمین شده بود بے اندازه متنفر و منغض[۵۳] گردید و
از شدت نفرت و آزردگی مصمم شد بمصر مهاجرت کند ولے حب نوع و
وطن او را از چنیں اقدامے باز داشت و بر ذمهٔ مردانگی خود نه پسندید
که هموطناں را دریں دہله[۵۴] سخت ترک کرده و در مملکت اجنبی براحت و
عشرت بگذراند - بنابر ایں اصلاح احوال ایشاں را مصمم و جازم گشت
و در ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۵ هجری رسالهٔ مشهورهٔ خود را موسوم به اسباب
علل بلوائے عام نوشته و در ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۰ هجری که تا چند درجه
طوفان بلوا خاموش و آثار حقد و کینه آں تسکین یافته بود آں را اشاعه داد
و نائب الحکومهٔ اضلاع متحدهٔ هندوستان که باوے سمت مودت داشت

---

۵۱ پاداش بھی بدلے کو کہتے ہیں یہاں انعام مراد ہے ۔

۵۲ وجدان - ضمیر - کانشنس

۵۳ منغض - تنگ - مکدر -

۵۴ دہله - مصیبت - ہنگامہ -

آں را بانگلیسی ترجمہ کرد۔ جناب سید عقائد خود را در باب آں داہیۂ [51] دُہیا بنہایت پُردلی [52] اظہار نمود و اوّل وجود محترمی بود کہ براے رفع شبہات و شکوک طرفین قلم فرسائی کرد ہر شطرے [53] ازآں رسالۂ مفیدہ داراے اہمیتے بکمال ست۔ درغالب موارد براے ترویج معارف و علوم غربی و صنائع اروپائی سخنہا سرودہ و بہ بیانات رائقہ و کلمات نافعہ لزوم اتحاد شرق و غرب را توضیح فرمودہ است چوں مشاہدہ نمود کہ خرافات و موہومات و کج خیالی و بیمغزی تاچہ اندازہ میان مسلمانان ہندوستان رائج می باشد ازیں رو براے دفع ایں نذلتہاے بزرگ تہیۂ دیدہ و بمحاربۂ عفاریت [54] جہالت وشیاطین خرافت و ضلالت دامن ہمت را برکمر استوار و عزم نمود کہ چشم ہمکیشان خود را بمقتضیات عصر حاضر باز فرماید ازطرف دیگر ملاحظہ نمود کہ مضرّاتے کہ از وجود مُلّا نمایاں آں زمان بہیئت جامعہ مسلمانان رسیدہ بسے بےپایاں می باشد و آنہارا از اکتساب علوم و فنون جدیدہ و تدریس موضوعات نافعہ بازداشتہ است

---

[51] داہیہ دُہیا۔ بڑی مصیبت۔

[52] پُردلی۔ جُرأت۔ بہادری۔

[53] شطر۔ جزو۔ حصہ۔

[54] عفاریت۔ عفریت کی جمع۔ بھوت۔

نظر بریں جہات صدائے رسائی خود را در ترویج علم و ادب میان ہمکیشان بلند کردہ و از ۱۸۶۱ء تا ۱۸۷۵ء مطابق ۱۲۷۵ھ - ۱۲۹۲ ہجری نہایت جدّ و جہد نمود کہ اذہان ایشان برائے پذیرائی خیالات جدیدہ آمادہ بسازد وایں مدت مزبورہ را باید دورۂ جہاد اصلاح طلبی بنامیم - از ۱۸۷۵ء مطابق ۱۲۹۲ ہجری تا زمان فوتش ۱۸۹۸ء بہ نشر معارف مبادرت داشت در اوایل ۱۸۷۵ء مطابق ۱۲۹۲ ہجری برتبۂ قضاوت[۵] عالی ترے ارتقاء یافت واگرچہ وظائف ایں عہدہ خیلے سخت بود تاہم ذلک فرصت بدست آوردہ کارہائے نوعیکہ مایۂ امتنان ہمکیشان او بود متصدّے گردید و از جملۂ آثارے کہ دراں وقت از خامۂ مبارکش جاری شد کتاب تاریخ بلوا در امارت بجنور - و تحقیق راجع بعلل بلوا - ورسالۂ راجع بہ انجیل و مقالات مربوطۂ اسلام و سوانح عمری حضرت ختمی مرتبت است - در ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۰ ہجری کہ در غازی پور مامور بود خیالش بدانجا رسید کہ انجمن ادبی و علمی تاسیس فرماید و کتب مشہورہ انگلیسی را بزبان اردو ترجمہ کردہ و مسلمانانے را کہ از فرط حماقت و جہالت از تعلیم علوم و لغات خارجہ نفرت داشتند بشمۂ از خیالات فرنگیان آشنا سازد و در حصول ایں مقصود کامیاب گردیدہ انجمن دائر شدہ و مرکزش قصبۂ علیگڑھ مقرر شد

---

۵ قضاوت - ججی - عہدۂ قاضی یا جج -

چوں اصل مقصودش ہماں پیش رفت معارف وادب می بود ہمند و
آں را نیز بعضویت آں محفل دعوت فرمود وعدۂ کثیرے از ایشاں نیز
درآنجا داخل شدہ و ڈیوک[۵۱] آف ارجیل کہ درآں زمان وزیر ہندوستان
بود ریاست[۵۲] افتخاری آں انجمن راقبول و نائب[۵۳] الحکومہ ہاسے پنجاب و
بنگال ہم نیابت ریاستش را پذیرفتند - مہاراجۂ پٹیالہ در تشیید[۵۴] ایں
بنائے مفید نہایت کرمت مبذول فرمود و رفتہ رفتہ انجمن مزبور بے اندازہ
محبوب القلوب گردیدہ وچندیں رسالہ نافعہ در موضوع تاریخ فلاحت-
علم رجال واقتصاد سیاسی اشاعہ داد - بعد از چند سال سرسید احمد آں
را بعمارت قشنگی کہ دراں آواخر آں را جزء دار العلوم علیگڈھ ساختہ اند
انتقال داد تقریبًا درسنہ ۱۸۶۱ء یک مدرسہ انگلیسی را در مراد آباد دایر
ساخت و بعد ازاں اساس مزبور با مدارس دولتے آنجا توأم گردید-
دو ماہ بعد از انعقاد انجمن علمی مشار الیہ سنگ[۵۵] شالودۂ مدرسہ انگلیسی در

---

۵۱ ڈیوک آف ارجیل Duke of Argyle

۵۲ ریاست افتخاری - صدارت اعزازی - آنریری پریزیڈنٹ بننا -

۵۳ نائب الحکومہ - لفٹنٹ گورنر -

۵۴ تشیید - استحکام - مضبوطی -

۵۵ سنگ شالودہ - سنگ بنیاد

غازی پور نہادہ و دراں موقع نطقی پر مغز دادہ درطی شطرے ازاں بدیں نحو عنوان فرمود۔

"اساسے کہ الیوم افتتاح می یابد خیلے اہمیت دارد۔ ما امروز شالودۂ بنائی میگذاریم کہ انوار علم و تربیت رامیاں ہموطناں اشاعہ دادہ ظلمات جہالت وابرہائے خرافت و دنائت راکہ دراین مملکت بزرگ ما را فراگرفتہ مرتفع و مندفع می سازد۔ ایں اساس شریف نہ تنہا بحال ما و معاصرین خودماں مفید و نافع بلکہ باحوال اخلاف یعنی پسران ما و پسران آنہا نیز سودمند خواہد بود۔ چیزے کہ بیشتر مرا باعث مسرت شدہ وباظہار تبریک و تہنیت وامیدارد این است کہ انعقاد ایں دارالعلوم اصلا از خودتاں ناشے شدہ بدوں اینکہ از خارج معاونت و مساعدتے شود و بطوع و رغبت در تاسیس ایں بنائے مقدس ابراز حمیت دادہ از اعانۂ خودتاں آں را دایر فرمودہ آید" بتاریخ ۱۰ ماہ مئی سنہ ۱۸۶۶ء مطابق ۲۴ ذوالحجہ سنہ ۱۲۸۲ ہجری انجمن ہند انگلیسی را تاسیس نمود کہ ذی المقدمۂ کنگرۂ ملی ہندوستان بود و مقصودش از تاسیس ایں ادارہ ہمیں بود کہ اعضاء آں انجمن را باوکلائے مجلس شورائے عمومی انگلیس مربوط و آشنا ساختہ آنہارا از حقایق امور طرفین مخبر و مسبوق[۱] سازد۔

---

[۱] مسبوق۔ باخبر۔

نطق[51] غرّائی که دران وقعه داد در تاریخ سیاسی هندوستان دارای مقامی عالی و مهم است در ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۰ھ هجری جناب نواب عبداللطیف خان او را بکلکته دعوت کرد و جناب سید در محضر مسلمانان بنگال نطقی مشبع و مفصّل بزبان فارسی داده در فوائد علم و فنون انگلیسی داد معنی داد این مطلب خیلی باید شگفت و تحسین است که باوجودیکه آن وجود با نمو و از تربیت انگلیسی بهرمند نبود مع هذا از کثرت ذکاوت و فطانت فواید آن را برای اهل هندوستان بخوبی فهمیده و حتی المقدور سعی داشت آنها را بدان طرف سوق[52] دهد در ۱۸۶۹ء مطابق ۱۲۸۶ هجری حکومت هندوستان پسر ثانی سید را اعنی جناب سید محمود را منتخب کردند که برای تحصیل علوم بانگلستان برود و مخارجش از دولت داده شود و سر سید احمد خودش هم مدتی مدید راغب بود که بانگلستان مسافرت کرده از مشاهدات شخصیه بیشتر باطوار و رسوم و عادات و اخلاق و تربیت اساسهای دینی و علمی و ادبی و سیاسی انگلستان مسبوق شود لهذا باتفاق جناب سید محمود بانگلستان مسافرت و ترتیب معارف آنجا را باکمال توجه و دقت ملاحظه و تصوّر کرده عازم شد که

---

[51] نطق غرّائی - اعلیٰ تقریر۔

[52] سوق دهد - چلائیے - لیجائیے۔

آں را بشکلے مرغوب ! تعدیلات[1] لازمہ در ہندوستان ترویج دہد شرائح مفصلۂ در باب مسافرت خود برفقائش در ہندوستان نوشتہ و ہفدہ ماہ کامل در انگلستان توقف نمود و یکے از مقاصد عالیہ و عزائم متعالیہ کہ وے را بمسافرت انگلستان ترغیب نمود ہمیں بود کہ میخواست مصالح و مطالب کافیہ بدست آوردہ جوابے شافی و وافی بمقالاتے کہ سر[2] ولیام میور یکے از مشاہیر محررین انگلیس در احوال حضرت ختمی مرتبت نوشتہ و بخیال خود تنقیدے کردہ بود بدست بیاورد این سید ذوالاقتدار تا چندین ماہ در اوراق و مجلدات کتاب خانۂ شرقیۂ متعلق بموزۂ[3] ملی انگلیس تفتیش و تجسس کردہ برائے جواب خود اتحاد مطالب فرمود و در ۱۸۷۰ء مطابق ۱۲۸۷ ہجری مقالات شہیرۂ وے در باب حالات حضرت رسالت پناہی اشاعہ یافتہ و بدلائل قاطعہ و حجج و براہین ساطعہ از تنقیدات سر ولیام میور و سایرین مدافعہ نمود سید محمود آں را بزبان انگلیسی ترجمہ کرد و در انگلستان خیلے ازاں بفروش رسید و مطبوعات انگلیس و کلیہ مستشرقین اروپا آں را بنظر اعتبار دیدہ و

---

[1] تعدیلات - ترمیمات - ردوبدل

[2] سر ولیام میور - Sir William Muir : ممالک مغربی وشمالی ہند کے لفٹننٹ گورنر تھے۔ [3] موزۂ ملی انگلیس - انگریزوں کا قومی عجائب خانہ یعنی برٹش میوزیم

مستحسن می دانستند و حالا ہم مقالات مزبورہ را بہترین کتاب راجعہ بدین موضوع میدانند۔ جناب سرسید احمد در انگلستان خیلے مشغول بود و ہر ہفتہ بل ہرروزہ بمحافل و مجالس حضور یافتہ با دانشمندان انگلیس شناسائی پیدا می کرد۔ آرار منورہ و نزاکت اطوار و وقار شخصی او موجب جلب توجہ شدہ خاطر وا نایاں را بدو معطوف میداشت جناب معظم لہ جمیع دار الفنونہائے ہمہ انگلیس و اسکاٹلینڈ را باز دید کردہ با کمال غور و دقت طرز و ترتیب تحصیلات را مشاہدہ می کرد و غالب اوقات در اطاق خود نشستہ از بابت تفوق عقلانی انگلیسان و تدنی[1] ہندیان تعمق و تفکر می فرمود۔ وقتیکہ در انگلستان بود خاطر خود را مصمم نمود کہ دار العلوم اسلامی مطابق ترتیبات دار الفنون آکسفرڈ و کمبریج کہ بیشتر از دیگران مطبوع طبعش بود برقرار سازد۔ در ہمانجا ترتیبات اطاقہائے اقامت شاگردان وغیرہ را نقشہ کشیدہ و پسرش سید محمود در ترتیب تمام نقشہ ہائے کہ برائے این اساس لازم بود خیلے ویرا مساعدت فرمود۔ سرسید احمد حالا کاملا معتقد شد کہ باید بانضمام لغات عربی و فارسی کہ درحقیقت مایہ افتخار ہندوستانیاں می بود فنون و علوم غربی تدریس شود و قبل از مراجعت خود سہ ترتیب عمدہ را پیش نہاد خاطر ساخت یعنی اولاً غور نماید چہ

---

[1] تدنی - پستی

اقداماتے براے رفع تنفرے کہ مسلمانان از تربیت اروپائی داشتند لازم می باشد ثانیاً مسلمانان را ترغیب نماید تعمق و تفکر کہ بچہ جہت و سبب باید از انوار تربیت محروم بمانند ثالثاً براے تاسیس دارالعلومے در علیگڑھ اعانہ فراہم آورد دراں اوقات بملاقات ملکۂ ویکتوریا نائل شدہ و علیا حضرت معظمہ دو نسخہ از کتب تالیف خود شان را کہ بصحۂ ہمایونی موشح شدہ بود باو اعطاء فرمودند و نشان جلیل نجم الہند[51] را بتوسط ڈیوک آف ارجیل بوے مرحمت نمودند در آواخر ۱۸۷۰ء مطابق ۱۲۸۷ہجری بہندوستان معاودت و شروع نمود کہ خیالات خود را بفعل آورد در ہنگام اقامتش در انگلستان دیدہ بود کہ در انجاہا جرائد کمال نفوذ دارند و علی الفور بتاسیس مجلۂ ماہانہ موسوم تہذیب الاخلاق مبادرت کرد این مجلہ بزودی حس مسلمانان ہندوستانی را بحرکت در آورد و آنہا را تازیانۂ غیرت شدہ خدمت بزرگ بسعادت ایشان کرد سرسید احمد خان بمعاونت برخی از دوستان آں را می نگاشت و غرض از انتشارش این بود کہ خیالات ہندیان را تور ساختہ و آنہا را بحصول علم و معرفت کہ مایۂ استرداد[52] شان و شوکت سابق شان می شد ترغیب کند و مندرجاتش راجع بمباحث مذہبی و سیاسی و اجتماعی و علمی بود

---

[51] Star of India

[52] استرداد شان و شوکت ۔ گزشتہ شان و شوکت کا دوبارہ حاصل ہونا۔

خود سر سید احمد خاں و نواب محسن الملک و وقار الملک و مولوی چراغ علی با کمال آزادی درآں مراد سخن میراندند آخر الامر ایں مجلہ بر خواطر جمعے کثیر نفوذ و تاثیر کردہ و اگرچہ فرقۂ کہنہ پرستاں درصدد[۵۱] مخالفت بودند امّا ایں مسئلہ فقط بیشتر باعث ترویج مجلہ شدہ و ہزاراں کس از مسلماناں در زیر بیرق ہدایت سر سید احمد اجتماع کردند و ہندویان ہم کمال اقبال بہ مقالاتش پیدا کردہ و در اشتراکش[۵۲] بر یک دگر تقدم می جستند و در حقیقت نورے تازہ در افق سعادت اسلامیاں ہندوستان طالع شدہ ایشاں را ہدایت می نمود کہ دلگرم[۵۳] ماندہ و در جادۂ علم و ہنر مشی کنند بالآخرہ صدائے رسائے سید بوسائل آں صفحات در تمام آں مملکت پیچید و نہ فقط چشمہائے خواب آلود ہمکیشان غافلش را باز کرد بلکہ آمال و ترقیات جدیدہ در خاطر آنہا حادث ساختہ و رخاوت آباں را چالاک کردہ در کالبد آں ملت محتضر[۵۴] روح تازہ دمیدہ و بحیات ثانوی ایشاں گردانیدہ چوں سید دریافت نمود کہ حالا وقت آں رسیدہ کہ ترتیبے

---

[۵۱] درصدد مخالفت ۔ درپے مخالفت ۔

[۵۲] اشتراک ۔ خریداری ۔

[۵۳] دلگرم ماندہ ۔ سرگرم ہوکر ۔

[۵۴] محتضر ۔ قریب مرگ ۔

برائے تربیت مسلمانان از روئے نقشۂ انگلیسان داده شود. از آنرو هیئت علمیه تشکیل داده خود را ناظم آن ساخته و شروع کرد تدبیرات منظوره را بموقع اجرار برساند و در ۱۸۶۲ء کمیتۂ باسم کمیتۂ اعانہ دارالعلوم انگلیس و شرقی در بنارس منعقد کرد که شعبۂ آن هم در علیگڑھ برپا ستہ تفاصیل و شرایطے که در باب تاسیس آن اساس مقتضی بود نشر داد چیزے که خیلے مورث حیرت و شگفت بود این ست که سر سید احمد خان خیلے اعتماد بنفس خود داشت و بانظرے ثاقب احتیاجات عامه را ملتفت شده بکمال شدت و حدت در رفع آن میکوشید و در عملیات خود چندان کار را بقضا و قدر وا گذار نکرده و حتی از دولت نیز استعانت نمی جست بلکه وجهۂ خاطر[51] را چنین قرار داده بود که اکد اصلاحاتے[52] باید بمحل اجرار برسد آلت اجرائش بایستی خود مردم باشند و لهذا بانهایت شوق و ذوق بجمع آوری اعانه اقدام کرد در کمتر از دو سال بحد کفایت وجوهاتے تحصیل نمود که بتاسیس آن اساس مقدرت پیدا کنند و در ۱۸۶۲ء مطابق ۱۲۹۳ هجری سر سید احمد خان از خدمات دولتے کناره جسته و شخصاً مراقب ترتیبات دار العلوم گردید و مسکن خود را در علیگڑھ

---

[51] وجهۂ خاطر - مقصود - مطمح نظر -

[52] اکد اصلاحات - نہایت ضروری اصلاحیں -

معین کرد سرجان[۵۱] اسٹراچی نائب الحکومت اضلاع متحدۂ ہندوستان زمینے کہ برائے عمارت دارالعلوم لازم بود تحصیل کرد وجناب مستطاب اجل ارل نارط بروک[۵۲] نائب السلطنت ہندوستان دربیش رفت این امر بسے بذل التفات نمودہ و قرار بود کہ خودش بنفسہ حاضر شدہ سنگ[۵۳] شالودہ آں اساس خیر را بگذارد ولے چیزے طول نکشید کہ از عہدۂ فرمان فرمائی استعفا داد اما نخستین اعانۂ عمدہ را کہ عبارت از دہ ہزار روپیہ معادل[۵۴] سی وپنج ہزار قرانے بود اعطاء نمود و در تاریخ ۸ جنوری ۱۸۷۷ء مطابق ۲۲ ذیحجہ ۱۲۹۳ ہجری جناب مستطاب لارد لیطون[۵۵] فرمانفرما ونائب السلطنت جدیدہ ہندوستان بعلیگدھ آمدہ سنگ شالودہ دار العلوم را بدست خود نہاد وچندے طول نکشید کہ ادارۂ عزبودہ ترقیات عمدہ حاصل نمود واکنوں ہزار وکسرے طلاب شب و روز دراں اقامت دارند و در خانۂ بزرگ کہ

---

۵۱ سرجان اسٹراچی۔ Sir John Strachey.

۵۲ ارل نارط بروک۔ Lord Earl Northbrook.

۵۳ سنگ شالودہ۔ سنگ بنیاد۔

۵۴ معادل۔ برابر۔ ہم قیمت۔

۵۵ لارد لیطون۔ Lord Lytton.

برائے اقامت شاگرداں معین شدہ بداں تعلق وارد بہاں اندازہ کہ در تہذیب اخلاق طلّاب بذل مساعی می فرمود بتحصیلات ایشاں نیز توجّہ کردہ وحتّٰی درمادّہٴ بازی ہم بے اندازہ مراقبت[۱۵] می کرد از زمانے کہ لارد لیطون شالودہ آں اساس گذارد باوجودیکہ از ہیئت کہنہ پرستاں ہرگونہ مخالفت و خدمت مشہود می شد مع ذٰلک ہموارہ بہ ترقیات روز افزوں وبیش رفت گوناگوں نایل میشد ہرکس درفضائے آں بنائے عالی داخل شود از مراتب عظمت واہمیت آں دائرہ خیریّہ بخوبی ملتفت ومسبوق می شود ولے ایں را باید دانست کہ ایں اساس بزرگ نتیجہٴ زحمات بیست وپنجسالہ سر سید احمد خاں بود ودرظرف آں مدت غالبا در طول وعرض مملکت مسافرت کردہ ہمکیشان خود را ملاقات وآنہارا باعطاء اعانہ در ترویج ایں امر خیر دعوت می نمود وتمام مخارج وامدہ را از کیسہ فتوت خود دادہ واز متاعب وزحمات مسافرت ابداً نفرت وشکایت نداشت مطلبے کہ خیلے باعث جلب قلوب شد ایں بود کہ ہندویان وفارسیان نیز بدخول آں دارالعلوم ماذون[۵۲] شدند وہماں نوع مراقبتے کہ درحق نونہالان مسلماناں مرعی می شد دربارہ ایشاں ملحوظ می گشت وقتیکہ جناب لارد لیطون

---

[۱۵] مراقبت ۔ نگرانی ۔

[۵۲] ماذون ۔ اجازت دادہ شدہ ۔

در ۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۹۳ ہجری مہمان سر سید احمد بود خیلے از مراتب فہم ودانش وے در شگفت شده اورا بعضویت[51] انجمن[52] مقننۂ شاہنشاہی معیّن فرمود - سر سید احمد ایں فرصت را خیلے ذی قیمت شمرده و در مدتے کہ بعضویت آں انجمن مامور بود حتی المقدور ساعی می شد کہ قوانین مفیده صادر گردد - در ۱۸۸۲ء مطابق ۱۲۹۹ ہجری کمیسیون[53] مخصوصی تعیین شد کہ بہ اضلاع مختلفہ ہندوستان مسافرت کرده در امور معارف آں ساحات تدقیق وتحقیق شایان معمول و نتیجۂ مشہودات خود را بحکومت جلیلۂ ہندوستان اخبار نماید وچوں قدر وقیمت آرار سید بر جناب نایب السلطنت معلوم بود اورا نیز یکے از اعضار کمیسیون ساختند امّا ہنوز بیک ضلع ہندوستان نرسیده بود کہ از علیگڈھ خبر باو رسید کہ امور مالیۂ دار العلوم آنجا مختل شده لہذا از عضویت استعفا داده و بہ علیگڈھ رو سپار شد واز طرف فرمان فرمائے ہند رتبۂ عضویت آں کمیسیون بہ پسر والاگہرش جناب سید محمود مفوض گردید در اوائل ۱۸۸۴ء مطابق ۱۳۰۲ ہجری مسافرتے بہ پنجاب کرد کہ وجوہاتے برائے تشیید

---

[51] عضویت - ممبری -
[52] انجمن مقننہ - لیجسلیٹو کونسل -
[53] کمیسیون - کمیشن -

بنائے مدرسۃ العلوم فراہم آوردہ و در ضمن آن مسافرت بہ ہر جا کہ میر سید از طرف اہالی کمال توقیر و احترام نسبت بوے مرعی و نطقہای غرا کہ حاوی از تشکرات عمومی بود در پذیرائی مقدمش اظہار میگشت و در یکے ازان بلاد بجواب نطق عمومی خطابہ بسیار غرائے داد کہ شطرے ازاں برائے استحضار خواندگان درج می شود فرماید" ما یعنی ہندویان و مسلمانان باید ہر دو از دل و جان ساعی شدہ خود مانرا متحد و متفق بسازیم زیرا کہ فقط در سایۂ اتفاق می توانیم خود را تقویت و نگاہداری کنیم والا اثراتے کہ از دوئیت حاصل میشود ہر دو فرقہ را ضایع خواہنمود" در این جا صدائے احسنت احسنت بلند شد" البتہ در کتب تاریخ قدیمہ و روایات سالفہ دیدہ اید و حتی حالا ہم می بینیم کہ جمیع مردمانے کہ ساکن یک مملکت ہستند باسم یک ملت خطاب می شوند مثلاً طوائف مختلفہ افغانستان باسم یک ملت خواندہ می شوند و شعب و قبائل متفرقہ کہ ساکن ایران ہستند یک ملت نامیدہ می شوند و سائر قاطنین اکناف دیگر ہم ولو[۵۱] اینکہ مرکب از عشائر[۵۲] و قبایل متعددہ

---

۵۱ ولو اینکہ - اگرچہ -
۵۲ عشائر - کنبے - قبیلے -

غیر مؤتلفہ[۵۱] باشند یک ملت تصور می شوند و بنابر این از زمان باستان اہالی یک مملکت باوجودیکہ از حیث خصائل و عوائد و رسوم تفاوت داشتہ باشند یک ملت خواندہ می شوند حالا اے برادران ہندو و مسلمانان من آیا شما با جائے غیر از ہندوستان مسکن دارید۔ آیا ہمہ دریک کشور مقیم و ساکن نیستند آیا شمارا دریک محل مدفون نمی کنند و نمی سوزانند۔ آیا دریک طریق باہمدیگر مشی نکردہ و درہماں سرزمین تربیت نمی کنید۔ متذکر باشید[۵۲] کہ کلمہ ہندو و مسلمان فقط برائے تشخیص مذہب شما است وگرنہ تمام مردم خواہ ہندو خواہ مسلمان وحتی عیسویانے کہ در این مملکت زیست می کنند ہمگی درایں مورد متعلق بیک ملت می باشند" احسنت احسنت" وچوں جمیع شعبہ مختلفہ باید فقط بیک ملت تعبیر و توصیف شود ہمہ بایستی درخیر و رفاہ مملکت کہ مربوط بعموم می باشد متفق و یک رنگ باشند"

کنگرۂ معارف اسلامی[۵۳] نیز کہ در ۱۸۸۶ء مطابق ۱۳۰۴ھ ہجری تاسیس نمود

---

۵۱ غیر مؤتلفہ۔ اجنبی۔ نامانوس۔

۵۲ متذکر باشید۔ یاد رکھو۔

۵۳ کنگرۂ معارف اسلامی۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس۔

یکی از اعمال عمدۂ سر سید احمد خاں بود که در تنویر افکار مسلمانان هندوستان اثرات مهمه بخشید مسلک کنگرۂ مزبور چنانکه جناب سید اشتهار داد این بود که هر ساله مجلسی مرکب از نخبۂ[۱] مسلمانان هندوستان منعقد و فقط در مواد راجعہ بتربیت مسلمانان تعاطی افکار شود و این کنگره فواید عظیمه بهیئت جامعه مسلمانان رسانید چراکه هروقت که جلسۂ آں تشکیل می یافت تغییرے که بیشتر بحال مسلمانان نافع بود حادث میگردید۔ در سنه ۱۸۸۶ع جناب لارڈ[۲] ریپن فرمانفرمائے هندوستان اورا بعضویت کمیشن - پبلک سروس خدمت عمومی۔ منتخب نمود و از جناب سید خدمات فائقه در آں کمیشن صادر گردید در سنه ۱۸۸۷ع مطابق سنه ۱۳۰۵ هجری بود که جناب سید نسبت به کنگرۂ[۳] ملی هندوستان بنائے مخالفت و ضدیت نهاد - جناب نواب مشتاق حسین رئیس کل مدرسة العلوم علیگده در این باب بیانے کافی فرموده که بذکرش مبادرت می کنیم :-

سر سید احمد خاں تا سه سال حرکات کنگره را مراقبت کرد و لے همیں که مشاهده نمود که آں دائره از حیث مطالب خود چنداں طریق اعتدال نمی پوید

---

۱. نخبه - شرفاء -

۲. لارڈ ریپن - Lord Ripon

۳. کنگرۂ ملی هندوستان - انڈین نیشنل کانگرس Indian National Congress.

غیر مؤتلفہ[51] باشند یک ملّت تصوّر می شوند و بنابر این از زمان باستان اہالی یک مملکت باوجودیکہ از حیث خصائل و عوائد و رسوم تفاوت داشتہ باشند یک ملّت خواندہ می شوند حالا اے برادران ہندو و مسلمانان من آیا شما جائے غیر از ہندوستان مسکن دارید - آیا ہمہ دریک کشور مقیم و ساکن نیستند آیا شمارا دریک محل مدفون نمی کنند و نمی سوزانند - آیا دریک طریق باہدیگر مشی نکردہ و درہمان سرزمین تربیت نمی کنید - متذکر باشید[52] کہ کلمۂ ہندو و مسلمان فقط برائے تشخیص مذہب شما است وگرنہ تمام مردم خواہ ہندو خواہ مسلمان وحتیٰ عیسویانی کہ دراین مملکت زیست می کنند ہمگی و در این مورد متعلق بیک ملّت می باشند" احسنت احسنت" و چون جمیع شعبہ مختلفہ باید فقط بیک ملّت تعبیر و توصیف شود ہمہ بایستی در خیر و رفاہ مملکت کہ مربوط بعموم می باشد متفق و یک رنگ باشند"

کنگرۂ[53] معارف اسلامی نیز کہ در سنہ ۱۸۸۶ء مطابق سنہ ۱۳۰۳ ہجری تاسیس نمود

---

[51] غیر مؤتلفہ - اجنبی - نامانوس -

[52] متذکر باشید - یاد رکھو -

[53] کنگرۂ معارف اسلامی - مسلم ایجوکیشنل کانفرنس -

یکے از اعمال عمدۂ سر سید احمد خاں بود کہ در تنویر افکار مسلمانان ہندوستان اثرات مہمہ بخشید مسلک کنگرۂ مزبور چنانکہ جناب سید اشتہار داد این بود کہ ہر سالہ مجلسے مرکب از نخبۂ[۵۱] مسلمانان ہندوستان منعقد و فقط در مواد راجعہ بتربیت مسلمانان تعاطی افکار شود و این کنگرہ فواید عظیمہ بہیئت جامعہ مسلمانان رسانید چراکہ ہروقت کہ جلسۂ آں تشکیل می یافت تغییرے کہ بیشتر بحال مسلمانان نافع بود حادث میگردید۔ در سنہ ۱۸۸۶ء جناب لارڈ[۵۲] رپن فرمانفرمائے ہندوستان اورا بعضویت کمیشن۔ پبلک سروس خدمت عمومی۔ منتخب نمود و از جناب سید خدمات فائقہ در آں کمیشن صادر گردید در سنہ ۱۸۸۷ء مطابق سنہ ۱۳۰۵ ہجری بود کہ جناب سید نسبت بہ کنگرۂ[۵۳] ملی ہندوستان بنائے مخالفت و ضدیت نہاد۔ جناب نواب مشتاق حسین رئیس کل مدرسۃ العلوم علیگڈھ در این باب بیانے کافی فرمودہ کہ بذکرش مبادرت می کنیم :-

سر سید احمد خاں تا سہ سال حرکات کنگرہ را مراقبت کرد ولے ہمیں کہ مشاہدہ نمود کہ آں دائرہ از حیث مطالب خود چنداں طریق اعتدال نمی پوید

---

۵۱ نخبہ۔ شرفاء۔

۵۲ لارڈ رپن۔ Lord Ripon

۵۳ کنگرہ ملی ہندوستان۔ انڈین نیشنل کانگرس Indian National Congress.

و فوائد سائر طوایف را در نظر نیاوردہ مسلک خود را نسبت بدولت چنداں
مقرون باحترام و توقیر نمی سازد آں وقت لازم دانست کہ ہمکیشان خود را
اخطار نماید کہ اشتراک ایشاں درہیجانے کہ مقصود و مطلوب کنگرۂ مزبور
است بکلّی مخالف با مصالح خودشان است و ہنگامے کہ مشاہدہ کرد
ہندویان اصرار دارند جلسہ ہاے کنگرہ را در مدراس منعقد ساختہ و
مسلماناں را باشتراک آں دعوت نمایند و ہرکس از مسلمین کہ بعضویت آں
دایرہ داخل شدہ ویرا رئیس و سرکردۂ مسلمین میخواندند آں وقت جناب
سید فوراً جلسۂ ثانوی کنگرۂ معارف اسلامی را در لکھنؤ انعقاد کردہ
و خطابۂ[۱] مفصّل مہتے داد کہ مسلک آتیۂ مسلماناں را نسبت بکنگرۂ ملّی
معلوم و معیّن ساخت و از آں وقت بجز یک دو نفر ہیچ یک از اعاظم
مسلماناں در کنگرہ داخل نشدند و حتّی بعضے از ہمکیشان سید کہ در
سائر امور کمال معاندت باوے داشتند در امور سیاسی از آرار ثاقبۂ او
متابعت و از کنگرۂ ملّی مفارقت نمودند۔

در ۱۸۸۹ء مطابق ۱۳۰۷ ہجری بلقب و نشان ۔ کے۔ سی۔ ای
آی۔ درجۂ اعلاے نجم الہند کہ ترجمہ تحت اللفظی آں سردار اعظم
نجم الہند است نایل آمد۔ جناب سید را ہموارہ عقیدہ بر ایں بود کہ

---

[۱] خطابہ ۔ ایڈریس ۔ لکچر ۔

مسلمانان از فرط جہالت امور اجتماعی و سیاسی را با مذہب مخلوط ساختہ
میان آنہا تفاوت و فرقے نمیگذارند و با نہایت قوۃ قلب ساعی بود کہ
بعضے رسوم مضرّہ کہ مایۂ افتراق مسلمانان از ارہ پائیان شدہ مرتفع
سازد در ۱۸۶۶ء مطابق ۱۲۸۳ ہجری استفتاءے از یک نفر مولوی
باو رسید کہ آیا براے مسلمان جائز است کہ باشخص فرنگی غذا بخورد در
صورتے کہ خوراک حرامی درمیان نباشد۔ جناب سیّد جواب قبول
داد و بتقویت اظہار خود بعضے آیات و روایات را نقل فرمود و بعد از
چندے رسالۂ مختصرے در آں باب نوشت و خودش ہم در محافل
انگلیسان داخل می شد ایشان نیز از خوان او غذا میخوردند و او ہم با آنہا
صرف طعام می فرمود بشرط اینکہ مشروبات و ماکولاتے کہ در شریعت اسلام
حرام باشد نیاورند این رفتار وے موجب غیظ فرقۂ علما شدہ وے را
تکفیر کردند و قاصد مخصوصے بمکۂ معظّم فرستادند کہ فتواے کفرش را
از انجا بیاورد۔ در دہر یکے چون من و آں ہم کافرے پس در ہمہ دہر یک
مسلماں نبود۔ جناب سید خیلے مایل بود کہ نسوان مسلمہ تربیت بیابند
ولے قایل برایں بود کہ باید تدریس ایشان در پس پردۂ حجاب باشد۔
الغرض در قرن نوزدہم میلادے جناب سید یگانہ قاید سیاسی
مسلمین بود و از حیث تہذیب اخلاق و نفوذش بر ہمکیشان و قوت قلبی

داشت وحید عصر و فرید دہر بود - آں وجود محترم دارائے ہمتے عالی بود و ہمتے متعالی بنہایت وطن خواہی ممتاز بود و از حیث قوۂ عقلانی مثال وانباز - جنابش صاحب اطوار حمیدہ بود و حاوی خصال پسندیدہ - بے شبہ بزرگترین اعمالش ہماں مدرسۃ العلوم علیگڈھ است بہترین معرف حسیات تربیت آیاتش نمی باشد در تمام مملکت ہندوستان وجوہ مسلمانان او را درۃ التاج معارف و بزرگ ترین مجمع عوارف می دانستند - بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء ایں جہان فانی را وداع گفتہ روح پاکش بشاخسار جناں پرواز نمود - حشرہ اللہ مع اجدادہ الطاہرین -

---

انتخاب

دام گستران یا انتقام خواهان مزدک

تصنیف صنعتی زاده کرمانی

ایلچی از عربستان

چندیست که وقایع عالم کسب اهمیت نموده و در نوع بشر انقلابی مهم و اوضاع غریبی روی داده بهر مملکت و بهر شهری قاصدانی مخصوص که حامل دعوت نامه اسلام از جانب مسلمانان است ره سپارند و هر یک ازین قاصدها مامور مملکتی می باشند که باید آن دعوت نامه را بهر یک ازان سلاطین ابلاغ دارند که

من جمله یکے ازاں نامه ہا از مدینه بسوے یزدجرد فرستاده شده بود که او و رعیان را بمذہب اسلام دعوت نموده بودند و چوں آں قاصد بشهر مدائن رسیده بود بلا لمحۂ توقف یکسر بقصر سلطنتی که سابقاً ذکرش بمیاں آمد رواں گشت۔

و چنانچه در امروز نظرے بعمارت سلطنتی بیندازیم مجلس شاه را ہمچناں سابق آراسته دیده از دانشمنداں و دستوران می بینیم که بر سیدگی امور رعایا و اصلاح لشکریاں مشغول‌اند و بہماں نوعے که حالت شاه سابقاً سخت پژمرده و متوحش نمایاں بود در امروز ہم ہماں نوع گرفته خاطر و پریشاں احوال و اندوہگیں بنظر می آمد و گویا دیراں روز منتظر خبرے بود که دائماً نظر خود را بدرب عمارت دوخته و انتظار خبرے را می کشید درایں ہنگام پرده دار فریاد زد ایلچی از عربستان بحضور رسیده۔ استماع ایں خبر بنوعی بر شاه اثر نموده که اگر صاعقه بوجود لطیفش نازل می گشت ہرآئینه بہتر ازیں خبر بود صورت شاه قرمز گشت و در اعضاء و جوارح او حرکاتے غیر عادی دست داد ولیں از اندکے ایلچی عرب اذن دخول گرفته و قدم بدروں قصر گذارد و آزادانه بسمت عمارت شتافت و از ابنیه جبهت آور و بناہائے شگفت انگیز تردیدے بخود راه نداده و بعجله از

اطاقہائے منقش کہارے کہ بفرشہائے زیبا زینت یافتہ بود گزشت تا اینکہ رسید بمحلے کہ دراں جا پردہ دار بود از قراولان شاہی ایلچی بآناں ہم اعتنائے نکردہ و شخصاً[۱] پردہ مروارید دوز عمارت شاہی را پس کردہ داخل آں عمارت گشت و در وسط آں عمارت ایستادہ اطراف خود را بنظر حقارت آمیز نگریستہ و شاہ را درمیان آں ہمہ دانشوران و دستوران بشناخت زیرا کہ تخت شاہ نسبت بہ سایر کرسی ہا بلندتر و نمایاں بود و یکسرہ بجانب تخت شاہ برفت اما شاہ کہ از تماشائے آں ہیولای غریب قدرے آرام گرفتہ بودہ از ملاحظہ حرکات و رفتار وحشیانہ آں مرد عرب نسبت بخودش بشدت غضبناک شدہ و چشمانش نزدیک بود از حدقہ خارج گردد و تعجب داشت کہ ایں مرد وحشی تاچہ اندازہ بیابانی و بے ادب است گویا در سرشت آناں اثرے از آداب آدمیت و انسانیت خلق نشدہ و چیزے کہ زیادہ برتعجب شاہ افزودہ لباسہائے آں ایلچی بود کہ فقط تمام بدنش را بیک عبائے ضخیم پشم سیاہی پوشانیدہ بود و رشتہ زرد رنگ از پشم شتران بر کمر بستہ و پارچہ سفیدے بر دور سر خویش لفافے مخصوص پیچیدہ بود چشمانش از شدت حرارت و سختی سفر از حدقہ نزدیک بود

---

[۱] شخصاً - اپنے آپ - خود -

خارج گردد و رنگ بدنش سیاه و از شدت زحمت و سختی که دراین مسافرت برخود روا داشته بود کف پاهایش پر از آبله و مجروح گشته بود همین که آں مرد نزدیک به تخت شاه رسید لوله[۵۱] پوستی را که بشمع گرفته بود بشاه تقدیم نمود و سپس در کنار تخت شاه بنشست وزیران دانشمندان از جسارت و جرأت آں مرد زیاده غضبناک شده و ابراز[۵۲] مطلب را بران مرد عرب در حضور شاه بسے مشکل میدیدند۔

شاه لوله را بکشود و خط آں نامه را عربی دید سپس مترجم مخصوصی را حاضر کرده و آں نامه را باسلوب فارسی ترجمه نمود :۔

"از خلیفه خدا بسوئے سلطان عجم یزدجرد سلام برکسے باد که طریق ہدایت و راه راست باشد و گواهی دہد که خدا یکے است و شریک ندارد و محمد ابن عبداللہ که درود خدا بروح پاک او باد فرستاده اوست اے سلطان عجم میخواہم ترا بکلمه لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ و بمذہب اسلام چنانچه تکلیف نموده رسول خدا اجداد ترا و نشنیدند و بآتش دوزخ گرفتار خواهند شد و تو اے یزدجرد بدان که ہرکس بمذہب اسلام درآید در روز جزا خدایش در مینو جائے دہد و آنکه کافر شد در دوزخ

[۵۱] لوله پوستی - چمڑے کی نلکی۔

[۵۲] ابراز - اظہار

اگر تصور می نمائی که عرب را آں قدرت و تسلطے که با عجم جدال نمایند نیست بتو خبر دہم که مسلمانان اکثر ممالک دنیا را در تحت لوائے مذہب اسلام در آوردہ و اکثر آنان مسلمانند پس ایں نامہ را خلیفہ رسول خدا عمر بسوئے تو می نویسد که اسلام را بپذیر ورنہ قدرت مسلمانان ممالک تو را چوں تومار بہم پیچند۔

ہنگامے که شاہ از مطالب آں نامہ مسبوق[۵] گشت دقیقہ سر را بزیر انداختہ و بمترجم خطاب فرمودہ از ایں مرد بپرس آیا ہمیں عمر است که می گوید من پیغمبر خدا می باشم ایلچی در پاسخ گفت ابدا زیرا که پیغمبر محمد بن عبداللہ بہ تنہائی در ۱۳ سال قبل اظہار نبوت فرمود شاہ که تا آں ساعت گماں داشت که پیغمبر بسوئے او ایلچی فرستادہ و دانست ایں دیگرے ست که باں اندازہ اظہار جلالت نمودہ و بالآخرہ پیغمبر و خلیفہ و دو نفر ند پرسید پس چرا محمد بن عبداللہ بسوئے من نامہ نہ نوشت ایلچی پاسخ داد پیغمبر رحلت فرمود والحال جانشین پیغمبر عمر بن خطاب است بناگاہ بخاطر یزدجرد آمد که سابق براں در ایام جدش خسرو پرویز چنیں نامہ بسوئے او نوشتہ اند و البتہ باید در کتابخانہ موجود باشد پس بمترجم فرمود بدیں مرد خبر دہ

---

۵ مسبوق ۔ واقف ۔

که جواب نامهٔ عمر را موکول بفردا گذارد[1] و خود شاه برخواسته و
بمذاکرات خاتمه داده شد و با صدر اعظم خود که موسوم به (ایاد) بود
مجدداً بسوی کتابخانه شتافتند و هر دو داخل کتابخانه شدند و
بنا بدستور العمل شاه ایاد بسته پوستی را که در جوف کیسه‌ای گذارده
شده بود در جلو شاه گذارده و بندهائی روی آن را گشود تا
آنکه نامه رسول خدا را یافتند و شاه آن نامه را گرفته و نظری از
روی جمله بر آن خطوط افگندند و دفتر دیگری را که ایاد در وسط
آن اوراق یافته بود تقدیم شاه نمود خطوط این دفتر بزبان پهلوی
نوشته بود و همین که شاه بدقت در عبارات و مطالب عمده نظر نمود
دانست که آن رساله را شاهنشاه ایران کسری تصنیف نموده
و مطالب آن بسی عمده و قابل توجه است خسرو پرویز می‌نویسد ای
کسی که کیان را حکمرانی میکنی بدانکه بواسطه عظمت و قدرتی که
من در عالم داشته و از تمام امورات و تقدیرات آسمانی درس
گرفته ام تجلی داشته و میدانم که از روز خلقت زمین و آسمان همه
وقت ممالک ایران پس از قرنی آباد پس از دستی ویران گردیده
پس در آن ساعتی که ممالک خود را عظیم ترین ممالک میدانستم زیاده

---

[1] موکول بفردا گذارد۔ کل کے لئے ملتوی کر دے۔ کل پر موقوف رکھے۔

تأسف داشتم برایں کہ مبادا روزے پیش آید کہ ایں مملکتے کہ اجداد ما بخون جگر در حیطہ تصرف خود درآوردہ و تا بایں اندازہ در آبادیش کوشیدہ اند دستخوش قضا و قدر گشتہ و پایۂ تخت من مداین ویران و نتیجۂ زحمات جہانگیری کیخسرو پایمال و ساکنانش دربدر و مداین مسکن حیوانات وحشی و سبع و درندہ گردد پس آنچہ تفکر در نجات ازیں تقدیرات داشتم در نظر آوردہ تا اینکہ بالآخرہ خیالم بہ ایں گواہ داد کہ اگر دوام و بقاے استقلال مملکت خود را تا ابد الدہر خواہان باشم باید دستگیری از سلاطین افتادہ نمایم کہ آنان ہم در عوض روزے تلافی مافات را بنمایند در عہد سلطنت خود حتی الامکان ازیں مقصد از سعی و کوشش چیزے فرو گذار ننمودم و ہر وقت یکے از سلاطین نسبت بہ دیگرے ظلم می نمود درصدد مدافع از آں برآمدہ و رفع ظلم می نمودم۔

و از آں جائیکہ اکثر از دانشمندان و منجمان عصر ہیں کہ آنہا را مردان عظیم الشان میدانم بواسطہ خوابہا و اثراتے کہ در کواکب از آیندہ ایران درک نمودہ بودند در ایں کہ مردے بزرگ از عربستان ظہور نماید و اقتدار مہم در عالم بہم زدہ و نصف عالم را در تحت نفوذ خود در می آورد مسبوق گردیدیم ناچار گردیدیم کہ بتوسط ایلچیان خود با

ساکنان آن ممالک طرح موافقت ریختہ باشم ولے بعد دانستم
ساکنان آن ممالک منحصر بطوائفی وحشی وکم تجربہ وبے علم می باشند و
تمام سکنہ آن بلاد بیشتر از یکے از شہرہائے عجم باج گذار ندارد و
چندان سزاوار برائے من نبود کہ در انظار ملت چنان عقد اتفاقی
ناشایست را با اعراب محکم سازم بہر جہت بتوسط منجمان دانستم
کہ پس از من چہاردہ نفر از اولادانم سلطنت نمودہ و استقلال مملکت
ایران را عہدہ دارند و این خود روزگارے طولانی است۔

شاہ کہ تا آن ساعت یکے فکر وخیال خود را در سر مطالعہ آن
مطالب باختہ بود گفتار پیرامن منجم خود را بنظر آوردہ در دل براو
آفرین گفت اما در نزد خود یکے بیکے سلاطین گذشتہ را بشمرد ہمیں کہ
بہ چہاردہ ہمیں رسید بدنش بلرزہ آمدہ و بر حال خود بسے تأسف
خوردہ و از اثر غم و الم دفتر وصیت نامہ جد خویش را در دست
گرفتہ و بلا ارادہ از در کتاب خانہ خارج گشت و متحیرانہ در
خیابانہائے قصر قدم می زد و خودگوئی[1] نمودہ و آہ ہائے پیاپے در پے
می کشید۔

در ہنگامے کہ شاہ بلا ارادہ در خیابانہائے قصر قدم می زد

---

[1] خودگوئی نمودن۔ آپ ہی آپ باتیں کرنا۔

بپائے درخت تنومندے کہ در کنار نہرے چوں مروارید از آبشارے مصنوعی جاری بود و آں محوطہ را شاخہاے آں درخت احاطہ نمودہ و در موقعے کہ آفتاب غروب می نمود آں محل را تاریکی از ایں جہت می افزود. و حالتے طبیعت را میرساند برسید خواست دقیقہ را در آں محل خالی از اغیار و آرمیدہ حالت خود و مملکت را در نظر آورد شاید بقوہ فکر و خیال بتواند از بدبختی ہاے غیر متصورے کہ مملکت و سلطنت اورا تہدید می نمایند جلوگیری کند۔

پس دو دست را در جلو خود نگاہ داشتہ و علفہا و گلہائے خودروئی کہ از لب نہر روئیدہ بود از دو طرف عقب نمودہ و درمیان آں علفہا بنوعے کہ اگر عابرے[۵۱] از آں سمت میگذشت شاہ را نمیدید قرار گرفت و مانند مغروقالے کہ در دریائے طوفانی کشتی آناں دو چار امواج تہدید آمیز طوفانی می شود در افکار نمود دست و پا میزد۔

در آں ساعت آفتاب غروب می نمود و عالم را از نور لایزالی مبدل بسیاہی و شقاوت می نمود و قورباغگالے[۵۲] کہ بر لب آں نہر

---

[۵۱] عابر۔ راہ رو۔ گزرنے والا۔

[۵۲] قرباغہ اور قرباقہ۔ مینڈک۔

سشناوری می نمودند فضاے آں ورطہ آرام را بصداے نق نق
حزن آور خود مبدل بحزن و اندوہ نمودہ و بردل شاہ مؤثر میشود۔

شب و سیاہ پوشان

در این اثنا کہ شاہ در نزدیک این نہر مانند دیوانگاں کہ نخیالہاے ناقص و بالآخرہ ہرچہ فکر می نمایند خیال شاں بجاے نمی رسد مشغول فکر است۔ جوانے بلند قد با جبہہ کشادہ و قدے معتدل بہ تعجیل از وسط درختاں و خیابانہا بدین سمت می آمد فکر شاہ را آشفتہ و بخود جلب نمود این جوان کہ گویا چند شب پیادہ خواب و راحت ننمودہ و بہمین واسطہ رنگ گلناریش الحال مبدل بزعفرانی و کم اشتہائی او در غذا سبب ضعف بنیہ[1] و چشمانش از بیدار خوابی قرمز[2] شدہ بکنار آں درخت برسید و بواسطہ خستگی پشت را بکندہ درخت دادہ و گویا از براے مطلبے مہم ہر دقیقہ و ساعتے باطراف خود می نگرید۔

فاصلہ مابین این جوان و شاہ تقریباً بیست قدم بیشتر نیست

---

[1] بنیہ ۔ جسم۔
[2] قرمز ۔ سرخ۔

بنوعے کہ شاہ تمام حرکات ایں جواں را بدقت ملاحظہ می فرمود و
ایں جوان اصلاً از اینکہ شاہ دراں نزدیکی حرکات اورا می بیند
بے اطلاع و بےخبر بود ولے گمان شاہ ایں بود کہ ولی عہد
بواسطہ پیش آمدہائے کہ امروز مملکت عجم را تہدید بنماید چوں خویش
ایں حالت آشفتگی و سرگردانی را پیدا نمودہ و مصمم گردید کہ از
وسط علفہا خارج گشتہ و بکمک اولاد یا ولیعہد خود از برائے
آئندہ مملکت متفقاً راہ علاج و چارہ جویند و بجنبش اینکہ خواست
تصمیم خود را مجری دارد سپاہی آدمی را دید کہ بداں سمت
میآید ازیں پیش آمد زیادہ غضبناک گردید زیراکہ ایں باعث
میگشت براینکہ تصمیم[۱] شاہ عقیم[۲] ماند و آں وقت گرانبہائے کہ
دست طبیعت از برائے آں پدر و پسر تہیہ نمودہ بود بہدر[۳] برود۔
پس از لحظہ شاہ دانست کہ آئندہ ایاد صدر اعظم اوست وچوں
ولیعہد اورا دید حرکتے غیر ارادہ مثل اینکہ بے انتظار اورا کشیدہ
است نمود و پس ازاں کہ بیک دیگر آفریں گفتند ولی عہد دست

۱؎ تصمیم۔ ارادہ۔
۲؎ عقیم ماند۔ بیکار رہ جانا۔ پورا نہ ہوسکے۔ عقیم و عقیمہ بانجھ عورت کو کہتے ہیں جسکے اولاد نہ ہوتی ہو۔
۳؎ بہدر رفتن۔ برباد ہو جانا۔

خود را محاذی[51] گوش خود بردہ و بآرامی گفت[52] آہ ایاد خیلے از موقع معین کہ وعدہ گذاردہ بودید دور مراقرین تشکر فرمودید نمیدانم مسبوق نبودید کہ نزدیک است دیوانہ گردم ایاد تبسمے نمودہ و گفت اگر شما بجائے من بودید یک ساعت دیگر ہم نمی توانستید در این محل حاضر گردید زیرا کہ من بایستی الساعہ[53] حضور شاہ باشم ولیعہد گفت شاہ را کجا گذاردہ اید - ایاد پاسخ داد چند روز است حالت شاہ شبیہہ بمجنوں شدہ با کسے تکلم نمی فرماید ہیچ یک از بزرگان کہ ہمہ وقت مورد عطایا و توجہات آں اعلیحضرت واقع شدہ اند عطف توجہے نمی کند وچناں ازیں وحشیاں بیاباں گردکہ بجز اسمے باسمٰی از آنہا نیست بترس و ہراس گرفتار شدہ کہ گوئی قشون[54] سلم و تور[55] زند کہ باوسے در میادین[56] جنگ میخواہند روبرو

---

[51] محاذی - مقابل - برابر -
[52] بآرامی گفت - آہستہ سے کہا -
[53] الساعہ - اس وقت -
[54] قشون - لشکر -
[55] سلم وتور - فریدوں بادشاہ کے لڑکوں کے نام ہیں -
[56] میادین - جمع میدان -

شوند و انعکاس این مسئله بسا برین هم اثر نموده و بالآخره از برای
مملکت عاقبت وخیمی را تدارک می نماید بهرجهت در اینکه شما
سوال فرمودید که شاه کجا است متحیرم چه بگویم مشارٌ الیه
همچنان که سایه ایام بناگاه مفقود الاثر میانه الساعه هم مفقود و
تا بحال مانند سگی که عقب صاحبش بمکی شامه خود گردش نموده
بالآخره اورا پیدا نمی نماید در تمام خیابانها و عمارات قصر گردش
نموده و اثری ندیده ام ـ
ولیعهد مخصوصًا ترک این قبیل سوالات را نموده و گفت
ایاد میدانی که من چندان علاقه باین مملکت و تخت سلطنت ندارم
بلکه سلطنت من بآن روزیست که بامید خود نایل شده و خوش بخت
باشم شاه که بدقت این مذاکرات راگوش میداد از گفتار ولیعهد خود
تکانی سخت خورده و گوشها را از برای استماع بقیه سخنان هرمزان
حاضر و آماده تر نمود و شنید که ولیعهد بایاد میگوید صدر اعظم من
دوست دارم که بعد از این مرا باسم اصلیم صدا بزنید زیرا که
من نام خود را باین القاب بی مأخذ ترجیح میدهم فقط بگوئید
هرمز صدر اعظم تعظیمی نمود و سکوت نمود سپس هرمزان از گوشه و
کنار خلالهای اشجار و درختان تنومند قصر نظری بر افق انداخته و

باشاره دست گفت افق را ملاحظه بنمائید بواسطه پرتو ماه که
میخواهد عالم را روشن نماید نورانی گشته واین مطلب از برای
ما صدمه است بخصوص آنکه تا هوا تاریک است از قصر خارج
گردیده و وقت را تلف ننمائیم و باشاره مخصوصی بیکدیگر
که شاه هم از آن سبب اطلاع نیافت نمود بسمت یکی از درهای غیر رسمی[1]
قصر روان گشتند.

در این چند دقیقه خیالات و عقایدی که شاه درباره ولیعهد
خود داشت تغییرات کلی یافته و از سخنان و حرکات او و
صدر اعظم خود سخت بوحشت افتاد و بعد از دقیقه تامل پس از
چند دقیقه که آنان مسافتی کمی را بطوریکه بخوبی رویت نمی شدند
پیمودند شاه هم از وسط علفها بیرون آمده و چون جاسوسان از
عقب ولیعهد و صدر اعظم خود روان گشت تا آنکه از در قصر
خارج گشتند ماه از پشت کوههای خاکستری سر در آورده و به
اشجار درختان این قصر می تابید و ستارگان در آسمان صاف
لاجوردی برق برق زده و سکوت و آرامی که در این وقت در قصر
حکم فرما بود انسان را بخود جلب و تسخیر می ساخت ولی شاه

۱؎ غیر رسمی - جو عام طور پر استعمال میں نہ ہو۔

هیچ آن دو نفرے کہ بدیں منظر قشنگ و دلربا اہمیت ندادند توجہ نفرمودہ و بسمت غربی قصر کہ بعضی خرابہا نمایاں بود ہمہ جا از عقب آں دو نفر مواظبت نمودند و ہرسہ بجانب بخرابہا نزدیک می شدند و در روشنائی ماہ کہ بر عقب سر آناں افتادہ بود و آنہا بخوبی دیدہ می شدند کہ چوں بخرابہا نزدیک شدہ دو نفر سیاہ پوش نمایاں گشتند پس از لمحۂ ہر چہار نفر در پشت ستونہائے کہ علامات ویرانگی آں محل را گواہ بودند ناپدید شدند شاہ فرصت را از دست نداده وقت بیجا داده و چوں بہ نزدیک آں ویرانہ رسید حرکت سریع خود را مبدل بحرکتے آرام نمود زیرا کہ اگر ریگہا بہ تہ کفشش بصدا می آمد اسے لبا نمناک و خیالاتش بہدر میرفت و نہیں کہ داخل بداں خرابہا گشت دانست زحماتش و کوشش بیفائدہ بود زیرا کہ اثر قدمہائے سریع آں چہار نفر تا ستونہائے عمارتی کہ نصف از آنہا را ریگہائے کہ باد و طوفان آوردہ بود پوشانیدہ ولیں از آں اثرے مشاہدہ نمی گردید شاہ متحیر و مبہوت گاہے نظر بآسمان و گاہے باطراف و روئے زمیں نمودہ باخود فکر میکرد کہ در ایں محل چہ سریست - ایں نمایشات عجیب از کجا شروع شدہ باید در ہمیں محلے کہ ایہا

چهار نفر مفقود شده اند توقف نموده و بر این اسرار مطلع گردم -
یک ساعت شاه مانند مجسمه متحیر و مبهوت ایستاده و منتظر بود
بوسیلهٔ احساس حرکت یا رویت چیزے به تحقیقات خود خاتمه دهد -
در این اثنا احساس حرکت خفیف و استماع صداے ضعیفے که گوئی مرده
در قبر خود به تکلم آمده و صحبت میدارد مسموع گردید شاه بفوریت قدمی
عقب گذارده و گوش را بر زمین نهاد و از صداے همهمه که
دلالت بر این داشت در این محل نقبے است و مردانے چند
حضور بهم رسانیده اند بر تعجب و تحیر شاه افزوده گردید و اهمیت
آں محل باندازهٔ گشت که شاه تصمیم نمود که اگر تا صبح هم باید
دراں محل کشیک[۱] بکشد کشیده و بالاخره بداند در این محل
عجیب و غریب بدستیاری هرمزان و ایاد چه ترتیباتے تهیه
میگردد تا قریب بصبح شاه کشیک کشیده و انتظار موقع را می کشید
وگاہے از اوقات گوش را بر زمین گذارده و حرکات و صدا ہاے
ضعیفی که استماع می گشت بر استقامت و پای داریش میافزوده
ولے بواسطه آنکه اوایل خزاں بود و باد و نسیم خنکے میوزید و در
عوض شاه که مزاجش لطیف بود از این جهت صدمهٔ اورا دو چار

[۱] کشیک کشد - پهره دے - انتظار کرے -

گشته و نزدیک بود دست از شغلی که در ایں شب پیشه خود قرار داده بود بکشد و راحت گردد. بناگاه احساس حرکتے در کنار خود مشاهده نمود سپس بفوریت خود را بکنار تاریکی ستونے کشانیده و منتظر خارج شدن ایاد و هرمزان و سایر رفقائے آناں گشت بناگاه سنگے قریب چهار ذرع مربع که روے آں را از خاک و ریگها پوشانیده بودند بیک طرف حرکت نموده و سر نقب کشوده گشت و مردے بلند قد خشکیده اندام که طیلسانی[۵۱] سیاه سر و گردن او را پوشانیده بود از نقب قدم بخارج گذارده و بدقت اطراف را نگریسته و صفیرے[۵۲] مخصوص بزد که پس از لمحهٔ یکے یکے همچناں آنمرد سیاه پوشانی که طیلسانها پیشاں آنها را از شناسائی باز میداشت از نقب خارج گشته و بآنمرد تعظیم نموده و هر کدامے بسمتے از آبادیها منفرداً ره سپار می گشتند شاه همیں قدر از حرکات هرمزان که قدمهارا تند تند برمیداشت توانست اورا بشناسد بازنے که او هم چوں هرمزان طیلساں پوشید صحبت نموده و بسمت قصر همی رفتند و ایاد را شاه نتوانست درمیان آں جمعیت تمیز دهد۔ و همینکه

---

۵۱ طیلسان ۔ چادر ۔

۵۲ صفیر ۔ آواز سیٹی ۔

آں جمعیت در آں بیابان پراگندہ و اثرے از خود بجز یک نفر باقی
نگذاردند این یک نفر ہم بقوہ اہرم کہ این سنگ عظیم را حرکت
میداد سنگ را بجائے خود گذاردہ و بروی آں کلماتے مبہم نوشتہ
و از پے رفقایش روان گشت شاہ از دور بدقت آنہارا می نگریست
کہ پس از مقدارے راہ رفتن تبدیل لباس نمودہ و طیلسان ہا را
از تن درآوردہ و لباس خود را پوشیدند۔

شاہ نزدیک آں سنگ آمدہ و خطوط را بخواند کہ نوشتہ
شدہ بود (اولین روز فرودین ماہ) شاہ دانست مقصود از این
جملہ این ست کہ در روز اول ماہ آیندہ آنان دوہ مرتبہ آں محل
را مجتمع نمایند سپس مصمم گشت کہ آں سنگ را از جائے خود چون
آں مرد سیاہ پوشان حرکت دادہ و داخل نقب گردد چوبے را کہ
آں مرد در زیر خاکہا و ریگہا پنہان ساختہ بود درآوردہ و چون
آں مرد سیاہ پوش سنگ را اہرم نمودہ و سنگ بس از صدای
خفیفے از جائے خود حرکت نمودہ و یک ذرع عقب افتادہ شاہ
درون نقب را بس تاریک یافت چہ در موقعے کہ آں
سیاہ پوشان در آں نقب بودند البتہ باخود چراغے
داشتہ و تاریک نبودند لیکن شاہ دل را قوی ساختہ و

بعجلت از پلگان[۵۱] آں بزیر رفت اگرچہ در اول بسے مخوف و تاریک
بنظر میامد ولے متدرجاً شاہ بداں تاریکی عادت نمودہ واز پلہ ہا و
دہلیزہاے پُرپیچ و خمی بگذشت تاانکہ بمحلے رسید کہ گویا
دست قدرت اورا ساختہ و پرداختہ و البتہ آں محل سابقاً غارے
بزرگ بودہ کہ شبانان دراں منزل و ماوا گرفتہ بودند ولے
تعجب نمود کہ در اطراف ایں غار کرسیہاے زیادی گذاردہ شدہ
و در وسط آں غار سنگ صافے کہ بروبش شمشیرے باکتابے کہ
قطرش بکتاب اوستا[۵۲] میرسید و شیشہ بزرگے کہ پُر از استخوان ہاے
آدمیان بود گذاردہ شدہ وجود ایں اشیا برخوف و وحشت آں
غار میافزود شاہ نزدیک بداں سنگ آمدہ وکتاب را برداشتہ
و بہ نزدیک دہلیز نقب کہ طلیعہ صبح از آنجا بدیں غار تابیدہ بود بیامد
و سر کتاب را بگشود واز مشاہدہ اسمے کہ در صفحہ اول کتاب نوشتہ
شدہ بود اگر صاعقہ از آسمان بزمین نازل میگشت بہتر ازاں بود کہ
آں اسم را شاہ میدید زیرا کہ پس از لمحہ بیش چشمانش سیاہ گشتہ و
بروے یکے از کرسی ہا در افتاد و با زبانے لکنت دار فریاد زد

---

[۵۱] پلگان - جمع پلہ سیڑھی -
[۵۲] اوستا - آتش پرستوں کی کتاب ژند کی تفسیر -

دربش[۵۱] ایش غیرمرئی[۵۲] حتی ساکنان قصر ہم از وجود آں بے اطلاع باشند از برائے آسایش خود ترتیب داده وراحت و فارغ البال گردد و بدستیاری صدر اعظم سابق خود کہ پیرے سال خورده و در ہم شکستہ بود توانست چہار نفر برادر بنّا[۵۳] را ازبرائے انجام ایں امر کسیل دارد۔

و ایّامے کہ ایں بنّاہا بساختن ایں خوابگاه مشغولند از قصر بخارج نرفتہ و باکسے طرح مراوده نداشتہ باشند زیرا کہ شاه مایل نبوده کسے پے بساختن آں خوابگاه ببرد حتی شام و نہار بنّاہا را خود بآنہا میرساند۔

ایں چہار نفر برادر کہ از استادان معروف بنّار دراین بشمار می رفتند با شوقے وافر بدستور العمل شاه مشغول گشتہ و ہیچ عملے از حرکات خود از شاه پنہاں نمی گذاشتند بجز یک نفر آنہا کہ بخوردن سم از برائے ضعف بنیہ کہ حکما، اورا معالجہ نموده بودند و عادت داشت و آں را از شاه پنہاں میداشت چہ اگر شاه ایں حرکت را میدانست اورا از شغلش عزل می فرمود و ہمیں طورے کہ در امروز

---

۵۱ دربہ۔ دروازه۔ پھاٹک۔

۵۲ غیرمرئی۔ نظر نہ آنے والا۔

۵۳ بنّا۔ بنانے والا۔ معمار۔

هرکس گرفتار افیون باشد مورد تنفر واقع میگردد سابقاً چنیں آدابے برقرار بود) پس ناچار برادران ایں استاد و خودش که نسبت بسایرین ماهر تر درایں صنعت بود شاه را از آں مطلب مسبوق[۱] نساخته وشب و روز مشغول انجام خدمت خود بودند۔

بالآخره خوابگاه شاه بلورے که برعموم ساکنان قصرپوشیده ماند واگرکسے هم میخواست بگوید یک چنیں عمارتے در قصر سلطنتی موجود است مورد تمسخر و تکذیب واقع میگردید بدستیاری ایں برادران ساخته و پرداخته گشت و بعلاوه گنجینه و سردابه که شاه از برائے ذخیره نقدینه و جواهرات خود دستور داده بود بعجب تریں ترتیبے باتمام رسید ولے بنّاها از ساختن آں سردابه بے تعجب بودند۔

در آخریں روز اتمام آں بنا، عجیب بنّاها بایک دنیا امید و انتظاری ساعت و دقایق را می شمردند که شاه بداں خوابگاه وارد شده و هریک را بخلعت و انعامے گراں بها سرافراز نماید۔ حدس[۲] آنها بخطا نرفته و شاه چوں روزهاے گذشته بدوں مراعات عظمت و جلالت خود به تنهائی بداں خوابگاه وارد شده و سخنان تشکر آمیز که

---

[۱] مسبوق۔ آگاه۔ واقف۔

[۲] حدس۔ عقل۔ دانائی۔ مراد خیال و قیاس۔

یگانہ حربہ بزرگان ست بجانب آنہا پرتاب[51] نمود و بنا ہا متفقاً از برائے اینکہ سردابہ و بعضے خوردہ کاریہا را بشاہ ارائہ[52] دہند وارد سردابہ شدہ و مشغول نمایش زحمات و مشقات خود گردیدند چنانکہ کسے در این ساعت بدقت سیمای شاہ را می نگریست بے تعجب نمی ماند زیرا کہ جبہہ و سیمائے شاہ حالت سبعیت و درندگی غیر متصوری را برخود بستہ و چشمانش از حدقہ خارج و پاہائے اورا میدید کہ بشدتے ہرچہ تمامتر می لرزد کہ اگر مقاومت و یارای بزرگی و عظمتش نبود ہرآینہ بروے زمین در می افتاد شاہ خود را از آں حالت جمع آوری نمودہ و گفت الحق شما استادانے کامل و کارآزمودہ ہستید چہ قدر این سردابہ بروفق دلخواہ من ساختہ و پرداختہ شدہ کہ من راضی ہستم بآں کسے کہ چنین خدمت نمایانے بنماید یکے از شہر ہائے عظیم مملکت خود را واگذار کنم حال کہ شما چنین خدمتے را بمن نمودید در عوض بزرگترین آرزوئے خود را از من بنمائید کہ تلافی کنم خجالت نکشید انسان جانور غریبی است و بے آرزو نیست بگوئید کہ حکم صادر کنم مجرا گردد۔

ہمیں کہ آں برادران تا بآں اندازہ اظہار مرحمت را از شاہ دیدند

---

[51] پرتاب نمودن ۔ پھینکنا ۔ چلانا ۔

[52] ارائہ دادن ۔ دکھانا ۔

نفرے بریک دیگر انداختند و بزرگ ترین آنہا بالوئی[۱] خود را بر پشت پاہای
شاہ بینداخت و دامن شاہ را گرفتہ و بشدتے ہرچہ تمامتر شروع
بگریستن نمود کہ در سایرین کہ حرکت او بے اثر نماند و از شدت درد
و بغض در دل بر شاہ مکشف نبود کہ مقصود این مرد از گریستنہ چیست
یکے از آن برادران تعظیمے طولانی نمودہ و عرض کرد اعلیحضرتا دادگرا
مارا پدر لیست پیر سال خوردہ کہ در مدت بیست سال در زندان
اہریمنان بواسطہ دشمنانش بہ تہمت دزدی کہ نسبت باو دادہ اند گرفتار
حبس و شکنجہ است و یگانہ آرزو و امید ما نجات پدر لیست کہ او را
اصلاً ملاقات ننمودہ ایم شاہ تبسمے کہ خالی از شبہہ نبود بروے
آن چہار نفر نمودہ و گفت تقاضاے شما را پذیرفتم و اکنوں اسم او
را بگوئید کہ حکم بر مرخصیش صادر شود۔

ہمگی با صورتہاے خنداں و حرکاتے عجیب فریاد زناں بمیرد بمیرد
و شاہ گفت آیا آرزو و امیدے دیگر شما را ہست ہمگی گفتند "خیر
خیر اعلیحضرتا" سپس چشمان شاہ درآں تاریکی برقے زدہ و شیشہ
شرابے با جام سیمین کہ سابقاً با خود آوردہ بود از زیر جبہ کشادہ خود
درآورد و گفت اے عزیزان از دست من در عوض زحمات خود در

۱۔ بالوی - معمار کا نام -

ایں محل کہ در نزد من بسے عزیز است ازیں شراب سلطنتے بنوشید کہ ہمہ وقت نزد ہمگناں و دوستاں مفتخر و سرافراز باشید و جامے و پر از شراب نمودہ و بالوی داد بالوی باکمال ادب آں جام را لاجرعہ[۵۱] سرکشید و ہمچنیں سایر برادران ازیں مرحمت ملوکانہ کہ درحقیقت مزد زحمات و رنج ہائے آناں را می رسانید سرافراز شدہ و باکمال خوشنودی آزادی پدر خود را انتظار داشتند ہمیں کہ شاہ از ساقی گیری فراغت حاصل فرمود گفت اے عزیزان اینک میروم حکم مرخصی پدر شمارا نوشتہ کہ اورا بنزد شما بدینجا بیاورند - جواناں از شدت فرح و انبساط نزدیک بود دیوانہ شوند و بنوعی سرگرم ایں خوش بختی بودند کہ زمانیکہ شاہ از سردابہ خارج گردید و درب را بروے آناں محکم بہ بست ملتفت نشدند در ایں ساعت شاہ در نزد ایں جواناں فرشتہ رحمت و معدلتی جلوہ داشت و باندازہ خود را جان نثار او میدانستند کہ غیر قابل اذکار و تصور بود -

طولے نکشید یکے از آناں را کہ موسوم بہ برزین بود عطش زیادے مستولی گشت و مشار الیہ خواست بخوابگاہ رفتہ و در انجا بواسطہ

---

۵۱ لاجرعہ سرکشید - ایک گھونٹ میں چڑھا گیا -

آشامیدن آب رفع عطش خود را بنماید ولے در موقع حرکت بسمت
سردابہ دوران[1] مخصوصی در خود مشاہدہ نمود و پاہایش بہم پیچیدہ نزدیک
بود بزمین افتد اما قوت جوانی اورا مانع شد و نگاہ داری از خود
نمودہ ہمینکہ بالوی حالت برادر خود را چناں دید قدمی پیش گذاردہ
پرسید برزین تورا چہ می شود جواب ندادہ و دست را باطراف ببرد
کہ تکیہ گاہے از برائے خود جہت ایستادن پیدا نماید بالوی باحالتی
متوحش گفت خیلے عجب است کہ برادر عزیزم نزدیک است کہ بروی
زمین در افتد۔ فی الواقع از زمانے کہ برزین با برادران خود از دست
شاہ شراب نوشیدہ بودند عطش وافر دست دادہ و از این جہت
لرز و دورانی بے اندازہ در سر و اعضایش تولید شدہ و رفتہ رفتہ
زیادہ بگردید و تغییرے در بشرہ اش ظاہر شد و چناں می نمود کہ حملہ
عصبانی براو عارض میشود. برزین قدمے بجانب بالوی در حالتی کہ
دست را فرابردہ و یک مرتبہ فریاد زد او را بزدا او را بزدا مراچہ
می شود من دیگر نمی بینم ہزار نقطہ آتش در سرم جولان می کند آہ
بمن نزدیک نشوید و بمن دست نزنید فی الحقیقہ برزین را سر بدوران
افتاد و نعش بزیر پاے بالوی و سایر برادرانش کہ آنہا ہم مختصر عطشے

---

[1] دوران مخصوصی۔ خاص قسم کا چکر۔

در خود احساس می نمودند افتاد و دامن بالوی را گرفته و فریاد می زد
برادر عزیز من نزد پدر عزیزم را بمن بنما که موعد مرگ در رسید بالوی
چون حالت برادر را باین نوع دید دوید بطرف درب سردابه که شاید
از شاه امدادی بخواهد ولی درب را بسته دید پس بنای فریاد
را گذارده اعلیحضرتا اعلیحضرتا بداد بدبختی برادر من برسید از تشنگی
می میرد ولی فریادها و نعره هائی که او میزد اصلا بخارج اثری نبخشید
پس از انعکاس مختصری در آن سردابه دو مرتبه سکوت محض و حرکات
جان کندن بر زمین مسموع می گردید بالوی دو مرتبه بنزد برادران خود
شتافت که شاید بکمک آنان راه علاجی بیابند در این دفعه دیگر
بدریای تعجب و حیرتی در افتاد زیرا که آن دو نفر را هم همان حالت
برزین که بمرض عصبانی حمل نموده بودند عارض شده و بحالت وحشتناک
در روی زمین سردابه غلط می زدند و فقط اظهار تشنگی و دوران
و لرزه در اعضاء خود مشاهده می نمودند. بالوی در این دفعه
نزدیک درب سردابه رفته تا قوه و توانائی داشت فریاد و استغاثه
نمود ولی ابدا اثری ظاهر نگشت در این وقت شنید که برزین
فریاد می زند و اورا می طلبد که آمده و دیدار آخرین را بنماید بالوی
بنزد برادران خود شتافته و با حیرتی تمام در دریای فکر بی پایان

چوں غواصان فرو رفتہ وسبب و مبدا آں بدبختی را جویا بود بناگاہ چیزے بخاطرش بگذشت کہ بدون شبہہ مرگ برادران او یقین و البتہ علاجی ندارد چوں بخوبی پے بمطلب برد فریاد زد آہ خداوندا نصیب ما بیچارگاں چنیں مقدر فرمودی و بادلے پر از درد و الم سرہائے برادرانے کہ بسخت تریں نوعے باعزرائیل درآویختہ بودند در دامن گذاردہ و باکمال بدبختی و بیچارگی سرشک حسرت از چشمانش فرو می ریخت۔ گاہے مرضی حملہ سختی بآنہا نمودہ باز آنہا را بحال خود می گذارد بالآخرہ مجدداً آناں را حملہ سختی فرو گرفت بنوعے کہ صورتہا یشاں سیاہ چشمان شاں از حدقہ خارج و سرخود را از دامن بالوی برداشتہ و درآں سرواتہ دست و پا می زدند۔ دریں اثنا برزین روئے را بہ بالوی نمودہ پرسید آیا ندانستی سبب ایں بدبختی چہ بود بالوی نظرے غضب آلود بدرب سردابہ نمودہ و بآرامی گفت زہر خورانیدند۔ برزین گفت. ما ہمہ از آں شراب نوشیدیم۔ بالوی گفت فراموش نمودی کہ من عادت داشتم۔ برزین خواست تا دہان خود را از برائے بیان کلمہ بکشاید ولے چناں بسختی دنداں ہائے او بہم خورد کہ نتوانست اقل حروفے را ہم بر زبان آرد و ہمیں قدر بازبان بے زبانی میگفت امی

برادر بکرم انتقام انتقام و دیگرے حرکت غیر ارادۂ نموده بگفت آه
آه چگویم گرفته شد خفه میشوم آه دلم بدی شود آه سرم چه بلائی
اے بالوی بیا دیدار آخرین را بنمائیم تو اگر پدر مارا دیدی اورا
از بدبختی ما خبرده و انتقام مارا بکش ـ سپس فریادی زده گویا دران
سرداب صاعقه مهیبی نازل شده و اورا از رتبه روحانیت مبدل
بانجماد نموده و همچنین برزین و برادرش هم عهد بودند و بیک دفعه
مرگ آنها را در ربود ـ در حالتے که برزین دست بگردن برادر کوچک
تر از خود نموده و از ظلم و فساد نوع خود فارغ البال شدند ـ
این محلے که دقیقه قبل پر از عیش و خوشحالی بود اینک بمنظر غمناکی
که دلهاے قوی از تصورش ضعیف می شوند مبدل گشته و
بالوی سر را بروے دستها و زانو گذارده و بر اطرافش جسم هاے
بیجان برادرانش با حالت وحشتی که از دیدارشان موے انسان
راست می ایستد با چهرهاے زرد و ابدان لاغر بے تکلم بے حرکت
چشمهایشان مختصرے گشوده شده و از شدت درد کشیدن دندانها
را بروے یکدیگر بسختی گذارده و گ[illegible] بر حالت بیچارگی و تنهائی برادر
خود تاسف داشته و براو می نگرند و از ظلم شکایت نموده امید انتقام
را می کشند چندے نگذشت که بالوی خود از تصورات و خیالات مدهشی

که در سرداشت خسته شده وجد یکی از برادران خود را در بغل گرفته و گمان می نمود که او هم بهر نوع باشد باد بمیرد ولی بخاطرش آمد گفتار برزین و یاد آورد از انتقام از پس این خیال مانند آن سه نفر بیجان و بی حرکت راحت شده بفکر خلاصی و نجات از آن سردابه مشغول گشت و چون نقشهٔ فرار و استخلاص را از آن سردابه یاد آورد و بخاطرش گذشت که چندے نگذرد که شاه از برای سرکشی آنها آمده که از اعدام بانان اسوده گردد پس ناچار است که او هم چون سایرین بحالتی که گویا دست و پا و حرکاتے غیرعادی که دلالت بر اثر سم را داشته باشد بطور مصنوعی برخود ساخته و مهیا گردد طولے نکشید که احساس واستماع حرکتے در عقب در سردابه نمود سپس نفس خود را گرفته و دل بامید پروردگار و خلاصی از آن مهلکه بربست و از زیر چشم درب سردابه را می نگریست که شاه پس از اطمینان از اعدام آنها درب را گشوده و به نزدیک جسد بے روح آن بیچارگان بیاید و با دست خود قلب هریک را امتحان نموده و آنها را مرده می پنداشت بالآخره گوئی وحشت و دهشت آن سردابه بر شاه هم مؤثر بود چراکه امتحان خود را بعجله خاتمه داده بنوعی که ملتفت گرمی بدن بالوی و آثار زندگانی او نگردید سپس بدان

جوانان نظرے افگنده و گویا آنان از پیشه هاے بیابانی که بعضی اوقات
از حرکات انسان معدوم می شدند بوده و هم نوع او نبوده اند۔

چون دفعه اول درب سردابه را بسته و بخوابگاه وارد گشت و
پس از دقیقه مکث نموده و در دل خود از قتل نفس چهار نفر بے گناه
اضطرابے بحد مشاهده نموده و خواست تا اینکه بواسطه تماشاے قصر
خود آن اضطراب را از دل خارج نماید و درب غیر مرئی را کشوده و
باراهی در خیابان هاے قصر مشغول قدم زدن گردید در موقعے که
شاه بتماشاے قصر می پرداخت یکے از مردگان که فقط به زهر ظلم و
تعدی شاه مسموم گردیده بود و در حقیقت رنگ و چهره حرکات
غیر عادی او کمتر از جان دادن مسمومین نبود از وسط جسد مردگان
برخواست و گویا ازان ساعت جسد مسمومین جان دارند و روح شان
هنوز ازان سردابه خارج نگردیده می شنوند و چنین گفت ای برادران
عزیز قسم بذات آن خدائے که مبدأ کل وجود است و شاهد بدبختی شما
غیر ازو کسے نیست که انتقام شمارا میکشم ریشه و نژاد این شاه جبار
را چنان از روی جهان نابود سازم که بجز نامی از خانوادهٔ بنگیهش در
این جهان باقی نماند بلے برادر شما بالوی بے ضعیف و ناتوان است
اما نه بالے که ضعف خود را در مقابل این مرد جبار بخاطر آورد چنین

ساعتے را کہ شما این سردابہ را بابدان بیگناہ خونزینت دادہ اید بخاطر
خواہد آورد و دران ساعت بالوی دلے چون سنگ دارد و ہیچ خیالے
جز انتقام در سرنمی پروراند من از برائے شما ندبہ و زاری نمی نمایم
زیرا کہ گریستن بغض و درجہ انتقام را پست می نماید و آن روزے
ندبہ و زاری برمظلومی و بیگناہی شما می نمایم کہ انتقام شمارا کشیدہ
و دیگر دلے چون سنگ نمی خواہم پس از لمحۂ سکوت کہ صدایش دران
خوابگاہ اثرے مخصوص و انعکاس مہیج داشت قدمے پیش گذاردہ و
گونہ ہائے زرد شدۂ برادران خود را بوسید و آخرین وداع خود
را خاتمہ داد۔

منتخبات نظم فارسی جدید

غزلیات سرخوش

صبح ست ساقی از کرم بکشا در میخانه را   زیں بیش نتواں خورد غم لبریز کن پیمانه را
عهد شباب و فصل گل معشوق خوش آواز و مُل   ایں چار ارکان طرب شیدا کند فرزانه را
در ترک یار و ترک مے ناصح نصیحت تا بکے   زیں بیشتر افسوں مخواں کوتاه کن افسانه را
من مرد تقوی نیستم پابست معنی نیستم   با دانش و تقوی چه کار آشفته دیوانه را
از سوز جانم بیخبر پیدا ندارم از شرر   آرے بود شوق دگر در سوختن پروانه را
گیتی نباشد منزلے کز وے بیاساید دلے   بشنو ز من گر عاقلی منزل مکن ویرانه را

سرخوش دریں محنت سرا در شادی و عشرت گرا
چوں عاقبت سیل فنا ویراں کند ایں خانه را

چو نیست مهر و وفا روزگار فانی را   بخوشدلی گذران دور زندگانی را
کنونکه پیری و ضعفت نه بسته دست نشاط   غنیمتے شمر ایام نوجوانی را
ز دست ساقی گلچهره پاے سرو سهی   مده ز دست مے صاف ارغوانی را
ملامت من بیدل مکن بشیدائی   که قسمت این شده تقدیر آسمانی را
ز رشک قامت ای نخل بوستان مراد   بگل فرو شده پا سرو بوستانی را
ندانم از که در آموختی بدین خوبی   فنون دلبری و رسم دلستانی را
جهان بود ظلمات و مے است آبحیات   بنوش در ظلمات آب زندگانی را
ز حال خسته دل ناتوان مشو غافل   بیاد آر تو هم روز ناتوانی را
بیاد تو گل روئش ازین سپس در باغ   من اختیار کنم شغل باغبانی را
بپاے تخت قناعت بتاج درویشی   به نیم جو نخرم افسر کیانی را

بمرد سرخوش و اندر آن دهن نشد واقف
نکرد حل کسے این نکتهٔ نهانی را

نهاده تیر ز مژگان کمان ابرو را   کشوده پیچ و خم از هم کمند گیسو را
بصید کردن دلها چنان بود چالاک   که شاهباز نماید شکار تیهو را
بجز دل من و آن دیده هیچ دیده ندید   که تن به عجز دهد شیر شرزه آهو را
بغیر خال که کنج لبش گرفته مقام   مقیم بر لب کوثر که دیده هندو را

مرا ز روی نکویان نظر نگردد سیر — که جذبه ایست نهانی جمال نیکو را
بغیر جلوهٔ حسنش مبین ز کعبه و دیر — بخوان ز قول خدا "اینما تولّوا" را
مریض عشق و بهبود نیست سرخوش
کنی معالج اگر فی المثل ارسطو را

با که گویم غم آن دلبر هرجائی را — وز که جویم دل آشفتهٔ سودائی را
عاشق از طعن و ملامت چه ملالت یابد — زانکه خود خواسته بدنامی و رسوائی را
خواهی از نکته شناس سبق عشق شوی — بایدت شست ورق دفتر دانائی را
ای بسا زشت که در دیدهٔ عاشق زیباست — عشق فرقی نکند زشتی و زیبائی را
خوشتر از روز وصال است شب قدر است الحق — گر کسی قدر شناسد شب تنهائی را
عشق ناکامی و درد است و بلا ورنه دلا — دوست دارد همه کس عیش و تن آسانی را
بیش ازین صبر و شکیب از من مهجور مجو — طاقت از دست بشد صبر و شکیبائی را
یا کسی را بگذارید بکام دل خویش — یا نباید در دکه حلوائی را
سرخوش از بادهٔ معنی بچشی تا نرهی
از سر این عادت خودبینی و خودرائی را

پی بست عشق تو ام چشم مصلحت بین را — بخست جان و ببرد از کفم دل و دین را

گلم بچید و در گلستان بروئیم بست
خدای را چه کنم من جفای گلچین را

بغیر خط که بگرد لبش دمیده که دید
کنار چشمهٔ آب بقا ریاحین را

بیا بحالت دلهای خسته رحم آور
ز شانه رنجه مکن بستگان مسکین را

دلا ز کوهکن آموز راه و رسم وفا
مکن مضایقه از دوست جان شیرین را

بده از آن مے دوشینه ساغرے که بسر
مگر علاج نمایم خمار دوشین را

بتار طرهٔ طرّار او دل سرخوش
چنان اسیر که گنجشک زار شاهین را

زهر حبیبان بجام چون شکر آید مرا
نوش رقیبان بکام نیشتر آید مرا

یا ز مے وصل او زنده کنم جان و دل
یا ز خمار فراق عمر سر آید مرا

نیت نیکوے من تا چه کند با بدان
دانه فشانم بصدق تا چه بر آید مرا

از تو نیارم گسست رشتهٔ مهر و وفا
تیر جفا گر بجان تا به پر آید مرا

لعل لبش کرده تنگ عرصه بیاقوت ناب
آتش ازین آب و رنگ در جگر آید مرا

از سر کوی بتان می ننهم پا بدر
گر خود ازین رهگذر صد خطر آید مرا

دیده ز هر جانبے جلوهٔ دیدار دید
روی بهر سو کنم در نظر آید مرا

یک نفس ای ماه رو سایه مگیر از سرم
شاید ازین تیرگی بخت بر آید مرا

نالهٔ سرخوش ربود خواب خوش از دیده ام
در شب یلدای هجر کے سحر آید مرا

چو من اگرچه فرزدرست از هزار تو را
یک از هزار چو من نیست غمگسار تو را

رسد چو روزی مقسوم از خزانهٔ غیب
خیال رزق چرا کرده بیقرار تو را

بکوش تا که به نیکی سمر شود نامت
که نام نیک پس از تست یادگار تو را

بخویش راه مده غم نه فکر بد اندیش
کفایت ست همان لطف کردگار تو را

* بروی لاله رخان جام مے پیاپے کش
چو فرصتے بکف افتد ز روزگار تو را

نهان بگوی زمن زاهد ریائی را
که صرفه نه به زهد آشکار تو را

من دمے ولب کشت ذنگار جو سرشت
بهشت و کوثر و غلمان کاهدزار تو را

مکن خیال کج از راه راست روی متاب
که عاقبت بکشد چرخ کجمدار تو را

چو سرخوش از همه یاران کسے نمی بینم
که باشد از دل و جان یار و دوستدار تو را

کردم بکردگار رها کار خویش را
خواهم از و صلاح و سزاوار خویش را

برخوان منعمان نه نشینم برائے نان
بردوشش دیگران ننهم بار خویش را

شادم مکن ز وعدهٔ بے اصل وصل او
بهتر شناسم از همه من یار خویش را

دشمن نکرد آنچه تو اے دوست میکنی
با ما ببین تفاوت رفتار خویش را

خون دلم ز دیده روان ست روز و شب
دادم بیار تا دل خونبار خویش را

ایثار راهت ار نبود سیم و زر مرا
سازم نثار گوهر گفتار خویش را

زین آب آتشین کشد ار شیخ ساغری ... برباد می دهد سر و دستار خویش را
برقصر و باغ سلطنت و عیش نوش آن ... رجحان دهیم سایهٔ دیوار خویش را
جوئی اگر سلامت و راحت درین سرا ... مکتوم دار از همه اسرار خویش را
درخواب دوش دولت وصلش نمود رخ ... منت بریم طالع بیدار خویش را

سرخوش بدین ترانهٔ خوش طبع دلکشت
افزوده باز رونق بازار خویش را

خوئے نکو در خور است روی نکو ترا ... کاش بُدے چارهٔ تندی خوی تو را
خال سپندی کند آتش روی تو را ... تا نرسد چشم بد روے نکوی تو را
گل زخجالت درید بر تن خود پیرهن ... برد بطرف چمن باد چو بوی تو را
نیست خلاصش ز بندے نرہد از کمند ... ہرکہ بگردن فگند حلقۂ موی تو را
روضۂ خلد برین ساحت باغ جناں ... می نکند دل زجا ساکن کوی تو را
مہر نگشتی چنیں چهره نما در فلک ... ماه اگر داشتی جلوهٔ روی تو را

زنده و پاینده باد سرخوش و میخانه اش
غم چه خوری گر شکست شحنه سبوی تو را

غزلیات ماه شرف خانم کردستانی

بیک اشارهٔ چشمان جادوانهٔ مست / نمی ربود ز دل تاب و طاقتم از دست

چو دل بحلقهٔ زلفش بقید شد ناگه / جفا نمود و ستم کرد و رفت و عهد شکست

نه خوفی از دل محزون ماش نهربرید / نه بیمی از شرر آه من وفای گسست

بناوک مژه آن سست عهد سخت کمان / دلم نشانهٔ غم کرد و مرغ جانم خست

در آن دمی که خبردار از وجود ویم / فرنگیم خبرم گر ز خود زمانی هست

ببین تو شوخی اختر که یار بی سببی / ز ما برید و پس آنگه بدیگری پیوست

دلی بحلقهٔ گیسوش پای بند آمد
چه مشکل است که مستوره گر تواند جست

کشتهٔ عشق ترا کار بجز زاری نیست / زانکه از خوی تو امید وفاداری نیست

شومی بخت نگر ای مه آزادهٔ من — با اسیران بلا هیچ سر دلداری نیست
هان ز افسانهٔ اغیار ز دستم ندهی — خواهی ار به ز منی یار بدست آری نیست
از جفای تو ننالم که شعارش با من — روزگاری است فلک غیر جفاکاری نیست
دلبر ترک در آفاق بسے باشد لیک — دلربائی چو تو اے شوخ بعیاری نیست
بهر مستوره به یغما چه کمر می بندی
غیر دل در بر او هر چه بپنداری نیست

صبح است و صبوحی زدگان راتب و تاب ست
ساقی قدحی! چارهٔ غمهاے ناب است
ما گوش بر افسانهٔ زهاد نداریم
کاوراد سحرگاهے ما جام شراب است
وی شیخ بمسجد سخن از توبه همی گفت
در مصطبه امروز ز مے مست و خراب است
گر سبحهٔ صد دانه گسستم نه گنه بود
زنار ز زلف تو به بستم که ثواب است
دانم نظر مهر بمستوره نداری
وین نیم نگه ماه من از روی عتاب است

نفحهٔ خلد است یا ز یار نسیم است   نکهت مینو است یا ز دوست شمیم است
رایحهٔ تست یا که بوی بهشت است   گلشن روی تو یا ریاض نعیم است
زیبدت ار ماه و سرو خوانم و گویم   زانکه مثالت ز نوع انس عدیم است
با تو مرا خار بهتر از گل و سنبل   بی تو مرا در نظر بهشت جحیم است
وقت گل آمد بیا و باده همی کش   خوف ز عقبی مکن خدای کریم است
ما سر طاعت نهاده ایم به تیغت   بستهٔ قید ترا ز قتل چه بیم است

خاطر مستوره را بجور میازار
زانکه بکیش وفا گناه عظیم است

گل آمد و عندلیب شیدا ست   هنگام می و نشاط صحرا است
هر طرف چمن بیا که آنجا   اسباب طرب همه مهیا است
زیبا چمن و ساقی و می و جام   کین رسم ستوده خاصهٔ ما است
زاهد تو و سلسبیل و کوثر   ما را لب نوشی تمنا است
آن شوخ ز دلبران یکتا   در شیوهٔ حسن و ناز یکتا است
زنجیر دل خراب مجنون   از طرهٔ پر شکنج لیلی است
آیات لطافت و نکوئی   در صفحهٔ صورتت هویدا است
دامن مفشان که از نکویان   این شیوهٔ سرکشی نه زیبا است

مستورہ متاع دین و دل بین
در دست بتان شہر یغما است

دل رفت ز دست ما و چون رفت   زنجیری و داله و جنون رفت
ما را ز کف ای نگار رعنا   از ہجر تو دامن سکون رفت
شب تا سحرم ز چشمۂ چشم   از جور تو دجله های خون رفت
از دل نرود خیال تو زانک   حسرت با شیر اندرون رفت
دل در بر من فسوس آخر   زان فتنہ چشم ذو فنون رفت
بود آن ہمہ از جفائے شیرین   جورے بفریب بے ستون رفت
مستورہ بسا ہزار خواری
از حیلۂ آسمان دون رفت

مثنوی گل و بلبل

بود بطرف چمنے بلبلے   مست ز بو نکہت زیبا گلے
عاشق شوریدۂ دل خستۂ   در گہ امید بر و بستۂ

در دل وی جذبهٔ از بوی گل　　بیخبر از شعشعهٔ روی گل
زانجمن ناز غزل خوان مدام　　آتش شوقش بدل و جان مدام
وقت دم از سینه فغان می‌کشید　　آه ز دل شعله زجان می‌کشید
کرده هوای رخ دلدار خویش　　برگ گلی داشت بمنقار خویش
با دلی از زمزمه لرزان چو بید　　هر دم از این شاخ بشاخی پرید
تافت زلبش آه شرربار از او　　غیرت گلخن شده گلزار از او
رو سوی گل کرد با فغان زار　　با دلی از آتش غم شعله بار
گفت که ای گل من مسکین فدات　　صد چو من شیفتهٔ محو لقات
ای تو سر سرور خوبان دور　　خود بگو آخر ز تو تا چند جور
چند دل آماج خدنگ بلا　　رحمتی ای گل بمن مبتلا
شد ز کفم دامن صبر و شکیب　　چاره کدام است بگو یا حبیب
کافرم ار جز تو ببوی دگر　　دیده کنم باز بسوی دگر
شیفتهٔ گیسوی سنبل نیم　　بهر گلی غیر تو بلبل نیم
صبحدمی از ره مهر و وفا　　غمزدهٔ را گره از دل گشا
مرهم مهری بدل ریش نه　　بادهٔ از رایحهٔ خویش ده
والی اقلیم صفا گل بناز　　لب بتبسم ز ادا کرد باز
عشوه کنان از سر ناز و عتاب　　داد چنین کشتهٔ خود را جواب

گفت که ای عاشق شوریده سر غمزده بیدل خونین جگر
بلبل آشفته شیرین سخن طوطی خوش نغمه شکر شکن
گشت یقینم که تو عاشق نه در صفت عشق تو صادق نه
یا که نه بلبل بستان عشق درس نخوانده بدبستان عشق
رائحهٔ عشق نبوئیده بادیهٔ عشق نپوئیده
خامی د افغان تو از خامی است شورش تو مایه بدنامی است
ورنه هرآن مرد که عاشق بود یار وفادار موافق بود
عشق نگاری بدلش بیخته است مهر گلی با گلش آمیخته است
از ستم دلبرش اندیشه نیست کش غم تیر و تبر و تیشه نیست
ـــے که تو گوئی برخت عاشقم عاشقی و عشق ترا لایقم
خام نیم پختهٔ مهر تو ام شیفتهٔ شیوه و چهر تو ام
بس بدلت همهٔ زار چیست شکوه است از ناوک یک خار چیست
رسم قدیم است ز معشوقه ناز وز طرف عاشق بیدل نیاز
تا بجهان عاشق غم دیده است جور ز معشوقه پسندیده است
خام درین مرحله مگذار پا پخته نه لاف مزن در وفا
بلبل مسکین چو ز گل این شنید بست لب از ناله و آهی کشید
روی وفا بر قدم گل نهاد تا ز سر صدق و صفا جان بداد

ہست درایں دہر ہمیں کارِ عشق　　　　واے بر احوالِ گرفتارِ عشق

خامۂ مستورہ شیریں زباں
دادِ سخن داد دریں داستاں

انتخاب از نسیم شمال

(مجموعهٔ کلام آقای سید اشرف الدین رشتی متخلص به نسیم)

ای وای وطن وای

گردیده وطن غرقهٔ اندوه و محن وای ای وای وطن وای
خیزید و روید از پی تابوت و کفن وای ای وای وطن وای
از خون جوانان که شده کشته در این راه رنگین شفق ماه
گلگون شده صحرا و تل و دشت و دمن وای ای وای وطن وای
کو همت و کو غیرت و کو جوشش فتوت کو جنبش ملت
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تنها نه همین گشت وطن ضایع و بدنام — گمنام شد اسلام
پژمرده شد این باغ و گل و سرو و سمن وای — ای وای وطن وای
بلبل نبرد نام گل از واهمه هرگز — نرگس شده قرمز
سرخ اند ازین غصه سفیدان چمن وای — ای وای وطن وای
بعضی وزرا ر مسلکشان راه زنی شد — سری علنی شد
گشته علما غرقه درین لای و لجن وای — ایوای وطن وای
سوز و جگر از ماتم نخحال خدایا — محشر شده آیا
یک جامه ندارند رعیت به بدن وای — ایوای وطن وای
گاهے خبر آرند که عسکر رومی — آمد بارومی
گه استره ویران شده از شاهسون وای — ایوای وطن وای
افسوس ازین خاک گهرخیز گهرزا — گردیده مجزا
از چارطرف خاک به از مشک ختن وای — ایوای وطن وای
کو [illegible] و چه شد نینوه و کابل — کو بابل و زابل
شام [illegible] و عمان و عدن وای — ایوای وطن وای
بر منظر [illegible] نداند و دو منظرا — جغرا [illegible]
بنشسته [illegible] زاغ و زغن وای — ایوا [illegible]
ک [illegible] است معینت — بیچا [illegible]

کارش همه فریاد حسین وای حسن وای　　ایوای وطن وای
اشرف بجز از نالهٔ غم هیچ نگوید　　هر لحظه بگوید
ایوای وطن وای وطن وای وطن آی　　ایوای وطن وای

درد ایران بی دواست

دی می گفت این سخن دیوانهٔ بی بازخواست　　درد ایران بیدواست
عاقلی گفتا که از دیوانه بشنو حرف راست　　درد ایران بیدواست
مملکت از چارسو در حال بحران و خطر　　چون مریض محتضر
با چنین دستور این رنجور مهجور از شفاست　　درد ایران بیدواست
پادشه بر ضد ملت ملت اندر ضد شاه　　زین مصیبت آه آه
چون حقیقت بنگری هم این خطا هم آن خطاست　　درد ایران بیدواست
هرکس با هرکسی خصم است و بدخواه است و ضد　　گوید اورا [illegible]
با چنین شکل ای لبا خونها بدر جانها بپاست　　درد ایران بیدواست
صور اسرافیل زد صبح سعادت در دمید　　ملا نصرالدین رسید
مجلس و حبل المتین سوی عدالت رهنماست　　درد ایران بیدواست
باوجود این جرائد خفته [illegible]　　[illegible] هشیار نیست

لاام

این جرائد همچو شیپور و نفیر و کرناست | درد ایران بی‌دواست
شکر بسکه دیدیم جمعی سگارها مضبوط شد | مملکت مشروطه شد
باز می‌بینیم آن کاسه است و آن آش است و ماست | درد ایران بی‌دواست
با خود گفتم که آخر چارهٔ این کار چیست | عقل قاطع هم گریست
بعد آه و ناله گفتا چاره در دست خداست | درد ایران بی‌دواست
شیخ عالیجاه یکسو دیگری از یک طرف | بهر ملت بسته صف
چار سمت توپخانه حربگاه شیخناست | درد ایران بی‌دواست
هیچ دانی قصد قاطرچی در این هنگامه چیست | یاری اسلام نیست
مقصد او ساعت است و کیف و زنجیر طلاست | درد ایران بی‌دواست
مسجد مروی پر از اشرار غارتگر شده | مدرسه سنگر شده
روح واقف در بهشت از این مصیبت در عزاست | درد ایران بی‌دواست
نه پنداری قشون دسته قاطرچیان | قوتشان رفت از میان
عهده گاه انتقام از شیخها روز جزاست | درد ایران بی‌دواست
شیرها هرکس در ایران مشروطه جانبازی نمود | رفعت قدرش فزود
در جزا است [illegible] | درد ایران بی‌دواست

۔ دنمیں فروخت ہو گئے۔ اور دوبارہ سنہ ۱۸۹۰ء میں مطبع حبل المتین کلکتہ میں شایع ہوا۔ طبع اول و دوم میں مصالح سیاسی کی بنا پر سال و مقام طبع کا اعلان نہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۰۶ء میں مطبع مظفری بمبئی میں لیتھو میں چھاپا گیا اور فرضی تصاویر بھی شامل کی گئیں چوتھی بار سنہ ۱۹۱۰ء میں لفٹنٹ کرنل ڈی۔ سی فلاٹ سکرٹری بورڈ آف اگزامنرز کلکتہ کے اہتمام سے مطبع حبل المتین میں طبع کیا گیا۔ اسکی جلد دوم سنہ ۱۹۰۶ء میں اور جلد سوم سنہ ۱۹۰۹ء میں ادارۂ حبل المتین سے شائع ہو چکی ہیں۔ اور تیسری جلد اسلامبول (قسطنطنیہ) میں بھی شائع ہوئی ہے۔ اور جلد اول کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں ہوا ہے۔

سوانح حاجی بابا اصفہانی جیمس موریر کی انگریزی زبان کی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کی شان نزول (تصنیف) یہ ہے کہ اکثر اہل یورپ کا خیال ہے کہ کوئی یورپین کتنا ہی مشرقی ممالک کی سیر و سیاحت کرے اہل مشرق کے ساتھ رہے۔ انکی سوسائٹی میں شامل ہو۔ انکی زبان سیکھے۔ انکے خصائل و خصوصیات کو سمجھے۔ سیکھے جانے پہچانے لیکن اسکو نہ کسی مشرقی زبان پر قدرت تام حاصل ہو سکتی ہے۔ نہ اہل مشرق کے خصائص طبعی پر عبور حاصل کر سکتا ہے اور نہ انکی سوسائٹی کے حالات اسطرح بیان کر سکتا ہے جس طرح خود مشرق والے کر سکتے ہیں۔ جیمس موریر کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ اسی خیال سے متاثر ہو کر اس نے یہ ناول تصنیف کیا جس میں ایک فرضی شخص حاجی بابا کی سرگذشت بیان کی ہے۔ اور اس فسانہ کو واقعہ کا رنگ

دینے کیلئے یہ عنوان اختیار کیا ہے کہ ایک شخص ڈاکٹر برگرین پرسک یکم دسمبر سنہ ۱۸۲۳ء کو
لندن سے ریورینڈ ڈاکٹر فنڈ گرد بن کو (جو سفیر متعینہ حکومت سویڈن کا خاندانی پادری اور
پیشوائے روحانی ہے) لکھتا ہے کہ سفارت خانہ سویڈن میں ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا
کہ اہل یورپ مشرق والوں کی زبان و خصائل و عادات سے کما حقہ واقف نہیں ہو سکتے۔
میں نے تمام ممالک مشرق کا سفر کیا اور ہمیشہ آپ کے اس ارشاد پر غور کرتا رہا۔ جس وقت ایران
سے وطن کو واپس جانے لگا راستے میں ایک مقام ٹوکت پر قیام کیا۔ وہاں معلوم ہوا کہ میرا ایک
قدیم شناسا حاجی بابا سخت بیمار اور زندگی سے مایوس ہے۔ میں نے اسکا علاج کیا۔ اور وہ صحت یاب ہو گیا
میری اس خدمت کے معاوضہ اور اظہار تشکر میں اس نے اپنی خود نوشت سوانح عمری کے مسودات
مجھے پیش کئے۔ حاجی بابا شاہ ایران کی طرف سے قسطنطنیہ بھیجا گیا تھا کہ باب عالی میں ایرانی ریزیڈنٹ
کی خدمات انجام دے اور اسوقت قسطنطنیہ سے ایران واپس جا رہا تھا کہ وہاں سے میرزا [illegible]
[illegible] کا سکریٹری بنکر انگلستان روانہ ہوا۔ میں نے اس کو بیش از مال سے زیادہ عز[illegible]
سمجھ کر نہایت مسرت و تشکر کے ساتھ قبول کیا۔ اور اس کا ترجمہ سب سے پہلے آپ کی خدمت
میں روانہ کرتا ہوں کہ آپ سے زیادہ اسکا قدردان کون ہو سکتا ہے۔

اس سرگزشت کا خلاصہ یہ ہے:-
حاجی بابا اصفہان کے ایک دلاک (حجام) کربلائی حسین کا لڑکا ہے۔ اپنے آبائی پیشہ سے
متنفر ہو کر ایک تاجر کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ ترکمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ وہاں سے چھوٹ
[illegible] اپنے اہل وطن کے [illegible] رہتا ہے جو اسکو لوٹ کر تمام کر دیتے ہیں۔ حتی کہ کبھی [illegible]

دیباچہ

ادبیات عجم کے سلسلہ کی ترتیب کا مقصد یہ ہے کہ اسکول اور کالج کے طلبہ کے لیئے فارسی جدید کا نصاب مہیا کیا جائے۔ حصہ اول ہائی اسکول کیلیئے اور حصہ دوم ایف اے کے لیئے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ حصہ سوم امتحان بی اے کیلیئے ہے۔ اور اسکی ترتیب میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ایران کے ادبیات جدیدہ کی صحیح نمایندگی کی جائے۔ اور مشہور اہل قلم کی بہترین تصانیف کا انتخاب پیش کیا جائے۔

سیاحت نامہ ابراہیم بیگ حاجی زین العابدین آقا تاجر مراغہ کی تصنیف اور ایک فرضی سفر نامہ ہے۔ ایک فرضی شخص ابراہیم بیگ جو ایران سے ترک وطن کر کے مصر میں وطن پذیر و اقامت گیر ہے دورۂ عالم کر کے اپنے وطن اصلی ایران میں پہنچا اور وہاں کے حالات لکھتا ہے۔ اس کتاب کی اصلی غرض یہ ہے کہ ایران کی حکومت استبدادی کے عیوب بیان کر کے ملت ایرانیہ کو احقاق حقوق کے لیئے ہیجان میں لایا جائے۔ چنانچہ حسن عبارت۔ سلاست کلام اور تیزی مقال کے ذریعہ سے اس مقصد میں اس حد تک کامیابی حاصل کر لی کہ خواتین ایران اس سیاحت نامہ کو

نہایت شوق و دلچسپی کے ساتھ پڑھتی تھیں اور نتیجہ مطلوبہ یعنی جوش و ولولہ ملکی بھی پیدا ہوگیا اس میں جو واقعات درج ہیں صحت و حقیقت پر مبنی ہیں اور جن سیاسیات کا اظہار کیا گیا ہے وہ اس زمانہ کی مقتضیات سیاسی کی بنا پر قرین صواب ہیں۔

حصہ متخیلہ میں ابراہیم بیگ ایران کے وزرائے داخلہ و خارجہ و جنگ سے ملاقات کرتا ہے۔ اسکے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ اس زمانہ کی حکومت استبدادی کا روشن آئینہ ہے۔

حاجی زین العابدین نسلاً خوانین کرد سے تھا۔ اور اسکے آبا و اجداد مراغہ میں تجارت کرتے تھے۔ یہ خاندان اہالی مراغہ میں نہایت دولتمند سمجھا جاتا تھا۔ زین العابدین نے آٹھ سال کی عمر میں تعلیم شروع کی اور سولہ سال کی عمر سے اپنے باپ کے ساتھ تجارت میں مشغول ہوگیا۔ بیس سال کی عمر میں باہر نکلا۔ اردبیل۔ قفقاز۔ کریمیا۔ یالٹا روس اور اسلامبول قسطنطنیہ میں سلسلہ تجارت جاری رکھا۔ زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوا۔ حج کے بعد ۱۹۰۴ء سے مستقل طور پر اسلامبول میں اقامت اختیار کرلی اور وہیں ۷۲ سال کی عمر پاکر ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا۔

سیاحت نامہ ابراہیم بیگ ۱۸۸۷ء میں مرتب کرکے مؤید الاسلام جلال الدین الحسینی مدیر حبل المتین کلکتہ کو اصلاح و نظرثانی کے لئے بھیجا تھا ۱۸۸۸ء میں اسلامبول میں شائع ہوا۔ اور شیرینی عبارت و صداقت مضمون کی وجہ سے اہالی ایران کو اسقدر مرغوب طبع ہوا کہ باوجود حکومت ایران کے سخت قدغن امتناعی و حکم ضبطی کے طبع اول کے تمام نسخے چند دن

در نگر عالمے دیگر نگر[51]

ای شہنشاہِ جوان شیرانِ جنگ آور نگر، در نگر، عالمے دیگر
ملتے رہ راحت از مشروطہ سرتا سر نگر، در نگر، عالمے د
پادشاہی تمکن کہ دورانِ جہاں بر کام تست، رام تست، شاہ احمد
در محامد خویش را ہمنام پیغمبر نگر، در نگر، عالمے د
داد خواہی کن درین مشروطہ چون نوشیرواں، در جہاں، رخش ہمت
خویش را والاتر از دارا و اسکندر نگر، در نگر، عالمے د
در معارف دشمنانِ علم را نابود کن، جود کن، جہل را
وقتِ تنگ و رخشِ لنگ و سختیِ معبر نگر، در نگر، عالمے
آخر این ایران کہ بودہ جای جم پاتختِ کے، اہل وے، غرقِ غم

---

[51] یہ نظم فتح حریت و شکست استبداد کی خوشی میں لکھی گئی تھی جبکہ آزادی خواہ و مشروطہ طلب نے طہران پر قبضہ کرلیا۔ محمد علی شاہ کو معزول اور اسکے نابالغ لڑکے احمد علی شاہ کو تخت نشین کردیا۔ دو ہفتہ بعد یہ نظم یکم اگست ۱۹۰۹ء کے روزنامہ نسیم شمال میں شائع ہوئی۔ اور نہایت پسند کی گئی۔ ... کے دو ٹکڑے خاص ترنم پیدا کر رہے ہیں۔ بحر۔ قوافی۔ الفاظ مضامین سب نے مل کر نظم کو بنا دیا ہے۔ شیخ فضل اللہ نوری۔ مقتدر نظام اور مفاخر الملک جنکے نام آخر نظم میں آئے (پیرا) ... میں سے تھے جنکو سزائے موت دی گئی۔

باغبانا باغ را بی شاخ و برگ و بر نگر، ور نگر، عالمی دگر
ای سپهدار رشید ای روح بخش زنده دم، و سپیدم، در ترقی زرا
نام خود را تا جهان باقی ست در دفتر نگر، ور نگر، عالمی دگر
ار کان را از وکیلان صحیح آباد کن، داد کن، ملتی را شا
خائنین را زود کن اخراج بر محضر نگر، ور نگر، عالمی دگر
شیخ نوری دستگیر فرقهٔ احرار شد، خوار شد، مقتدر بود
و آن مفاخر گشت حلق آویز بر کیفر نگر، ور نگر، عالمی د
تر سر پا شیخ رفتی با حریفان ساختی، تاختی، دیدی آ
حال و روز بعد زینت را ازین بدتر نگر، ور نگر، عالمی د

تخمیس

(از ملک الشعراء بهار مشهدی)

(۱)

پادشاها ز استبداد چه داری مقصود — که ازین کار جز ادبار نگ
تو نکوشی در ره مشروطه گر ده سجود — شرف مرد بجود است و

(۲)

جور کن پیشه و مشکن پیمان — که مکافات خدائیست بهمره دامان
ل بر سر کندت حادثهٔ دور زمانها — «خاک مصر طرب انگیز نه بینی که همان
خاک مصر است ولی بر سر فرعون و جنود»

(۳)

بکا خودسری و جور تو ایران سوز است — بمکافات تو امروز وطن فیروز است
بش نور مکافات نه از امروز است — «این همان چشمهٔ خورشید جهان افروز است
که همی تافت بر آرامگه عاد و ثمود»

درخت

(۴)

بش ازین شاه بر بیشهٔ خود تیشه مزن — خود و ملت را در ورطهٔ ذلت مفکن
بیخ خود را بهوا و هوس نفس مکن — «قیمت خود بملاهی و مناهی مشکن
گرت ایمان درست است بروز موعود»

(۵)

کشت ملت را کردی ز ستم پاک درو — شد کهن قصهٔ چنگیز ز بیداد تو نو
بجهان دل ز چه بندی پس ازین گفت و شنو — «ایکه در نعمت و نازی بجهانی غره مشو
که محال است درین مرحلهٔ امکان خلود»

(۶)

بگذر از خطهٔ تبریز و مقام شهدائش — بشنو آن قصهٔ جانسوز و دل از غم بخراش

اندران خطّه پس از آن گشتش و آن پرخاش — "خاک راهی که بر آن میگذری ساکن باش
که عیون است و جفون است و خدود است و قدود"
(چشم — مژه — رخسار — قد)

(۷)

شاه یکدل نشد و کار رها گشت و بد — تن خسته در این مرحله کن فکر
ای امید منه بر در شاه خود سر — "دست حاجت چو بری پیش خداوندی بر
که کریم است و رحیم است و غفور است و ودود"

(۸)

شاه خود کیست بدین کبر و انانیت او — تا نکو باشد در بارهٔ ما نیت او
ای پرستندهٔ حق و الوهیت او — "گر شوی تا بشر با عبودیت
همه در ذکر و مناجات و قیامند و قعود"

(۹)

سر نهد گر کسی مشروطه نگردون کمال — بسر آید شب هجران و دمد صبح وصال
کار نیکو شود از فر خدای متعال — "ای که در شدت و فقری و پریشانی حال
صبر کن کین دو سه روزی بسر آید معدود"

(۱۰)

جز خطا کاری ازین شاه نمی باید خواست — که آنچه با داد آن دادیم سر از رنج خطاست
نه آتش پند که بر دلشان پند هباست — "پند سعدی که کلید در گنج سعد است

نتواند که بجای آورد الا مسعود»

شعر پورداود

ز آه بخشکانم آب همه دریا را — وز اشک کنم دریا روی همه صحرا را
در خیل همه یاران همراز نمی جویم — نه زاهد روحانی نه شاهد زیبا را
در جبهٔ دیبای فضل و هنر مردم — با علم و شرف پوشم خود جامهٔ چو خارا را
در کلبهٔ درویشی خوش باشم ار آزادم — در بند نمی خواهم صد قصر معلا را
جمعی بدر مسجد خیلی بسوی فرخار — خلقی بکنشت اندر جمعی است کلیسا را
گر از ستم گیتی آتشکده شد خاموش — در کاخ دل افروزم کانون اوستا را
از مدرسه و از درس کی چاره شود دردم — ساز و دف و نی خوشتر دلداده و شیدا را
می گرچه حرام آمد در کیش مسلمانی — در باده کشی پویم آیین مسیحا را
خواهم که ز پا افتم مدهوش و خمار و مست — تا نشنوم از ایران این غلغله و آوا را
از ناحیهٔ ایران هر لحظه بگوش آمد — صوتی که بلرزاند این گنبد مینا را
صوتی که ازو گردد خود موی همه سوزن — صوتی که ازو بینی خونین دل خارا را
گوید بتو ای فرزند اندیش بحال خویش — دریاب ز جهد امروز آسایش فردا را

دیبا نتوانی بافت از پشم که می تابی — زین خار نخواهی چید هرگز گل حمرا را
زنجیر زمین بر گیر آنگاه بچنگ آور — زنجیر سر زلف محبوب دل آرا را
من در تب و تاب و غم تو شاد و خوش و خرم — ننگ است چنین غفلت مانند تو برنا را
از خون جوانان شد دشت همه گلگوں — باز آ دمے بنگر گلگشت و تماشا را
شد از ستم دونان کاخ جم و کے ویران — بیغولهٔ جغدان بین ایوان فلک سا را
شد شیر کیان پنهان در لانهٔ شغال آمد — خواری ز عقب آمد کم کرد و فر دارا را
شاهنشه انوشروان در گور سیه خسپید — خرس است ابر جایش این بازی دنیا را

گر پور نه ورزی روزی از مهر وطن بردار
صد شکر و سپاس آید مر ایزد یکتا را

آندره پرستش

یکی گیتی یکی یزدان پرستند — یکی پیدا یکی پنهان پرستند
یکی بودا[۱] و آن دیگر برهمن — دگر ها لوسی چوپان پرستند
یکی از مردمے دستور اوشان — فروغ و خاور رخشان پرستند

۱؎ بودا۔

یکے ذاتِ مسیح ناصری را   بسانِ حضرت سبحان پرستند
گروہے پیروِ وخشورِ[۵۱] تازی   حدیث و سنّت و قرآن پرستند
پرستد بابی الواح و بیان[۵۲] را   بہائی اقدس و ایقان[۵۳] پرستند
فقیہ آزمند از حرص و شہوت   گہے حور و گہے غلمان پرستند
چہ نیرنگ است یاران مفتیِ شرع   مرید ابلہ و نادان پرستند
تہی انبان زاہد از زر و مال   قصور و کوثر و رضوان پرستند
چہ گویم خود تو دانی واعظِ شہر   انین[۵۴] و دیدۂ گریان پرستند
فرو شد عارف اندر وحدت ذات   وجوب و جوہر و امکان پرستند
صفا جو صوفیِ پشمینہ پوشاک   مرید و مرشد و عرفان پرستند
دل از دنیای فانی کندہ درویش   چو قلندری گوشۂ ویران پرستند
قلندر والہ از سرّ انا الحق   حشیش[۵۵] و حارس و قلیان[۵۶] پرستند

---

۵۱ وخشور - پیغمبر -

۵۲ بیان - فرقہ بابیان کی مقدس کتاب -

۵۳ ایقان - فرقہ بہائیان کی مقدس کتاب -

۵۴ انین - نالہ و گریہ -

۵۵ حشیش - بھنگ -

۵۶ قلیان - حقہ - یہاں مراد [illegible] پینے کا حقہ -

سیه شد روزگارِ عاشق از عشق — سوی طرّهٔ جانان پرستد
سرشک از بس فرو بارید شد کور — هنوز او نرگسِ چشمان پرستد
تو خود دانی که مستِ باده خواره — کباب و پستهٔ خندان پرستد
نهنگِ قلزمِ اندیشه شاعر — گزاف و یاوه و هذیان پرستد
فغان از سردبیر[۵۱] روزنامه — دروغ و مهمل و بهتان پرستد
وکیلِ محترم را کیش پول است — وزیر او محترم عنوان پرستد
پزشک[۵۲] آن عدوی تندرستی — جذام و سکته و یرقان پرستد
منجّم سرگم اندر سیر افلاک — نجوم و اختر گردان پرستد
دلِ پر آرزوے کیمیاگر — زرِ پاکیزه و رخشان پرستد
نهد در کوره[۵۳] بوته[۵۴] وز دمد دم — پس آنگه زیبق[۵۵] لرزان پرستد
نماند کیشِ جادوگر نهفته — غول از آدم و پریان پرستد

---

۵۱ سردبیر - چیف اڈیٹر -
۵۲ پزشک - طبیب -
۵۳ کورہ - بھٹی -
۵۴ بوتہ - سنار اور کیمیا گر کی گھریا جس میں تانبے وغیرہ کو تاؤ دیتے ہیں -
۵۵ زیبق - پارہ، سیماب -

شنیدستی که راشگر[۵۱] همه عمر   نوا و نغمه و الحان پرستد
خمیده چون کمان پشت کشاورز[۵۲]   فشانده دانه و باران پرستد
نه بیند باغبان جز کشتهٔ خویش   از آن رو لاله و ریحان پرستد
اگر پرسی نه کیش پور داود
جوان پارسی ایران پرستد

---

۵۱ راشگر - مطرب -
۵۲ کشاورز - کسان -